بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قرآنِ حکیم کے احکام

جلد دوم

سُوۡرَةُ الۡاَعۡرَافِ ۔۔۔۔ تا ۔۔۔۔ سُوۡرَةُ مَرۡيَمَ

آیات 1394

احکام 247

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد فائق صدیقی قادری بدایونی

ناشر

شکیب قاسم پبلی کیشنز

سی-۱۱/۸، گلبرگ فیڈرل بی-ایریا، کراچی

حقوق اشاعت عام

اشاعت اول	۲۰۱۵ء مطابق ۱۴۳۶ھ
طباعت	
کمپوزنگ	سید شعیب افتخار مسعودی
مکمل سیٹ چار جلد	۲۰۰۰ روپیہ
پروف ریڈنگ	ڈاکٹر مجیب عالم ڈاکٹر فیروز احمد
تعداد احکام	۲۴۷
تعداد آیات	۱۳۹۴

معاونت

محمّد اویس صدیقی قادری

محمّد بلال صدیقی قادری

محمّد زید صدیقی قادری

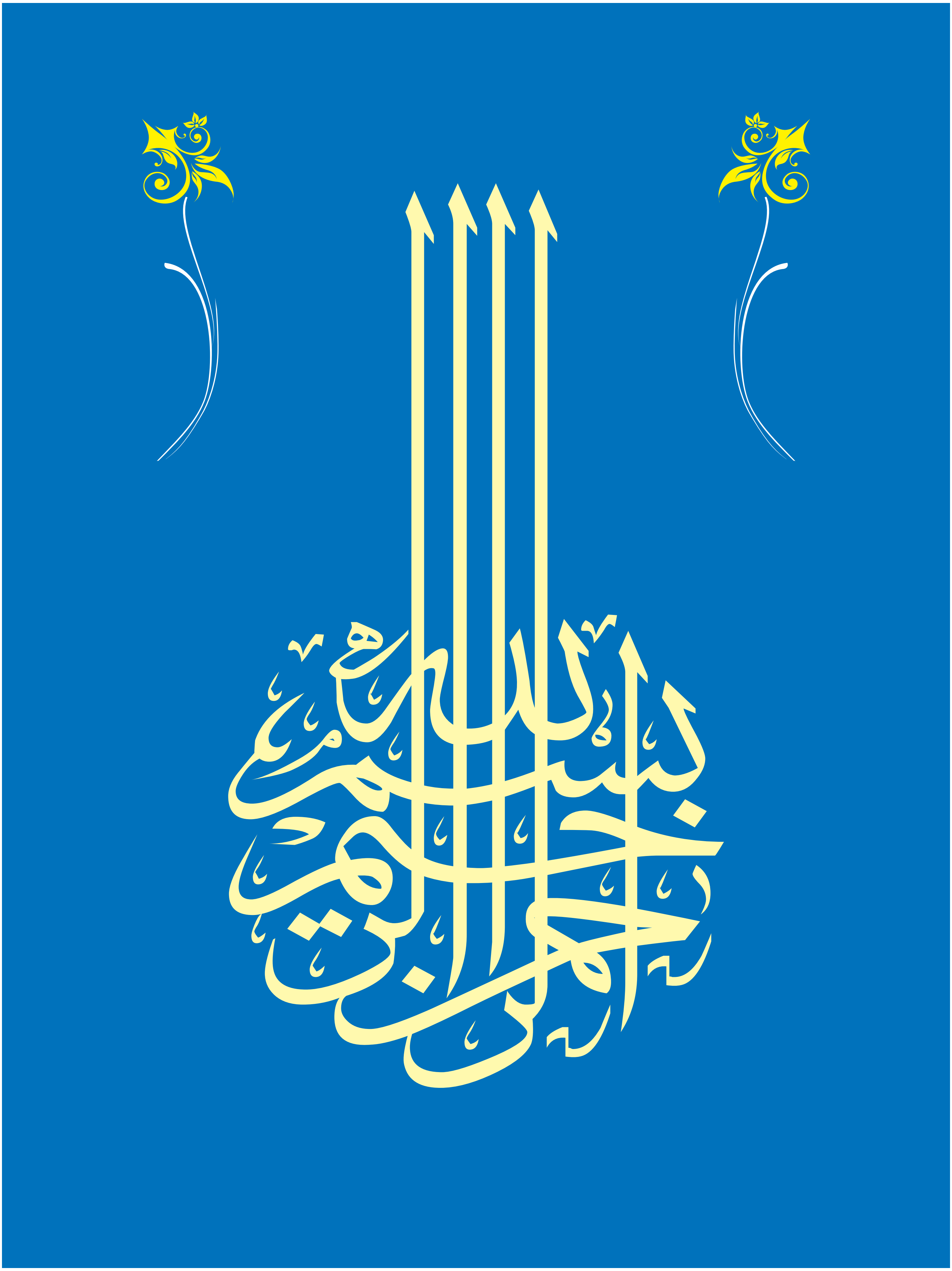
بسم الله الرحمن الرحيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

اے اللہ! محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر رحمت نازل فرما
جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السّلام اور ابراہیم علیہ السّلام کی اولاد پر رحمت نازل فرمائی
آپ ہی لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

اے اللہ محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل فرما
جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السّلام اور ابراہیم علیہ السّلام کی اولاد پر برکت نازل فرمائی
بے شک آپ ہی لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ ہٰذِہٖ تَذۡکِرَۃٌ ۚ

فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیۡلًا ﴿۱۹﴾ ع

(سُوۡرَۃُ الۡمُزَّمِّل)

بے شک یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے
سو جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے
کا راستہ اختیار کرے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ وَجَاهِدُوۡا
فِىۡ سَبِيۡلِهٖ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۵﴾

(اَلۡمَآئِدَة)

اے ایمان والو! تقویٰ کرو اللہ کے لیئے اور

تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جہاد کرو

اس کی راہ میں کہ تم فلاح پاؤ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآن حکیم ھدایت ہے

تقویٰ کرنے والوں کے لیئے۔

غیب پر ایمان لانے والوں کے لیئے۔

صلوٰۃ قائم کرنے والوں کے لیئے۔

رزق سے انفاق کرنے والوں کے لیئے۔

تنزیل پر ایمان لانے والوں کے لیئے۔

اور

آخرت کا یقین رکھنے والوں کے لیئے۔

(لَا رَیۡبَ فِیۡہِ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسمائے ربی، جن کے بغیر نماز نہیں ہوتی

اللّٰہ

رب، رحمان، رحیم

مالک، سبحان، حمید

مجید

ختم نماز پر

(دعائے مسنون میں اہم نام)

سلام ۔ ذُو الۡجَلٰلِ وَ الۡاِکۡرَامِ

(غلامان غلام محمد فائق)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد، تسبیح، عبادت اور تقویٰ بڑھائیں

کلمۂ طیّب، لاحول

استغفار اور درود شریف کا وِرد جاری رکھیں

ایجابی صفاتِ ربّی کا وِرد **حمد** ہے

سلبی صفاتِ ربّی کی نفی **تسبیح** ہے

اوامر کی تعمیل **عبادت** ہے

کبر و کبرائی اللہ کے لیے عجز و عاجزی بندے کے لیے ہے

اللہ ربِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، بندہ غلامِ غلامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے

میرا ماہی صلِّ علیٰ میں کچھ بھی نہیں

(غلامانِ غلام محمد فائق)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب۔۔۔!

لکھی میں نے یہ شرحِ احکامِ قرآں
بہ فیضانِ لطفِ کمالِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کیا مُنتَسَب اس کو پھر میں نے فائقؔ
بنامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(فائقؔ بدایونی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرستِ احکامات

حکم نمبر	نام سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۶۱	الاعراف	۲	۲۱
۳۶۲	الاعراف	۳	۲۳
۳۶۳	الاعراف	۱۳	۲۴
۳۶۴	الاعراف	۱۸	۲۵
۳۶۵	الاعراف	۱۹	۲۶
۳۶۶	الاعراف	۲۴	۲۶
۳۶۷	الاعراف	۲۵	۲۸
۳۶۸	الاعراف	۲۶	۲۸
۳۶۹	الاعراف	۲۸	۳۰
۳۷۰	الاعراف	۲۹	۳۱
۳۷۱	الاعراف	۳۱	۳۲
۳۷۲	الاعراف	۳۲	۳۳
۳۷۳	الاعراف	۳۳	۳۴
۳۷۴	الاعراف	۳۵-۳۶	۳۶
۳۷۵	الاعراف	۵۴	۳۷
۳۷۶	الاعراف	۵۵	۳۸
۳۷۷	الاعراف	۵۶	۳۹
۳۷۸	الاعراف	۱۰۲	۴۰
۳۷۹	الاعراف	۱۴۷	۴۱
۳۸۰	الاعراف	۱۵۳	۴۲
۳۸۱	الاعراف	۱۵۷	۴۲
۳۸۲	الاعراف	۱۵۸	۴۵
۳۸۳	الاعراف	۱۷۵	۴۶
۳۸۴	الاعراف	۱۷۷-۱۷۸	۴۷
۳۸۵	الاعراف	۱۸۰	۴۸
۳۸۶	الاعراف	۱۸۷	۴۹

حکم نمبر	نام سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۸۷	الاعراف	۱۸۸	۵۰
۳۸۸	الاعراف	۱۹۴	۵۱
۳۸۹	الاعراف	۱۹۹	۵۳
۳۹۰	الاعراف	۲۰۰	۵۴
۳۹۱	الاعراف	۲۰۳	۵۵
۳۹۲	الاعراف	۲۰۴	۵۵
۳۹۳	الاعراف	۲۰۵	۵۶
۳۹۴	انفال	۱	۵۸
۳۹۵	انفال	۱۵	۵۸
۳۹۶	انفال	۱۶	۵۸
۳۹۷	انفال	۲۰	۵۹
۳۹۸	انفال	۲۱	۶۰
۳۹۹	انفال	۲۴	۶۱
۴۰۰	انفال	۲۵	۶۲
۴۰۱	انفال	۲۶	۶۳
۴۰۲	انفال	۲۷	۶۴
۴۰۳	انفال	۲۸	۶۵
۴۰۴	انفال	۲۹	۶۶
۴۰۵	انفال	۳۸	۶۷
۴۰۶	انفال	۳۹	۶۸
۴۰۷	انفال	۴۱	۶۹
۴۰۸	انفال	۴۵	۷۰
۴۰۹	انفال	۴۶	۷۱
۴۱۰	انفال	۴۷	۷۲
۴۱۱	انفال	۵۷	۷۳
۴۱۲	انفال	۵۸	۷۳
۴۱۳	انفال	۶۰	۷۴
۴۱۴	انفال	۶۱	۷۵
۴۱۵	انفال	۶۵	۷۶
۴۱۶	انفال	۶۹	۷۸
۴۱۷	انفال	۷۰	۷۹
۴۱۸	انفال	۷۲	۸۰
۴۱۹	توبہ	۲	۸۱
۴۱۹-A	توبہ	۳	۸۲

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۴۲۱	توبہ	۴	۸۳
۴۲۲	توبہ	۵	۸۴
۴۲۳	توبہ	۶	۸۵
۴۲۴	توبہ	۷	۸۶
۴۲۵	توبہ	۱۲	۸۷
۴۲۶	توبہ	۱۳	۸۸
۴۲۷	توبہ	۱۴	۸۹
۴۲۸	توبہ	۲۳	۹۰
۴۲۹	توبہ	۲۴	۹۱
۴۳۰	توبہ	۲۸	۹۲
۴۳۱	توبہ	۲۹	۹۳
۴۳۲	توبہ	۳۴	۹۴
۴۳۳	توبہ	۳۶	۹۵
۴۳۴	توبہ	۳۷تا۴۰	۹۷
۴۳۵	توبہ	۴۳	۹۸
۴۳۶	توبہ	۵۱	۹۹
۴۳۷	توبہ	۵۲	۱۰۰
۴۳۸	توبہ	۵۳	۱۰۱
۴۳۹	توبہ	۶۰	۱۰۲
۴۴۰	توبہ	۶۴	۱۰۳
۴۴۱	توبہ	۶۵	۱۰۴
۴۴۲	توبہ	۷۳	۱۰۵
۴۴۳	توبہ	۸۱	۱۰۶
۴۴۴	توبہ	۸۳	۱۰۷
۴۴۵	توبہ	۸۴	۱۰۸
۴۴۶	توبہ	۹۱_۹۲	۱۰۹
۴۴۷	توبہ	۹۴	۱۱۰
۴۴۸	توبہ	۹۵	۱۱۲
۴۴۹	توبہ	۱۰۳	۱۱۲
۴۵۰	توبہ	۱۰۵	۱۱۴
۴۵۱	توبہ	۱۰۸	۱۱۴
۴۵۲	توبہ	۱۱۱	۱۱۵
۴۵۳	توبہ	۱۱۹	۱۱۶
۴۵۴	توبہ	۱۲۲	۱۱۷

حکم نمبر	نام سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۴۵۵	توبہ	۱۲۳	۱۱۸
۴۵۶	توبہ	۱۲۹	۱۱۹
۴۵۷	یونس	۳	۱۲۰
۴۵۸	یونس	۱۵	۱۲۱
۴۵۹	یونس	۱۶	۱۲۲
۴۶۰	یونس	۱۸	۱۲۳
۴۶۱	یونس	۲۰	۱۲۴
۴۶۲	یونس	۲۱	۱۲۵
۴۶۳	یونس	۲۳	۱۲۶
۲۶۴	یونس	۳۱	۱۲۷
۴۶۵	یونس	۳۴	۱۲۸
۴۶۶	یونس	۳۵	۱۲۹
۴۶۷	یونس	۳۸	۱۳۰
۴۶۸	یونس	۴۱	۱۳۰
۴۶۹	یونس	۴۹۔۵۰	۱۳۱
۴۷۰	یونس	۵۳	۱۳۲
۴۷۱	یونس	۵۷	۱۳۳

حکم نمبر	نام سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۴۷۲	یونس	۵۸	۱۳۴
۴۷۳	یونس	۵۹	۱۳۵
۴۷۴	یونس	۶۹	۱۳۶
۴۷۵	یونس	۹۴۔۹۵	۱۳۷
۴۷۶	یونس	۱۰۱	۱۳۹
۴۷۷	یونس	۱۰۲	۱۴۰
۴۷۸	یونس	۱۰۴تا۱۰۶	۱۴۱
۴۷۹	یونس	۱۰۸	۱۴۳
۴۸۰	یونس	۱۰۹	۱۴۴
۴۸۱	ھود	۲	۱۴۵
۴۸۲	ھود	۳	۱۴۶
۴۸۳	ھود	۸	۱۴۷
۴۸۴	ھود	۱۱	۱۴۸
۴۸۵	ھود	۱۳	۱۴۸
۴۸۶	ھود	۱۴	۱۴۹
۴۸۷	ھود	۱۷	۱۵۰
۴۸۸	ھود	۲۳	۱۵۱

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۴۸۹	ھود	۳۵	۱۵۲
۴۹۰	ھود	۴۹	۱۵۳
۴۹۱	ھود	۶۰	۱۵۴
۴۹۲	ھود	۶۸	۱۵۵
۴۹۳	ھود	۸۴_۸۵	۱۵۶
۴۹۴	ھود	۱۰۹	۱۵۷
۴۹۵	ھود	۱۱۲	۱۵۸
۴۹۶	ھود	۱۱۳	۱۵۹
۴۹۷	ھود	۱۱۴_۱۱۵	۱۶۰
۴۹۸	ھود	۱۲۱_۱۲۲	۱۶۱
۴۹۹	ھود	۱۲۳	۱۶۲
۵۰۰	یوسف	۴۰	۱۶۳
۵۰۱	یوسف	۶۷	۱۶۴
۵۰۲	یوسف	۸۷	۱۶۵
۵۰۳	یوسف	۱۰۸	۱۶۶
۵۰۴	رعد	۱۶	۱۶۷
۵۰۵	رعد	۱۸	۱۶۸

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۵۰۶	رعد	۲۲	۱۶۹
۵۰۷	رعد	۲۷	۱۷۱
۵۰۸	رعد	۱۸	۱۷۲
۵۰۹	رعد	۳۰	۱۷۳
۵۱۰	رعد	۳۳	۱۷۴
۵۱۱	رعد	۳۶	۱۷۵
۵۱۲	رعد	۴۳	۱۷۶
۵۱۳	ابراھیم	۳۰	۱۷۷
۵۱۴	ابراھیم	۳۱	۱۷۸
۵۱۵	ابراھیم	۴۴	۱۷۹
۵۱۶	ابراھیم	۴۷	۱۸۰
۵۱۷	حجر	۳	۱۸۱
۵۱۸	حجر	۴۹	۱۸۲
۵۱۹	حجر	۵۰	۱۸۳
۵۲۰	حجر	۸۵	۱۸۴
۵۲۱	حجر	۸۸	۱۸۵
۵۲۲	حجر	۸۹	۱۸۶

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۵۲۳	حجر	۹۴	۱۸۷
۵۲۴	حجر	۹۸	۱۸۸
۵۲۵	حجر	۹۹	۱۸۸
۵۲۶	نحل	۱	۱۸۹
۵۲۷	نحل	۲	۱۹۰
۵۲۸	نحل	۲۲_۲۳	۱۹۱
۵۲۹	نحل	۲۵	۱۹۲
۵۳۰	نحل	۲۹	۱۹۳
۵۳۱	نحل	۳۶	۱۹۴
۵۳۲	نحل	۴۳_۴۴	۱۹۵
۵۳۳	نحل	۵۱	۱۹۶
۵۳۴	نحل	۵۵	۱۹۷
۵۳۵	نحل	۵۶	۱۹۸
۵۳۶	نحل	۵۹	۱۹۹
۵۳۷	نحل	۶۴	۲۰۰
۵۳۸	نحل	۷۴	۲۰۰
۵۳۹	نحل	۷۸	۲۰۱
۵۴۰	نحل	۸۲	۲۰۲
۵۴۱	نحل	۹۰	۲۰۳
۵۴۲	نحل	۹۱	۲۰۴
۵۴۳	نحل	۹۴	۲۰۵
۵۴۴	نحل	۹۵	۲۰۶
۵۴۵	نحل	۹۸	۲۰۸
۵۴۶	نحل	۱۰۲	۲۰۹
۵۴۷	نحل	۱۱۴	۲۱۰
۵۴۸	نحل	۱۱۵	۲۱۰
۵۴۹	نحل	۱۱۶	۲۱۱
۵۵۰	نحل	۱۱۹	۲۱۲
۵۵۱	نحل	۱۲۳	۲۱۴
۵۵۲	نحل	۱۲۵	۲۱۵
۵۵۳	نحل	۱۲۶تا۱۲۸	۲۱۶
۵۵۴	بنی اسرائیل	۲	۲۱۸
۵۵۵	بنی اسرائیل	۲۱	۲۱۸
۵۵۶	بنی اسرائیل	۲۲	۲۱۹

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۵۵۷	بنی اسراءیل	۲۳۔۲۴	۲۲۰
۵۵۸	بنی اسراءیل	۲۵۔۲۶	۲۲۱
۵۵۹	بنی اسراءیل	۲۸	۲۲۲
۵۶۰	بنی اسراءیل	۲۹	۲۲۳
۵۶۱	بنی اسراءیل	۳۱	۲۲۴
۵۶۲	بنی اسراءیل	۳۲	۲۲۴
۵۶۳	بنی اسراءیل	۳۳	۲۲۵
۵۶۴	بنی اسراءیل	۳۴	۲۲۷
۵۶۵	بنی اسراءیل	۳۵	۲۲۸
۵۶۶	بنی اسراءیل	۳۶	۲۲۸
۵۶۷	بنی اسراءیل	۳۷	۲۲۹
۵۶۸	بنی اسراءیل	۳۸۔۳۹	۲۳۱
۵۶۹	بنی اسراءیل	۴۲۔۴۳	۲۳۲
۵۷۰	بنی اسراءیل	۴۸	۲۳۳
۵۷۱	بنی اسراءیل	۵۰۔۵۱	۲۳۳
۵۷۲	بنی اسراءیل	۵۳	۲۳۴
۵۷۳	بنی اسراءیل	۵۶	۲۳۵

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۵۷۴	بنی اسراءیل	۶۳	۲۳۶
۵۷۵	بنی اسراءیل	۷۸۔۷۹	۲۳۷
۵۷۶	بنی اسراءیل	۸۰	۲۳۸
۵۷۷	بنی اسراءیل	۸۱	۲۳۹
۵۷۸	بنی اسراءیل	۸۴	۲۴۰
۵۷۹	بنی اسراءیل	۸۵	۲۴۱
۵۸۰	بنی اسراءیل	۸۸	۲۴۲
۵۸۱	بنی اسراءیل	۹۳	۲۴۳
۵۸۲	بنی اسراءیل	۹۵	۲۴۳
۵۸۳	بنی اسراءیل	۹۶	۲۴۴
۵۸۴	بنی اسراءیل	۱۰۰	۲۴۵
۵۸۵	بنی اسراءیل	۱۰۷	۲۴۶
۵۸۶	بنی اسراءیل	۱۱۰	۲۴۷
۵۸۷	بنی اسراءیل	۱۱۱	۲۴۸
۵۸۸	کہف	۲۲	۲۴۹
۵۸۹	کہف	۲۲۔۲۳	۲۵۱
۵۹۰	کہف	۲۶	۲۵۲

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۵۹۱	کہف	۲۷	۲۵۳
۵۹۲	کہف	۲۸	۲۵۴
۵۹۳	کہف	۲۹	۲۵۵
۵۹۴	کہف	۳۲	۲۵۷
۵۹۵	کہف	۴۵۔۴۶	۲۵۹
۵۹۶	کہف	۱۰۳تا۱۰۶	۲۶۰
۵۹۷	کہف	۱۰۹۔۱۱۰	۲۶۱
۵۹۸	مریم	۱۱	۲۶۳

حکم نمبر	نام سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۵۹۹	مریم	۱۲	۲۶۳
۶۰۰	مریم	۱۶	۲۶۴
۶۰۱	مریم	۳۶	۲۶۵
۶۰۲	مریم	۳۹	۲۶۶
۶۰۳	مریم	۴۱	۲۶۷
۶۰۴	مریم	۶۵	۲۶۸
۶۰۵	مریم	۷۵	۲۶۸
۶۰۶	مریم	۸۴	۲۶۹
۶۰۷	مریم	۹۷	۲۷۰

قرآنِ حکیم کے احکام کی تعمیل
ہمارے اخلاقی نظام کی بنیاد ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مختصرات جِلد دوم

نمبر شمار	نام سورہ	تعداد آیات	تعداد احکام	تنزیل
07.	الاعراف	206	361سے393 =33	مکی
08.	الانفال	75	394سے418 =25	مدنی
09.	التوبہ	129	419سے456 =38	مدنی
10.	یونس	109	457سے480 =24	مکی
11.	ھود	123	481سے499 =19	مکی
12.	یوسف	111	500سے503 =04	مکی
13.	الرعد	43	504سے512 =09	مدنی
14.	ابراھیم	52	513سے516 =04	مکی
15.	الحجر	99	517سے525 =09	مکی
16.	النمل	128	526سے553 =28	مکی
17.	بنی اسرائیل	111	554سے587 =34	مکی
18.	الکھف	110	588سے597 =10	مکی
19.	مریم	98	598سے607 =10	مکی
	کل سورتیں(13)	1394	247	مکی(10)، مدنی(3)

جلد اوّل کے
صفحات نمبر ۲۱ تا ۴۹
ضرور پڑھیئے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف

یہ سورۂ پاک ترتیبِ تلات کی رو سے قرآنِ حکیم کی ساتویں (۷) سورۃ ہے اس میں میں کئی انبیائے ماسبق اورانکی امتوں کے تذکرے ہیں اوران انبیاء کی معرفت ان کی امّتوں کو بہت سے احکام دیئے گئے ہیں ان احکام میں وہ جو کسی قوم یا کسی عہد یا کسی گزشتہ واقعہ سے مخصوص تھے تحریر ھٰذا میں دوھرائے نہیں گئے ہیں البتہ وہ احکام (چند) جو اُممِ سابقہ کے لیئے بھی تھے اور آج بھی نافذ ہیں بیان کیئے گئے ہیں اور متعلقہ احکام کے بیان میں انبیاء کا حوالہ بھی ہے جن کے ذریعہ احکام پہنچائے گئے تھے (واللہ اعلم بالصواب) سورۂ ھٰذا کا پہلا حکم اس کی آیت نمبر ۲ میں مذکور ہے جسے ذیل میں حکم نمبر ۳۶۱ کے تحت بیان کیا جارہا ہے۔

حکم نمبر ۳۶۱

یہ کتاب (اے رسول ﷺ) جو آپ پر نازل کی گی ہے۔ (قرآن) آپ کے دل میں تنگی پیدا کرنے کے لیئے نہیں ہے۔ اس کے ذریعہ آپ انکار کرنے والوں کو خبر دار کریں اور ڈرائیں یہ ایمان والوں کے لیئے نصیحت ہے۔

سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف — آیت نمبر ۲

آیت ھٰذا ترتیب تلات کی رو سے سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۲ ہے اور معنوی تفہیم کے لحاظ سے پہلی آیت ہے اس لیئے کہ آیت نمبر ایک حروف مقطعات پر مشتمل ہے جس کے معنیٰ اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا مگر ایسی آیات کو ان کے معنیٰ سمجھے بغیر کلام اللہ ماننا اور ان کی صداقت پر ایمان لانا لازم ہے کہ یہ عقل انسانی کی تفہیم کے لیئے نہیں بلکہ تسلیم کے لیئے ہیں۔ قرآن پاک میں ایسی آیات کے شامل کرنے کا ایک رمز یہ بتانا بھی ہے کہ حقیقی معنوں میں ایمان تفہیم کے نہیں تسلیم کے تابع ہے اور اہل ایمان وہی ہیں کہ جو آیات الٰہی کو خواہ ان کی سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں صرف اس لیئے حق تسلیم کریں کہ رسول پاک ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ وحی کیا ہوا کلام اللہ ہے۔ آیت نمبر ۲ میں ارشاد ہے کہ "كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲" یہ (قرآن پاک) کتاب ہے جو آپ پر نازل کی گئی ہے پس اے نبی ﷺ اس سے آپ کے دل میں کوئی تنگی پیدا نہ ہو یہ خوف دلانے کے لیئے ہے (روز حشر کی سزا اور عذاب کا ان لوگوں کو جو مشرک و منکر اور کافر ہیں) اور نصیحت ہے ان کے لیئے جو ایمان والے ہیں۔

اس آیت پاک میں نزولِ قرآن حکیم کی دو غائیتیں بیان فرمائی گئی ہیں اور ایک امکان کی نفی کی گئی ہے۔ قرآن پاک چونکہ منکرین و مشرکین و کفار کو ان کے ایمان نہ لانے اور کفر و شرک کی بداعمالیوں میں مبتلا رہنے کے انجام سے واقف کرنے کے لیئے بار بار سزا عذاب اور جہنم کی خبر دیتا ہے چنانچہ اس حوالے سے ارشاد کیا گیا ہے کہ اے نبی ﷺ یہ بار بار سزا اور عذاب جہنم کا ذکر آپ کے صدر مبارک میں حرج کے لیئے ،یعنی ذہن و قلب میں تنگی پیدا کرنے کے لیئے نہیں ہے بلکہ ''منکروں کو ڈرانے کے اور مومنوں کو سمجھانے کی نصیحت کے لیئے ہے"۔

حکم نمبر ۳۶۲

اے لوگو اتباع کرو اس کی جو تم پر اتارا گیا ہے (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے اور اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی پیروی نہ کرو کہ تم تھوڑی ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۳

اس آیت پاک میں قرآنِ حکیم کے احکامات پر چلنے کی نصیحت کے ساتھ لوگوں کو یہ بھی بتادیا گیا کہ تم ہر چند کہ ہماری سمجھائی ہوئی باتوں سے انکار تو نہیں کرتے مگر جو تسلیم کرنے اور تعمیل کرنے کا حق ہے اس کو کماحقہ، ادا نہیں کرتے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ کوتاہی اس لیئے ہو کہ تمہارے اذہان و قلوب میں اللہ کے سوا دوسرے ساتھیوں کی باتیں موجود ہوں اس لیئے لازم ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کے کہنے پر ہرگز نہ چلو اور ان کی پیروی بالکل ختم کردو فرمایا گیا۔" اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ "اتباع کرو (اے لوگو) اس کی جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے تمہارے رب کی طرف سے اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے ساتھیوں کی پیروی نہ کرو۔ تم لوگ نصیحت کم ہی مانتے ہو۔ اس آیت میں مومنین و مسلمین سے مخاطبت نہیں ہے اور نہ صرف مشرک و منکر اور کافروں سے بات کہی جاری ہے مخاطب عام لوگ ہیں جن کے متعلق بعض آیات میں فرمایا گیا ہے کہ زمین پر بسنے والوں میں اکثر گمان اور اٹکل پر چلتے ہیں اور اللہ کے احکامات اور نصیحت کم ہی قبول کرتے ہیں یہ اس لیئے ہے کہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر جن کو اپنا رفیق و سرپرست اور ساتھی بنالیا ہے وہ باطل ہیں چنانچہ ان کی اتباع کر کے فلاح و نجات حاصل نہیں کی جاسکتی۔ اور سلامتی کا سیدھا راستہ وہ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا ہے۔

حکم نمبر ۳۶۳

فرمایا (اللہ نے اِبلیس سے) تو یہاں سے نیچے اتر جا کہ تجھے یہاں تکبر کا کوئی حق نہیں۔ نکل جا یہاں سے کہ تو خود اپنی ذلّت چاہنے والوں میں ہے۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۱۳

اس آیت پاک میں ابلیس کو آسمان سے اتر جانے کا حکم دیا گیا ہے قابل غور بات یہ ہے کہ ابلیس کو مردودیت کس بات پر دی گئی عقل عامہ یہ کہتی ہے کہ اللہ کی نافرمانی یعنی آدم کو سجدہ نہ کرنے پر لیکن قرآن پاک کے مطابق سجدہ نہ کرنے پر فوراً نہیں اتارا گیا بلکہ پوچھا گیا کہ تو نے نافرمانی کیوں کی جب اس نے وجہ بتائی تو اسے تکبر کرنے کی وجہ سے مردود کیا گیا کہ کبریائی تو صرف اللہ کو زیب دیتی ہے۔ غلطی آدم وحوا سے بھی ہوئی اور ابلیس سے بھی مگر حضرت آدم نے غلطی تسلیم کرکے مغفرت چاہی اور ابلیس نے تکبر کرکے دلیل پیش کی پس تکبر کرنے والے کو مردود کر دیا گیا اور توبہ کرنے والے کو زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ آیت ھٰذا میں ارشاد ہے کہ ''قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ'' فرمایا یہاں سے نیچے اتر جا کہ تجھ کو یہاں تکبر کرنے کا کوئی حق نہیں (حضور رب کل مخلوق عاجز ہے) بس نکل جا کہ تو ان میں سے ہے جو خود اپنی ذلّت کروانا چاہتے ہیں (یعنی فریب کبر موجب ذلّت ہے اور اللہ کے حضور تو ''عبد حاجز ﷺ'' ہی معزز ترین ہے۔)

حکم نمبر ۳۶۴

فرمایا (اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے) نکل جا یہاں سے ذلیل و مردود۔ یقین رکھ۔لوگوں میں سے جو تیری پیروی کریں گے تو میں تم سب (یعنی تجھ سمیت تیری پیروی کرنے والوں سے) سے جہنم کو بھر دونگا۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۱۸

جب حکم عدولی اور تکبر کرنے پر اللہ نے ابلیس کو مردود کیا تو اس نے کہا کہ میں تیری راہ میں چلنے والوں پر چوطرفہ حملے کروں گا اور اکثر کو ناشکرا بنادوں گا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل و مردود کہہ کر نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جو لوگ تیرے کہنے پر چلیں میں ان سب کو تجھ سمیت جہنم میں ڈالوں گا کہ جہنم بھر جائے۔یہ اعلان دراصل اتباع شیطانی سے بچنے کا ایک ترغیبی حکم ہے تمام اہل ایمان کے لیئے ارشاد ربّی ہوا کہ"قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا"فرمایا نکل جا یہاں سے ذلیل و مردود "لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ "بے شک ان میں سے جو تیرے کہنے میں آئے گا یعنی تیری پیروی کرے گا "لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۱۸" تو بھر دوں گا تم سب سے جہنم کو۔ (یعنی تو اور تیری پیروی کرنے والے سب جہنم میں جائیں گے۔)

حکم نمبر ۳۶۵

اے آدمؑ۔ تم اور تمہاری بیوی یعنی تم دونوں جنت میں رہو اور جو چاہو وہ کھاؤ مگر اس شجر کے قریب بھی نہ جانا کہ تم (اپنے اوپر) ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۱۹

اس آیت پاک میں حضرت آدمؑ اور بیوی حوّا کو جنت میں رہنے اور حسب خواہش جو چاہیں کھانے کی اجازت دی گئی ہے اور "ایک شجر" سے قرب نہ کرنے کی تنبیہ یہ کہکر کی گئی ہے کہ اگر تم نے شجر ممنوعہ سے قرب کیا تو خود اپنے اوپر ظلم کرو گے یعنی جنت سے نکالے جاؤ گے فرمایا گیا کہ "وَ يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ " رہو تم اور تمہاری زوجہ جنت میں اور کھاؤ یہاں سے جو چاہو مگر اس شجر سے قرب نہ کرنا ورنہ تم اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے اور حضرت آدمؑ نے خلاف ورزی کے بعد یہی کہہ کر توبہ کی کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے۔ توبہ۔

حکم نمبر ۳۶۶

فرمایا (اللہ نے کہ اے آدم) اب تم نیچے اتر جاؤ۔ تم میں سے بعض کے مخالف بعض ہیں اور تم کو زمین پر ٹھہرنا ہے اور وہیں تمہارے لیئے متاع (زیست) ہے ایک خاص مدّت تک۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف
آیت نمبر ۲۴

معنوی لحاظ سے یہ مختصر سی آیت پاک نہایت بلیغ ہے کہ اس میں انتہائے اختصار و کمالِ بلاغت کے ساتھ انسان کی پوری حیات کا خلاصہ کر دیا گیا ہے:

- اول یہ کہ آدم وحوّا پہلے جنت میں تھے پھر ان سے غلطی ہوئی انہوں نے توبہ کی اور توبہ قبول کی گئی پھر انہیں زمین پر اتار دیا گیا۔
- دوم یہ کہ زمین پر آنے کے بعد آل آدم میں باہم کفر و ایمان کا اختلاف اور باہم دشمنیاں ہوں گی۔
- سوم یہ کہ انسان کو ایک خاص مدّت تک زمین پر ہی زندگی گزارنی ہوگی پھر موت آجائے گی۔
- چہارم یہ کہ زمین پر انسانی زندگی گزارنے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے زمین پر ہی سامان زیست (یعنی ہوا۔ پانی اور رزق) فراہم کر دیا ہے۔ پوری ماہیتِ زندگی گیارہ الفاظ میں بیان کر دی گئی ہے:۔

"قَالَ اهْبِطُوْا" فرمایا۔۔۔۔"اتر جاؤ"۔	(۱)
"بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ" تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں۔	(۳)
"وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ" تم کو زمین پر قرار کرنا ہے۔	(۴)
"وَّ مَتَاعٌ" سامان زیست و آرام (وہاں ہے)۔	(۱)
"اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾" ایک مدت تک (موت تک)۔	(۲)
کل =	(۱۱)

اس آیت پاک میں آدم وحوا کو حکم بھی ہے اور آل آدم کو تنبیہ بھی ہدایت بھی اور درس بھی حق ہے کہ قرآن حکیم اپنی بلاغتِ کلام سے بھی خود اپنی صداقت کا گواہ ہے۔ "لَا رَيْبَ فِيْهِ"

حکم نمبر ۳۶۷

اللہ نے فرمایا تمکو اسی میں (زمین پر) زندہ رہنا ہے اور اسی پر مرنا ہے اور تم کو اسی میں سے (قبروں) سے نکالا جائے گا۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۲۵

حضرت آدم سے تخاطب اورارشاد باری کے تسلسل میں ہی خاص کر آیت سابقہ حکم نمبر ۳۶۶ کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا گیا" قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿٢٥﴾ "اسی میں (دنیا میں یا زمین پر)ہی تم کو زندہ رہنا ہے اسی میں مرنا ہے اور وہیں سے یعنی زمین سے تم اٹھائے یا نکالنے جاؤ گے یعنی بتادیا گیا کہ اللہ نے جو حیات ارضی تمہارا مقدر کی ہے اور جو اس کی مدّت ہے اس میں تمہارا قیام زمین پر ہی رہے گا اور وقت مقررہ پر وہیں تم کو موت آئے گی پھر جب قیامت برپا ہوگی تو اللہ کے حضور جمع ہونے اور حساب اور جزاو سزا کے لیئے تم کو وہیں سے اٹھایا جائے گا جو قبروں میں مدفون ہونگے وہ زمین سے ہی نکالے جائیں یعنی جو پیدا ہوا ہے وہ مرے گا اور جو مرے گا وہ پھر زندہ کیا جائے گا اور اپنے رب کے حضور سب جمع ہونگے۔

حکم نمبر ۳۶۸

اے اولادِ آدم ہم نے تمہارے لیئے لباس اُتارا۔ جو پردہ پوشی کرے تمہاری شرم گاہوں کی اور موجب آرائش ہو۔ مگر تقویٰ کا لباس

سب سے بہتر ہے یہ اللہ کہ نشانیوں سے ہے کہ لوگ اس کا ذکر کرتے رہیں اسے یاد رکھیں اور نصیحت پکڑیں۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف — آیت نمبر ۲۶

ارشاد ہے کہ "يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا" اے اولاد آدم یقیناً ہم نے تمہارے لیئے لباس نازل کیا کہ وہ چھپائے تمہاری شرم گاہوں کو اور سجاوٹ اور آرائش ہو تمہارے لیئے" "وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ" "اور تقویٰ کا لباس ہی سب سے اچھا ہے۔" "ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾" "یہ اللہ کی آیات سے ہے کہ لوگ اسے یاد رکھیں اس کا ذکر کریں یا نصیحت حاصل کریں۔

اس آیت پاک کے پہلے حصہ میں لباس دنیاوی کی دو خصوصیات یادوافادیتوں کا بیان ہے اول یہ کہ اس سے جسم کی شرم گاہوں کی پردہ پوشی ہوتی ہے یعنی یہ عریانی و بے حیائی کی راہ میں حائل ہے دوم یہ کہ اس سے (خاص کر خواتین کی) آرائش و زینت بھی ہوتی ہے۔ لباس کی اہمیت و افادیت بیان کرنے کے ساتھ ہی فرمایا کہ سب سے اچھا لباس تقویٰ کا ہے۔ تقویٰ کو لباس کہنے میں ایک پہلو تو یہ ہے کہ جس طرح جسم ظاہر کی زیبائش خوبصورتی اور سجاوٹ لباس ظاہرہ سے ہوتی ہے اسی طرح باطن کی آرائش و زیبائش تقویٰ کے ذریعہ ہے عام لباس کا تعلق فرد کے مظاہر جسم یعنی صورت سے ہے اور تقویٰ کے لباس کا تعلق سیرت سے ہے۔ یہ طبعی شخصیت کو نکھارتا ہے اور تقویٰ سے باطن و ظاہر دونوں رخ نکھرتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے کہ یہ اللہ کی آیات سے ہے اگر "یہ ذٰلِکَ" کا اشارہ لباس ظاہر کے لیئے ہے تو بعض مفسرّین کے مطابق "آیات" کا مفہوم اللہ کی نشانیاں ہیں اور اگر "اٰیٰتِ اللّٰہِ" سے مراد اللہ کے احکام ہیں تو یہ اشارہ لباس تقویٰ کے لیئے ہے کہ تقویٰ کے معنٰی احکام قرآن و حدیث کے مطابق برائیوں اور گناہوں سے اپنے نفس کی حفاظت کرنے کے ہیں

اور یہ عمل چونکہ ہمہ وقتی ہے اس لیئے تقویٰ کرنے والا اللہ کو کسی لمحہ بھی نہیں بھلاتا۔۔۔۔ اسی کو یاد بھی رکھتا ہے اور اس کی نصیحت پر عمل پیرا بھی ہوتا ہے اور یَذَّکَّرُوْنَ کا یہی بھرپور مفہوم ہے۔

احکام نمبر ۳۶۹

شیطان کے بہکائے ہوئے بے ایمان جب بے حیائی کا کوئی کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا بھی یہی کرتے رہے اور ہمیں اللہ نے یہ ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان سے کہدیجئے کہ اللہ کبھی بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ پر ایسی باتیں گھڑتے ہو جن کا تم کو علم نہیں۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۲۸

اس آیت میں حضور ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ شیطان کے بہکائے میں آئے ہوئے بے ایمان لوگوں سے فرمادیجئے بلکہ انہیں بتادیں کہ اللہ کبھی بھی اپنے بندوں کو بے حیائی کے کام کرنے کا حکم نہیں دیتا یہ لوگ تو جب بے حیائی اور فحاشی کا کوئی کام کرتے ہیں تو خود کو بے قصور بتانے کے لیئے اللہ پر تہمت لگاتے ہیں کہ ہمیں اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے اور یہی طریقہ ہمارے باپ دادا کا بھی تھا کہ وہ بھی یہ کرتے تھے آپ ان سے کہیئے کہ تمہارے پاس تمہارے دعوے کی کوئی سند نہیں ہے کیا تم علم کے بغیر اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہو۔ ارشاد ہے کہ "وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ" اور جب (یہ شیطان کے بہکائے ہوئے بے

ایمان) بے حیائی و فحاشی کا کوئی کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباء کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے اور ہم کو اللہ نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ آگے ارشاد ہوا کہ اے رسول ﷺ ان سے کہدیجئے کہ اللہ کبھی فحاشی و بے حیائی کا حکم نہیں دیتا" قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ‌ؕ اَتَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝۲۸ "کیا تم اللہ کے لیئے ایسی باتیں کرتے ہو جس کا تمہارے پاس کوئی علم (معتبر) نہیں ہے۔ اس آخری سوال میں درپردہ ایک ترغیب بلکہ حکم یہ پنہاں ہے کہ کوئی ایسی بات اللہ کے لیئے نہ کہی جائے جس کی معتبر سند یا پکا علم موجود نہ ہو ایسا کرنا صرف جھوٹ ہی نہیں بلکہ اللہ پاک پر تہمت لگانا ہے جو بڑا گناہ ہے۔

حکم نمبر ۳۷۰

فرمادیجئے (اے رسول ﷺ) کہ میرے رب نے انصاف کرنے کا۔۔۔۔ نماز کے وقت اپنے رخ سیدھے (کعبہ کی طرف) قائم رکھنے کا اور اپنے دین کو اسی کے لیئے خالص کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور تم جیسے پیدا کیئے گئے ہو ویسے ہی پھر زندہ کیئے جاؤ گے۔

سُوۡرَةُ الۡاَعۡرَاف	آیت نمبر ۲۹

اس آیت پاک میں تین واضح احکام اور ایک خبر ہے رسول پاک ﷺ سے ارشاد ہوا کہ آپ فرمادیجئے کہ اے لوگو اللہ نے تم کو راستی اور انصاف کا حکم دیا ہے۔ آیت ھٰذا میں انصاف کے لیئے "بِالۡقِسۡطِ" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی عدل کرنے یا حق دار کو اس کا حق دینے کے ہیں مراد یہ ہے کہ خواہ کوئی اپنا ہو یا غیر جو اس کا واجب ہے اسے دیا جائے نیک بدلہ ہو یا سزا۔ اسی کو

عدل کہتے ہیں اور لوگوں کو (خاص کر مومنین کو یہی حکم ہے) عدل کے حکم کے ساتھ دوسرا حکم نماز میں اپنا رخ سیدھا رکھنے کا ہے مکانی لحاظ سے کعبہ شریف کی طرف اور معنوی اعتبار سے اللہ کی طرف (راقم نے معنوی اعتبار کی اصطلاح اس لیئے استعمال کی ہے کہ اللہ مکان وسمت سے بالاتر ہے) اور اسی نسبت سے اگلا حکم یہ ہے کہ اپنے دین کو اللہ کے لیئے خالص کر کے اسی کو پکارو یا اسی سے دعا کرو۔ یا اسی کی عبادت کرو آگے خبر دی گئی ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیئے جانے کی اور اس کی تصدیق کے لیئے پہلی بار پیدا کیئے جانے کا حوالہ ہے۔ ارشاد ہے کہ "قُلۡ اَمَرَ رَبِّیۡ بِالۡقِسۡطِ ۟ وَ اَقِیۡمُوۡا وُجُوۡہَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ وَّ ادۡعُوۡہُ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ؕ کَمَا بَدَاَکُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ ﴿ؕ۲۹﴾" فرمادیجیئے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے عدل و انصاف اور راستی کا اور عبادت کا۔ نماز کے وقت اپنے رخ سیدھے (کعبہ کی طرف) رکھنے کا اور اپنے دین کو اللہ کے لیئے خالص کر کے اسے پکارنے اور اس سے دعا کرنے اور مدد چاہنے کا اور ارشاد فرمایا ہے کہ جیسے تم پہلی مرتبہ پیدا کیئے گئے ہو اسی طرح مرنے کے بعد دوبارہ زندہ (پیدا) کیئے جاؤ گے (اور تم سب کو یوم حساب اللہ کے حضور جمع ہونا ہے) خبر ھٰذا کے ذریعہ بیان کردہ احکام کی استقامتِ تعمیل کو تقویت دی گئی ہے کہ لوگ تعمیل حکم کے لیئے اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ حشر میں انہیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

حکم نمبر ۳۷۱

اے بنی آدم کھاؤ پیو مگر حد سے بڑھ کر خرچ نہ کرو اور عبادت (نماز) کے وقت اچھا لباس زیب تن کیا کرو۔

سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف — آیت نمبر ۳۱

یہ آیت پاک اصولاً صحت وصفائی یا لباس و تغذیہ کے لیئے ہے جس میں کھانے پینے کی آزادی معتدل حدود کے اندر دی گئی ہے معتدل حدود سے مراد وسیع معنٰی میں قواعد صحت ہیں اور معروف بات حد سے تجاوز نہ کرنے کی ہے دوسرا حکم صفائی اور پاکیزگی کا بوقت عبادت اچھا اور پاک صاف لباس زیب تن کرنے کا ہے۔ یہ آیت پاک اس حقیقت کی غماز ہے کہ اسلام محض عبادات و ریاضت کا ہی نظام نہیں ہے بلکہ ایک بہتر زندگی گزارنے کا ہمہ گیر نظام ہے اسی لیئے کھانے پینے اور اوڑھنے پہننے کے احکام بھی اسی طرح دیئے گئے ہیں جیسے ریاضت و عبادت کے لیئے۔ ارشاد ہے کہ "یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا" اے اولاد آدم بوقت عبادت پاک صاف لباس پہنا کرو اور جو چاہو حلال چیزوں میں سے خوب کھاؤ پیو مگر کھانے میں حد سے تجاوز نہ کرو یعنی غذا کو بربادی سے بچاؤ اور معتدل حدوں میں رہو نہ خود کو بھوکا مارو اور نہ ہی پُرخوری کرو یعنی اصولِ تغذیہ و صحت ملحوظ رہیں آگے ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھ جانے والوں (اسراف کرنے والوں۔ برباد کرنے والوں) کو پسند نہیں فرماتا۔ "اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾" اللہ محبت نہیں کرتا اسراف کرنے والوں سے مراد غذا کو برباد وار اس کی بے حرمتی کرنے سے ہے جیسا کہ آجکل بہت سے لوگ شادی بیاہ کی تقریبات میں نہایت پُر تکلف اہتمام کرتے ہیں اور مہمان پلیٹیں بھر بھر کے جھوٹی غذا بربادی کے لیئے چھوڑ دیتے ہیں اسلام میں کھانے کے برتن میں تو کجا انگلیوں تک میں لگی ہوئی غذا کو برباد کرنے سے روکنے لیئے برتن پوچھنے انگلیاں چوسنے کا طریقہ تجویز کیا گیا ہے۔

حکم نمبر ۳۷۲

پوچھیئے ان سے اے رسول ﷺ کہ اپنے بندوں کے لیئے اللہ کا بنایا ہوا لباس اور کھانے کی پاک چیزیں کس نے حرام کی ہیں انہیں

بتادیجیئے کہ یہ نعمتیں دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی ایمان والوں کے لیئے خالص ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۳۲

دورِ جہالت میں عربوں نے یہ طریقہ بنا رکھا تھا کہ رات کو دورانِ طواف مرد اور عورتیں لباس نہیں پہنتے تھے اور بعض چیزیں کھانے کی اپنے اوپر گوشت اور چکنائی وغیرہ حرام کر رکھی تھیں جبکہ اللہ نے کبھی بھی یہ حکم نہیں کیا تھا کفّار کے اس عقیدے کی رد میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ کھانے پینے کی پاک چیزیں اور پہننے کے لیئے لباس اللہ نے اپنے بندوں کے لیئے پیدا کیا ہے اور اہل ایمان کے لیئے یہ دنیا کی زندگی میں بھی ہے اور روز قیامت بھی یعنی یہ کہ اہل ایمان خاص کر آخرت میں بھی ننگے بھوکے نہیں رہیں گے فرمایا گیا ہے کہ "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ" پوچھیے کس نے حرام کیا اپنے بندوں کے لیئے اللہ کا پیدا کیا ہوا لباس اور رزق میں سے پاک چیزیں "قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ" انہیں بتادیجیئے کہ یہ چیزیں (کھانے اور پہننے کے لیئے) دنیاوی زندگی میں بھی ان لوگوں کے ہی لیئے ہیں جو ایمان لائے اور خالص ان کے ہی لیئے آخرت میں بھی جب وہ دوبارہ پیدا ہونگے یا اٹھائے جائیں گے یا جمع کیئے جائیں گے "كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳۲" ہم جاننے والو اور علم و عقل رکھنے والوں کے لیئے اپنی نشانیاں تفصیل کے ساتھ اسی طرح بیان کرتے ہیں۔

حکم نمبر ۳۷۳

فرمادیجیئے اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہ میرے رب نے تمام ظاہر و باطن کی فحاشی کو گناہ اور خلافِ حق بغاوت و سرکشی کو حرام کیا ہے اور یہ کہ

ان کو شریک نہ بناؤ اللہ کا جن کی کوئی سند نازل نہیں کی گئی اور اللہ کے لیئے وہ بات نہ کہو جس کا تم کو مصدّقہ علم نہ ہو۔

سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۳۳

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ پانچ باتوں کو حرام قرار دینے کے اعلان کا حکم فرمایا ہے سابقہ ارشادات میں مشرکین و گمراہ لوگوں کے ذریعہ حلال کو حرام قرار دیئے جانے کی تردید کے بعد رسول پاک ﷺ کے ذریعہ واقعی حرام کی ہوئی باتوں کا حکم حسب ذیل دیا ہے ارشاد ہے کہ "قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ" فرمادیجئے کہ میرے رب نے حرام کیا ہے۔

- "الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ" فحاشی کو خواہ کھل کر کی جائے یا چھپ کر (ظاہر وباطن)
- "وَالْاِثْمَ" اور ہر گناہ کی بات جسے منع کیا گیا ہے۔
- "وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ" اور ناحق بغاوت و سرکشی کو۔
- "وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا" اور اسے اللہ کے ساتھ شریک نہ کرو جس کی سند اللہ نے نہیں آتاری۔
- "وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾" اور ہر گز نہ کہو وہ باتیں جن کے لیئے تم کو علم نہیں کہ اللہ نے نازل کی ہیں یعنی اللہ پر تہمت نہ لگاؤ۔ یہ تمام (پانچوں) کام اللہ نے تمہارے لیئے حرام کیئے ہیں۔

حکم نمبر ۳۷۴

ارشاد ہے کہ اے بنی آدم جب تم میں سے ہی ہمارے رسول آکر تمہیں ہمارے احکام سنائیں تو ان کے مطابق تقویٰ کرکے اپنی اصلاح کرلینے والے ہمیشہ کے لیئے بے غم اور بے خوف ہونگے اور جھٹلانے اور تکبر کرنے والے جہنمی ہونگے جو ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۳۵۔۳۶

مندرجہ بالا ارشاد دو آیات پر مشتمل ہے پہلی آیت میں اللہ کے رسولوں کے ذریعہ پہنچائے ہوئے احکام کو تسلیم کرکے ان پر عمل کرنے والوں کو خوشخبری دی گئی کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے خوف اور غم سے بالاتر ہو جائیں گے جو اللہ کے اولیاء کی خصوصیات ہیں اور جو لوگ ان آیات و احکام کو تسلیم نہیں کریں گے اور جھٹلائیں گے یعنی تکبر اور سرکشی کریں گے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا اس خبر یا تنبیہ میں اللہ کے رسولوں کے ذریعہ نازل شدہ آیات کو تسلیم کرکے ان کے مطابق بذریعہ تعمیل اپنی اصلاح کرلینے کا حکم ہے یہ دونوں آیات چونکہ قرآن حکیم میں شامل ہیں اس لیئے حکم کے معنیٰ یہ ہیں کہ محمد ﷺ جو احکام پہنچائیں انہیں تسلیم کرکے تقویٰ اختیار کیا جائے اور حضور ﷺ سے قبل جو انبیاء ورُسل آئے تھے ان کو بھی برحق مانا جائے خواہ ہمیں ان کے ناموں کا اور ان کے پہنچائے ہوئے احکام کا علم ہو کہ نہ ہو یہ بھی غیب پر ایمان کی ایک شکل

ہے اور جن انبیاء ورسل کے اسماء اور جن کتب کا ذکر قرآن حکیم میں ہے ان پر ایمان قرآنِ پاک پر ایمان لانے کے معنیٰ رکھتا ہے آیت نمبر ۳۵ میں ارشاد ہے "یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ" اے اولاد آدم جب آئیں رسول تم میں سے ہی تمہارے پاس اور سنائیں ہماری آیات "فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۳۵﴾" تو جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا (یعنی منع کی ہوئی باتوں سے اپنے نفس کی حفاظت کرے گا) اور اپنی (نیت و عمل کی) اصلاح کرلے گا تو اس کو نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ غم۔۔۔ آیت نمبر ۳۶ میں متضاد صورت حال کا بیان ہے کہ "وَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ اسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡہَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ" اور وہ لوگ جو جھٹلائیں گے ہماری آیات کو اور ان سے سرکشی و تکبر کریں گے وہ آگ والے ،ناری، جہنمی، دوزخی ہونگے اور "ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۳۶﴾" اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے یعنی کبھی بھی ان کی نجات نہ ہوگی۔ ان دونوں آیات میں انجام سے آگاہ کر کے تنزیل پر ایمان لانے اور تقویٰ سے اپنی اصلاح کرنے کا حکم ہے۔

حکم نمبر ۳۷۵

خبردار ہو جاؤ۔ جان لو۔ سمجھ لو کہ پیدا کرنے والا اور حکم دینے والا اللہ ہی ہے۔

سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف — آیت نمبر ۵۴

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے دو صفات عالیہ کا ذکر کر کے ان سے متعلق آگاہ رہنے اور ہمہ وقت ان کو ذہن میں تازہ رکھنے کی تنبیہ فرمائی "اَلَا" حرف تنبیہ ہے جس کے معنیٰ ہیں کہ

خبردار رہو یا ہوشیاری کے ساتھ سمجھو، تسلیم کرو، یا د رکھو بلکہ اس پر ایمان لاؤ کہ "لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ" "تخلیق کرنا اور حکم دینا اسی (اللہ) کا کام ہے۔ یعنی یہ پوری کائنات اس کی ہی تخلیق ہے اور اسی کے حکم پر چل رہی ہے اس کے علاوہ نہ کوئی خالق ہے نہ صاحب امر یعنی اختیار والا۔ غور کریں تو واضح ہوگا کہ جب کائنات تخلیق کر دی گئی اس کے بعد سے اب تک نہ کوئی ایک ذرہ پیدا کر سکا ہے نہ اسے ختم کر سکا ہے۔ بڑی فیکٹریوں اور ملوں میں جو ہزار ہا قسم کی مصنوعات بنائی جارہی ہیں وہ صرف تشکیل و تنظیم نو ہیں تخلیق ایک ذرہ بھی نہیں ہوا ہے۔ انسان کو اختیار تصنیع تو ہے اختیار تخلیق نہیں وہ صرف اللہ کے ہی پاس ہے پھر یہ کہ اپنی مخلوق پر حکم بھی اس کا ہی چلتا ہے کسی غیر کا نہیں۔ وہ ہی خالق ہے اور وہ ہی قادر ہے۔ آیت ھٰذا میں بیان کردہ تنبیہ سے قبل تخلیق کائنات کا ذکر ہے کہ اللہ نے سارے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کیئے پھر وہ عرش پر جلوہ ریز (استواء) ہوا وہ ہی رات سے دن کو چھپاتا ہے اس طرح کہ رات دن کو فوراً پکڑ لیتی ہے اور سورج، چاند، ستارے سب اسی نے پیدا کیئے ہیں اور سب کے سب اسی کے حکم کے تابع ہیں یہ بیان کرنے کے بعد "اس کی خلاّقی وحاکمیت سے آگاہ ہونے کی تنبیہ ہے" جس کے بعد یہ حقیقت بھی واضح کر دی گئی ہے کہ "اللہ ہی سارے جہانوں کا رب اور بڑی برکتوں والا ہے"۔

حکم نمبر ۳۷۶

اپنے رب کو ہی پکارو یا اسی سے دعا مانگو عجز کے ساتھ اور چُھپ چُھپ کر۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف — آیت نمبر ۵۵

اس آیت پاک میں اللہ کو پکارنے (مصیبت میں اور ضرورت پوری کرنے کے لیئے) اسی سے دعا کرنے اور حاجتوں کی تکمیل کے لیئے درخواست اور التجا کرنے کے جو آداب بتائے گئے ہیں ان میں دو باتیں واضح طور پر کہی گئی ہیں اول یہ کہ جو مانگو وہ عجز اور انکساری کے ساتھ گڑگڑا کر نیز یہ کہ چھپ چھپ کر مانگو۔ ہمارے اسلاف و بزرگان کا طریقۂ دعا یہی تھا ارشاد ہے کہ "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً" یہاں "تَضَرُّعًا" میں عجز و انکساری یعنی شانِ "عبدِ عاجز ﷺ" کا اشارہ ہے اور "خُفْيَةً" میں اللہ اور بندے کے درمیان راز داری ہے آگے ارشاد ہے کہ "اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۵۵" اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا اس ارشاد سے تین باتیں اخذ ہو سکتی ہیں اول یہ کہ عجز سے طلب نہ کرنا یا طلب کرنے میں نمائش و ہنگامہ خیزی کرنا یا غیر معمولی باتوں کے لیئے اسے پکارنا اور دعا کرنا پسندیدہ طریقہ نہیں ہے کہ یہ حد سے بڑھنے کے مترادف ہے۔

حکم نمبر ۳۷۷

زمین کے سنوار دینے کے بعد اس پر فساد برپا نہ کرو اللہ سے دعا کرو ڈرتے ڈرتے اور امید (کرم) رکھتے ہوئے۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۵۶

اس آیت پاک میں زمین پر فساد برپا نہ کرنے یعنی امن و عافیت بر قرار رکھنے کا حکم ہے اور ساتھ ہی اللہ سے ڈرتے ہوئے اور امید کرم رکھتے ہوئے دعا مانگنے کی ترغیب ہے اس سے اخذ یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنی ناقص عقل کی بنیاد پر مفادات حاصل کرنے کے لیئے دوسروں کو نقصان پہنچا کر فساد برپا کرتا ہے تو اسے سیدھا راستہ یہ بتایا گیا ہے کہ اپنی حاجتوں ، ضرورتوں

اور جائز مفادات کے لیئے جو چاہتے ہو وہ امید کرم رکھتے ہوئے خوف وخشیّت کے ساتھ اللہ سے ہی دعا کے ذریعہ طلب کرو۔ ارشاد ہے کہ "وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا وَادۡعُوۡهُ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا ؕ" زمین پر فساد مت پھیلاؤ بعد اس کے کہ وہ سنوار دی گئی ہے اور اللہ سے دعا کرو خوف اور امید (طمع) کے ساتھ کہ اللہ کی رحمت نیک کام کرنے والوں سے بہت قریب ہے۔ "اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۵۶﴾"

حکم نمبر ۳۷۸

اپنے عہد و پیمان کا پاس کرو اور احکام کی خلاف ورزی کرنے والے فاسق و نافرمان نہ بنو۔

سُوۡرَةُ الۡاَعۡرَاف	آیت نمبر ۱۰۲

اس آیت پاک سے پہلے سورۂ ھٰذا کی آیت نمبر ۷۵ تا نمبر ۱۰۱ (آٹھویں پارہ کے اواخر سے نویں پارہ کی ابتدائی چودہ "۱۴" آیات تک۔ حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ کی رسالت اور ان کی اقوام بشمول قوم عاد، وثمود کی نافرمانیوں اور ان پر نازل ہونے والے عذاب کا تذکرہ ہے اور ان قصص کے بعد آیت نمبر ۱۰۱ کے آخر میں ارشاد ہوا ہے کہ "اسی طرح اللہ کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے" اس کے بعد آیت ھٰذا میں ارشاد ہے کہ "وَمَا وَجَدۡنَا لِاَكۡثَرِهِمۡ مِّنۡ عَهۡدٍ ۚ وَاِنۡ وَّجَدۡنَاۤ اَكۡثَرَهُمۡ لَفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۰۲﴾" اور ان میں سے اکثر میں ہم نے پاس عہد نہیں پایا اور بے شک پایا ان میں سے اکثر کو احکام کی خلاف ورزی کرنے والا فاسق۔ اس آیت پاک سے یہ حکم اخذ ہوتا ہے کہ "اپنے عہد کا پاس کرو اور اللہ کے احکام

کی نافرمانی ہرگز نہ کرو"۔۔۔اس آیت پاک کے بعد حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے واقعات ہیں۔

حکم نمبر ۳۷۹

اللہ کی آیات اور آخرت کو جھٹلا کے اپنے اعمال برباد نہ کرو اور اپنے گناہوں کی سزا سے بچو۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۱۴۷

مندرجہ بالا حکم محوّلہ آیت پاک سے ماخوذ ہے اس سے قبل آیت نمبر ۱۰۲ میں حضرت موسیٰؑ سے قبل آنے والے انبیاء کی امّتوں کے قصص بیان کرنے کے بعد اپنے عہد و پیمان کا پاس کرنے، احکام کی خلاف ورزی نہ کرنے اور فاسق نہ بننے کا درپردہ حکم تھا جس کے بعد تقریباً ستر (۷۰) آیات میں ایکسو دو سے ایکسو اکھتر تک حضرت موسیٰ اور ان کی امت اور فرعون کے قصص ہیں ساتھ ہی درمیان کی سات آیات میں جگہ جگہ حضرت موسیٰؑ کی اُمّت کے حوالے سے ہی ایسے اصول یا حقائق بھی بیان کیئے گئے ہیں جن سے احکام اخذ کیئے جاسکتے ہیں بلکہ ان میں درپردہ تنبیہ یا حکم موجود ہے ایسی ہی ایک آیت پاک محوّلہ بالا ہے جس میں ارشاد ہے کہ "وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾" جو ہماری آیات اور آخرت کے ہونے کو جھٹلاتے ہیں ان کے سارے (نیک) اعمال برباد ہو گئے اور ان کو ویسا ہی بدلہ (سزا) ملے گا جیسا وہ دنیا میں کرتے رہے ہیں۔یعنی اللہ کی آیتوں اور قیامت وحشر ویوم حساب اور جزاء وسزا کو جھٹلانے کا برا بدلہ یا سزا و عذاب۔۔۔ہر چند کہ یہ آیت حضرت موسیٰ کے زمانے میں منکرین کے پس منظر میں ہے مگر ایک خدائی اصول ہونے کی حیثیت سے آج بھی صادق و نافذ ہے۔

حکم نمبر ۳۸۰

اے لوگو! اگر برائی یا گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد توبہ کرلو اور ایمان لے آئو تو ایمان اور توبہ کے بعد اللہ کو بخشنے اور رحم فرمانے والا پاؤگے۔

سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف آیت نمبر ۱۵۳

ارشاد ہے کہ "وَ الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْۤا٘ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۵۳﴾" جن لوگوں نے برے کام کیئے اور اس کے بعد توبہ کرکے ایمان لے آئے تو آپ کا رب اس کے (توبہ اور ایمان) بعد بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اس آیت کے بعد بھی تذکرہ حضرت موسیٰؑ اور ان کی امُت کا ہی ہے اس سے اس آیت پاک میں توبہ کرکے ایمان لانے کی شرط سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ یہ حکم کافروں کے لیئے ہے مگر بعض مفسّرین نے اسے اہل ایمان کے عمل کفر کے بعد تجدید ایمان کے حوالے سے بھی تعبیر کیا ہے۔ بہر حال توبہ کفر و شرک کے بعد ہو عمل کفر یعنی سیّات گناہوں یا خطاؤں کے بعد اللہ توبہ قبول کرنے والا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے توبہ کرکے اپنی اصلاح کرلینے والوں کے لیئے اس آیت کے علاوہ بھی معافی اور جزاء کا اعلان ہے۔

حکم نمبر ۳۸۱

اہلِ کتاب کو رسول پاک ﷺ کی پیروی کرنے کی دعوت اور ترغیب یا درپردہ حکم!

سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف آیت نمبر ۱۵۷

اس آیت پاک میں ان اہل کتاب کو فلاح یافتہ کہا گیا ہے جو حضور اکرم ﷺ کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ اس بیان سے ہی مندرجہ بالا دعوت ترغیب یا حکم ماخوذ ہے۔ اس آیت پاک سے پہلے بھی اور اس کے بعد والی آیت نمبر ۱۵۸ کے آگے بھی تذکرہ حضرت موسیٰؑ اور آپ کی امت کا ہی ہے مگر درمیان میں نزول اسلام کے وقت یعنی عہد نبوی میں موجود بنی اسرائیل کا ذکر اور انہیں تلقین و نصیحت و دعوت و تنبہ اور ایمان لانے اور محمد ﷺ کی پیروی کے بعد فلاح کی بشارت ہے اس آیت پاک میں رسول پاک ﷺ کا اسم گرامی تو مذکور نہیں ہے مگر آپ کا لقب اور منصب ''الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ'' بیان کیا گیا ہے ''اُمّ'' کے لفظی معنیٰ ''ماں'' کے ہیں اور ''اُمِّی'' منسوب ہے والدہ کی طرف بعض مفسرّین کے مطابق ''امّی'' وہ شخص جو علم کے معاملہ میں ایسا ہی ہو جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا بچہ یعنی وہ جس نے کوئی دنیاوی علم کسی کے آگے زانوے تلمذ طے کر کے حاصل نہ کیا ہو یعنی جس کے کوئی استاد نہ ہو جس کا حق شاگرد پر ازروے اخلاق اسلامی ایسا ہے جو باپ کا ہوتا ہے۔ بعض مفسرّین نے لکھا کہ جس بچہ کے باپ کا انتقال ہو جائے اس کی پرورش ماں کے ذمہ رہنے کے سبب وہ دنیاوی کتابی اور خردمندانہ علم حاصل نہ کر سکا ہو وہ ''اُمّی'' ہے سرکار ﷺ کو اُمّی رکھنا منشائے مشیّت اس لیئے تھا کہ آپ کے کارِ رسالت کی راہ میں کوبھی شخص استاد کا حق رکھنے کے سبب مزاحم یا دخیل نہ ہو سکے اور راقم سمجھتا ہے کہ اسی منشائے مشیّت کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والد بزرگوار کو بھی آپ کی ولادت سے قبل ہی اپنے پاس بلا لیا تھا۔ کوئی استاد نہ ہونے کے سبب آپ کے پاس جو علم تھا وہ من اللہ یعنی وحی کے ذریعہ ہی تھا کسبی نہیں تھا چنانچہ اسی حوالے سے آپ جو فرماتے ہیں وہ عقل انسانی کی پیداوار

یا خردمندانہ علم نہیں ہے بلکہ وحی کے ذریعہ عطا کردہ ہے اور اسی نسبت سے آپ ﷺ کا جیسا علم نہ کسی کے پاس پہلے تھا اور نہ آئندہ ہوگا۔ چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل اور پیروی کا حکم دینے کے لیئے حوالہ آپ کے اُمی ہونے کا ہے جس کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ آپ ﷺ جو فرماتے ہیں وہی حکم ربّی ہے۔ اسی لیئے کہا کہ آپ کی اطاعت اللہ کی ہی اطاعت ہے غرض یہ کہ اہل کتاب سے کہا گیا کہ ہمارے رسول ﷺ نبی "الاُمّی" کی پیروی کرو!" اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ" وہ لوگ (فلاح یافتہ) جو پیروی و اتباع کریں اس رسول ﷺ کی جو نبیِ اُمّی ہے جسے وہ لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس تورات میں اور انجیل میں (یعنی جس کی بشارت پہلے سے تورات و انجیل میں دیدی گی ہے) "يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ" اور جو ان کو نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے بدی سے۔۔۔اور حلال قرار دیتا ہے ان کے لیئے پاکیزہ چیزیں اور حرام ٹھہراتا ہے ان کے لیئے گندی اور ناپاک چیزیں۔۔۔ "وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ" اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور کھولتا ہے ان کی بندشیں جو پہلے ان پر تھیں (یعنی انہیں گناہوں کے بوجھ سے بچاتا ہے اور خیر اور نیکی کے لیئے جو ان پر بندشیں تھیں انہیں کھول کر راہِ راست پر لے آتا ہے) "فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ" پس جو ایمان لائیں گے اس پر اور اس کی مدد کریں گے اور اس روشنی کے پیچھے چلیں گے جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے یعنی قرآنِ حکیم کی اتباع کریں گے "اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾" یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں (یہ پورا بیان ان اہل کتاب کے لیئے ہے جو سرکار ﷺ پر ایمان لے آئیں)۔

حکم نمبر ۳۸۲

اور ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ نبیِ اُمّی پر جو خود بھی اللہ اور اس کے کلام پر ایمان رکھتا ہے اور پیروی و اتباع کرو اس کی تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف — آیت نمبر ۱۵۸

اس آیت پاک کے ابتدائی حصہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ سے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ لوگوں سے کہیئے کہ اے لوگو! میں تم سب پر اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اس اللہ کا رسول جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین پر ہے اور جس کے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت نہیں ہے اور زندگی اور موت بھی وہ ہی دیتا ہے یعنی جس نے مجھے رسول بنایا وہ ہی معبود حقیقی زمین و آسمان اور ان کے مابین جو کچھ ہے سب اسی کی ملکیت ہے اور زندہ کرنے یا رکھنے اور مارنے کا بھی پورا اختیار اسی کو حاصل ہے۔" قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ" فرمادیجیئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف / یا سب کے لیئے اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں وہ اللہ جس کی حکومت تمام آسمانوں اور زمین پر ہے۔" لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۪" اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ آگے ارشاد ہے کہ " فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ" بس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول نبی اُمّی ﷺ پر جو خود بھی اللہ پر اور اس کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں" وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۵۸ " اور ان کی پیروی / اتباع کرو کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ یہ حکم عام لوگوں کو یعنی تمام انسانوں کو مخاطب کر کے دیا گیا ہے مگر پس منظر میں مخاطبت خاص

حضور ﷺ کے عہد والے اہل کتاب سے ہے مگر حکم یا دعوت ان تک محدود نہیں ہے اس کے بعد اگلی آیت پاک سے پھر حضرت موسیٰ اور ان کی امت کا تذکرہ جاری رکھا گیا ہے۔

حکم نمبر ۳۸۳

رسول ﷺ پاک کو اس شخص کا حال سنانے کا حکم جو ہدایت پانے کے بعد دنیا کی طلب اور لالچ میں حد سے نکل کر شیطان کے چنگل میں پھنس کر گمراہ ہوا۔

سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۱۷۵

اس آیت پاک سے پہلے والی آیات میں حضرت موسیٰ اور ان کی اُمّت کے واقعات کے ساتھ ہفتہ کے دن والوں پر عذاب اور ان کو بندر بنا دینے کا حال بیان کرنے کے بعد اس آیت میں حکم ہوا کہ اے رسول ﷺ "وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ "بیان فرمادیجئے ان کے سامنے حال اس شخص کا جسے ہم نے عطا کیں تھیں اپنی آیات مگر وہ باہر نکل گیا ان کی پابندی سے تو شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور وہ گمراہوں میں ہو گیا۔ اسی تسلسل میں اگلی آیت میں کہا گیا کہ اگر ہم چاہتے تو ان آیات کے ذریعہ اسے رفعت عطا کرتے مگر وہ تو اپنی خواہشات نفسانی کے پیچھے محض دنیا کا ہو کر رہ گیا اس کے آگے اس کی عبرت ناک کتے جیسی حالت کا بیان ہے ان دونوں آیات سے جو ہدایت حاصل ہوتی ہے یا حکم اَخذ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اللہ کی جانب سے ہدایت ملنے کے بعد اپنی خواہشات نفسانی کے پیچھے

پڑ کر طلب دنیا کے لیئے آیات الٰہی کی خلاف ورزی ہر گز نہ کرو ورنہ انجام دنیا کے کتّے جیسا ہو گا اور ایسا کرنے والے پھر سے گمراہوں میں شامل ہو جائیں گے۔

اکثر مفسّرین کے مطابق اس آیت میں ’’اس شخص کا اشارہ بنی اسرائیل کے ایک عالم بلعم کی جانب ہے جس کے باپ کا نام باعور تھا‘‘ اور جو ’’بلعم باعور‘‘ کے نام سے مشہور تھا۔ حسب روایت وہ ’’مستجاب الدعوات‘‘ تھا یعنی اس کی ہر دعا قبول ہوتی تھی اور اس نے شیطان کے بہکائے میں آکر حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کے لیئے بد دعا کی جس کے سبب حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھی چالیس سال تک جنگل میں پھنسے رہے۔ حسب روایت حضرت یوسعؑ پیغمبر خدا کی دعا سے بلعم باعور کا ایمان سلب کر لیا گیا اور ’’وہ شخص‘‘ قرآنِ حکیم کے مطابق گمراہ ہو کر دنیا کے کتّے کی طرح ہو گیا۔ طالبان حق کے لیئے یہ عبرت بھی ہے اور ہدایت و حکم بھی ہے۔ اگلی آیت نمبر ۱۷۶ میں سرکار ﷺ سے ارشاد ہوا ہے کہ یہ واقعہ یہود کو سنا دیں کہ شاید یہ سن کر ان میں حق کی طرف آنے کی سوچ پیدا ہو اور وہ غور و فکر کریں۔ ’’فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿١٧٦﴾‘‘

حکم نمبر ۳۸۴

اللہ کی آیات کو جھٹلا کر اپنے اوپر ظلم نہ کرو اور گمراہ ہو کر خسارہ میں پڑنے سے نجات مانگو۔

سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف — آیت نمبر ۱۷۷۔۱۷۸

مندرجہ بالا احکام براہ راست مخاطبت سے نہیں دیئے گئے ہیں بلکہ محوّلہ بالا آیات میں بیان شدہ حقائق سے اخذ ہوتے ہیں آیت نمبر ۱۷۷ میں ارشاد ہے کہ "سَآءَ مَثَلًا ۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ﴿۱۷۷﴾" بہت بری مثال ہے ان لوگوں کی جو ہماری آیات کو جھٹلا کر اپنے ہی اوپر ظلم کرتے ہیں اور اگلی آیات میں ارشاد ہے کہ ہدایت اسی کو ملتی ہے جسے اللہ ہدایت بخشے اور "وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴿۱۷۸﴾" جسے وہ رہنمائی سے محروم کردے وہی لوگ بڑے گھاٹے میں ہیں ان دونوں آیات سے واضح ہے کہ اللہ کی آیات کی تکذیب کرنا اپنے اوپر ظلم اور اللہ کی ہدایت نہ ملنا بڑا خسارہ ہے سو خیر چاہنے والوں کو آیات الٰہی کو تسلیم کرکے ان پر عمل کرنا اور گھاٹے سے بچنے کے لیئے اللہ سے ہدایت طلب کرتے رہنا چاہیئے۔ یہ کھلے احکام تو نہیں مگر درپردہ حکم کے ہی معنیٰ رکھتے ہیں باخیر طلبی کی ترغیب ہیں۔

حکم نمبر ۳۸۵

اچھے نام اللہ کے ہی لیئے ہیں تم اسے ان ہی اچھے ناموں سے پکارا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑدو جو اللہ کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں یعنی سچائی سے منحرف ہوجاتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۱۸۰

ارشاد ہے کہ "وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۪" اللہ کے لیئے تو اچھے اچھے نام ہی ہیں تم اسے ان ہی ناموں سے پکارا کرو "وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اَسْمَآىِٕهٖ ؕ"

اور چھوڑدو ان لوگوں کو جو اس کے ناموں میں راستی سے انحراف کرتے ہیں "سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾" ان کے اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا۔ اس آیت پاک پر علماء و قائدین اور عوام دونوں کو سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے معاشرے میں بہت سے ایسے الفاظ اللہ کے لیئے رائج ہوگئے ہیں جن کے لیئے قرآن یا حدیث سے کوئی سند نہیں ملتی اس آیت کی روشنی میں ایسے ناموں سے اللہ کو یاد کرنا منع کیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کو اسمائے حسنہ سے ہی یاد کرو مراد یہ ہے کہ اللہ کے جو نام بطور اسمائے صفات قرآن حکیم میں مذکور ہیں ان ناموں سے ہی اللہ کو یاد کرنا لازم ہے۔ "اللہ" اسم ذات ہے اور باقی نام جو قرآنِ حکیم میں آتے ہیں صفاتی نام ہیں ان سے ہٹ کر "خدا" یا "یزداں" "سائیں" "پربھو" "میاں" "ایشور" وغیرہ کہہ کر اللہ کو مخاطب کرنا یا یاد کرنا صحیح نہیں ہے اس کی ذات پاک سے ایسی صفات وابستہ کرنا جو صفات قرآن و حدیث میں بیان نہیں کی گئی ہیں غلط ہے حقیقی معنوں میں حمد کے معنیٰ اللہ کو اس کے اسمائے صفات سے ہی یاد کرنا ہے اور ازروئے احتیاط اسمائے صفات بھی اسم ذات کے حوالے سے ہی یاد کیئے جانے چاہئیں۔ مثلاً "یا اللہ یا رحمن یا رحیم" انتہائی بابرکت ورد ہے۔ جو لوگ اللہ کو اسمائے حسنیٰ سے انحراف کرکے پکارتے ہیں ان کو چھوڑ دینے کا حکم ہے اور ساتھ ہی ارشاد ہے کہ ان کو اس بداعمالی کی سزا ضرور ملے گی۔ ناواقفیت یا نیئت کی خرابی کے بغیر غلطیاں قابل معافی ہیں۔ واللہ اَعْلم بالصّواب۔

حکم نمبر ۳۸۶

لوگ آپ سے (اے نبی ﷺ) قیامت آنے کے وقت کا سوال پوچھتے۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم تو میرے رب کو ہی ہے اور وہ اسی کے حکم سے آئے گی۔

سُوۡرَةُالۡاَعۡرَاف آیت نمبر ۱۸۷

ارشاد ہے کہ "یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرۡسٰهَا" وہ آپ پوچھتے ہیں قیامت کے برپا ہونے کا وقت "قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ رَبِّیۡ" فرمادیجیئے کہ اس کا علم تو میرے رب کے ہی پاس ہے۔ "لَا یُجَلِّیۡهَا لِوَقۡتِهَاۤ اِلَّا هُوَ" اسے اس کے وقت پر اللہ کے سوا کوئی دوسرا ظاہر نہیں کرسکتا۔ "ثَقُلَتۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ" وہ آسمانوں اور زمین پر بہت بھاری ہوگی "لَا تَاۡتِیۡكُمۡ اِلَّا بَغۡتَةً" اور وہ اچانک تم پر نافذ ہوجائے گی۔ "یَسۡـَٔلُوۡنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنۡهَا" وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں کہ جیسے آپ اسی کی تحقیق میں لگے ہیں۔ "قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾" فرمادیجیئے کہ اس کا علم تو اللہ کے ہی پاس ہے لیکن یہ بات اکثر لوگ نہیں جانتے۔

حکم نمبر ۳۸۷

رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرمادینے کا حکم کہ میں از خود اختیار نہیں رکھتا اپنے لیئے کسی نفع یا نقصان پر سوائے اس کے کہ جو اللہ چاہے۔ میں تو خبر دار کرنے والا اور ماننے والوں کو خوشخبری سنانے والا ہوں۔

سُوۡرَةُالۡاَعۡرَاف آیت نمبر ۱۸۸

رسول ﷺ اللہ سے لوگوں کے غیر ضروری استفسار کا سلسلہ ساقط کروانے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے آپ سے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگوں سے یہ کہدیجیئے کہ میرے پاس غیب کا کوئی علم نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو میں اپنے لیئے بہت کچھ کر چکا ہوتا میں تو اللہ کا رسول ہوں اور میرا کام تو اس کے احکام تم لوگوں تک پہنچانا ہے اور اس کے حکم کے خلاف کام کرنے والوں کو یوم حساب عذاب، سزا اور جہنم سے ڈرانا اور تسلیم کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں کامیابی کی خوشخبری دینا ہے ارشاد ہوا کہ "قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ" فرمادیجیئے کہ میرے پاس خود کو کوئی نفع یا نقصان پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں سوائے اس کے جو اللہ کی مرضی ہو" وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ" اور اگر میں غیب کا جاننے والا ہوتا تو میں بہت سے فائدے حاصل کر لیتا اور مجھے کسی سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا "وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ" اور میں تو ایمان والے لوگوں کو ڈرانے اور کامیابی کی بشارت دینے والا ہوں۔" اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾"

حکم نمبر ۳۸۸

تم اللہ کو چھوڑ کر جن کو پکارتے ہو وہ بھی تمہاری طرح اللہ کے بندے ہی ہیں۔ انہیں آواز دو اور وہ تمہیں ضرور جواب دیں گے اگر تم سچے ہو۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف — آیت نمبر ۱۹۴

اس آیت پاک میں خود ساختہ معبودوں کی پرستش کرنے والوں سے کہا گیا کہ تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن خود تراشیدہ معبودوں کی پرستش کرتے ہو وہ تو خود ہی اللہ کی مخلوق میں ہیں جس طرح تم ہو اور اگر تمہارا ان کو معبود ماننا درست ہے تمہاری نظر میں تو پھر ان کو مدد کے لیئے اپنے دعوے کے ثبوت میں آواز دیکر بلاؤ اور پکارو اور اگر تم سچ کہتے ہو تو انہیں چاہیئے کہ وہ تمہارے پکارے کا جواب دیں اور تم جو کہتے ہو وہ کر کے دکھائیں۔ مقصد بیان یہ ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکیں گے اور تمہارے دعوے اور عقیدے غلط ثابت ہو جائیں گے ارشاد ہے کہ "اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾" وہ جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کو چھوڑ کر وہ بندے ہیں تمہاری ہی مانند۔ پکارو انہیں اور وہ تم کو جواب دیں اگر تم سچے ہو۔ اگلی آیت نمبر ۱۹۵ میں سرکار سے ارشاد ہوا کہ آپ ان مشرکوں سے پوچھیئے کہ کیا ان کے بنائے ہوئے معبودوں کے ہاتھ پیر اور ناک کان ہیں جن سے وہ کام لے سکیں اور اگر ہیں تو انہیں بلاؤ کہ وہ مجھے کچھ نقصان پہنچا کے دکھائیں اور تم مجھ کو بالکل مہلت مت دو (انہیں فوراً بلاؤ) اگلی آیت نمبر ۱۹۶ میں سرکار نے فرمایا "یقیناً میرا مدد گار اللہ ہی ہے جس نے کتاب نازل فرمائی اور جو نیک بندوں کی مدد فرماتا ہے۔ اگلی آیت میں وضاحت کر دی گئی کہ تمہارے خود تراشیدہ معبود تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے اور نہ ہی اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں اور اگر تم ان کو کوئی بات بتانے کے لیئے پکارو تو وہ اس کو سن بھی نہیں سکتے۔ تم سمجھتے ہو کہ وہ تم کو دیکھ رہے ہیں مگر وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ محوّلہ بالا آیات کی وضاحتوں نے مشرکوں کے جھوٹے معبودوں کے باطل تصور کی ایسی نفی کر دی ہے کہ ان کے غلط عقیدے کا کوئی جواز ہی نہیں رہتا۔ جھوٹے معبودوں کو پکار کے مدد کے لیئے بلانے کا حکم جھوٹ کو جھوٹ ثابت کرنے کے لیئے ایک عملی دلیل ہے۔

حکم نمبر ۳۸۹

درگزر کا طریقہ اختیار کریں۔ نیک کاموں کا حکم دیتے رہیں اور جاہلوں سے نہ الجھیں۔(اے رسول ﷺ)

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۱۹۹

آیات سابقہ میں باطل دعوں کی تردید کے بعد سرکار ﷺ سے ارشاد ہوا کہ آپ(اور آپ کے ساتھی اہل ایمان) جاہلوں سے بحث و مباحثہ میں نہ الجھیں کہ یہ لاحاصل ہے البتہ آپ نیک کاموں کی تلقین کرتے رہیئے خیر کے احکام دیتے رہیں اور ان کی ناپسندیدہ باتوں کو نظر انداز فرمادیں کہ یہ حسن عمل ہی کار رسالت کا ایک اساسی اصول ہے (غلط کاری سے درگزر کرنا۔ حق بیان کرتے رہنا اور بحث و مباحثہ میں جاہلوں سے الجھ کر جھگڑا نہ کرنا بہترین طریقۂ تبلیغ ہے)۔ ارشاد ہے کہ "خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ "درگزر کا طریقہ اختیار فرمائیں، نیکی کا حکم سناتے رہیں، اور جاہلوں سے الجھیں نہیں۔۔۔۔

حکم نمبر ۳۹۰

اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ بے شک وہ (اللہ) سب سننے اور جاننے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۲۰۰

آیت سابقہ میں در گزر کرنے، حق بیان کرتے رہنے یعنی نیکی کا حکم دینے اور جاہلوں سے بحث ومباحثہ میں نہ پڑنے کی ہدایت کے بعد آیت ھٰذا میں فرمایا گیا کہ اگر تمہارے ایمان وعقیدے اور سیدھے راستے پر چلنے کے خلاف شیطان کی طرف سے کچھ وسوسے پیدا کیئے جائیں تو فوراً اللہ سے پناہ مانگ کر اس کی حفاظت میں آجایا کرو کہ شیطانی حربوں کے خلاف اللہ سے پناہ طلب کرنا ہی بہترین طریقہ ہے۔ ارشاد ہوا کہ "وَ اِمَّا يَنۡزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ ؕ" اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ میں آجایا کرو "اِنَّهٗ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۝۲۰۰" بے شک اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

احکام نمبر ۳۹۱

فرمادیجیئے (اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم) کہ میں تو اس کی اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر وحی کیا جاتا ہے۔

سُوۡرَةُ الۡاَعۡرَاف	آیت نمبر ۲۰۳

ارشاد ہے کہ "قُلۡ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ مِنۡ رَّبِّىۡ ۚ" اس آیت پاک میں ہی بیان شدہ حکم سے قبل فرمایا گیا کہ (اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم) جب آپ ان کے سامنے کوئی معجزہ پیش نہیں کرتے تو یہ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے رب کی کوئی نشانی (معجزہ یا تصدیقی نشانی دکھانے کے لیئے) کیوں منتخب نہیں کرلی اس کے جواب میں یہ فرمانے کا حکم دیا گیا کہ کہدیجیئے مجھ پر میرے رب کی طرف سے جو وحی کیا جاتا ہے میں اسی کی پیروی کرتا ہوں نیز آگے یہ بھی ارشاد ہوا کہ (انہیں بتایئے کہ) قرآن میں تمہارے رب کی طرف سے یہ روشن دلیلیں ہیں جو ایمان لانے والے لوگوں کے لیئے (معجزے سے کم نہیں) ہدایت اور رحمت ہیں۔

حکم نمبر ۳۹۲

جب قرآن (تمہارے سامنے) پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَاف	آیت نمبر ۲۰۴

اس آیت سے پہلے آیت نمبر ۲۰۳ میں آیات قرآنی کو روشنی یا روشن دلیل اور ایمان والوں کے لیئے ہدایت اور رحمت قرار دیکر آیت ھٰذا میں انہیں غور سے سننے اور ان کی قرأت کے دوران کوئی دوسری بات نہ کرنے یعنی خاموش رہنے کا حکم دیکر فرمایا ہے کہ ایسا کرنے سے تم ان لوگوں میں شامل ہوجاؤ گے جن پر رحمت کی گئی ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾" جب قرآن کی قرأت کی جائے تو اس کو سنو (غور سے) اور خاموش رہو (یعنی قرأت سننے کے دوران باہم باتیں نہ کرو) تاکہ تم مستحق رحمت ہوجاؤ یا ان میں شامل ہوجاؤ جن پر رحمت کی گئی ہے۔

حکم نمبر ۳۹۳

اور یاد کرو (ذکر کرو اپنے رب کا) اپنے رب کو دل ہی دل میں گڑگڑا کر عاجزی کے ساتھ ڈرتے ڈرتے بغیر آواز کے صبح تڑکے

بھی اور شام کو بھی تا کہ تم غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں میں شمار نہ ہو۔

سُورَۃُ الاَعۡرَاف آیت نمبر ۲۰۵

یہ آیت پاک اور اس کی دی ہوئی ہدایت خاص طور سے قابل غور ہیں کہ ان کے اوپر پوری پابندی سے عمل کرنے کا حکم ہے پہلی بات جو سب سے اہم ہے وہ اپنے رب کو صبح تڑکے اور بوقت شام یاد کرنے کا واضح حکم ہے۔ وہ لوگ جو بد بختی سے دیر تک طلوع کے بعد تک پڑے سوتے رہتے ہیں انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ ناواقفیت کی ہی بنیاد پر سہی مگر قرآن پاک کے واضح حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور وہ ان لوگوں میں شمار ہونگے جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں نیز یہ کہ صبح تڑکے اٹھ کر باآواز بلند ذکر کو بھی منع کیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ دل ہی دل میں یا آہستگی سے خشوع و خضوع کے ساتھ ڈرتے ڈرتے اور عاجزی کرکے اللہ کو یاد کیا کرو۔ ڈرتے ڈرتے سے مراد اس کی عظمت و جلال اور اور شان کبیریائی کو یاد رکھنا ہے اور عجز اور رگڑ گڑانے کا مفہوم اس کی عظمت و کبریائی کے آگے خود کو عبد عاجز تصور کرنا ہے اور باآواز بلند ذکر سے گریز کی ہدایت اس لیئے ہے کہ عبادت میں نمود و نمائش کا جذبہ شامل نہو بلکہ معاملہ اللہ اور بندے کے ہی درمیان رہے یہ ہی بندگی کی اعلیٰ شان ہے۔

حکم نمبر ۳۹۴

ایمان والوں سے سرکار ﷺ کو فرمانے کا حکم کہ مالِ غنیمت تو اللہ اور رسول کا ہے۔ تم تقویٰ کرتے رہو، باہم تعلقات درست رکھو

اور اللہ اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے رہو اگر تم صاحب ایمان ہو۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال — آیت نمبر ۱

یہ سورۂ انفال کی پہلی آیت ہے انفال جمع ہے نفل کی جس کے معنیٰ مالِ غنیمت کے ہیں یعنی وہ سب کچھ جو جہاد کے بعد یا ویسے ہی فتح کی شکل میں دشمن سے مومنین کے ہاتھ آئے اس سورہ کی پہلی ہی آیت مال غنیمت کے بیان سے متعلق ہے اسی لیئے یہ سورہ اسی نام سے موسوم ہے لوگ حضور ﷺ سے مال غنیمت کے لیئے سوال کرتے تھے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی باقی تفصیلات آئندہ ہیں۔ارشاد ہوا "یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ" آپ ﷺ سے مال غنیمت کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ آپ فرمادیجیئے۔" قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ" کہدیجیئے کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کا ہے "فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪" اللہ کے لیئے برائی اور گناہ سے بچتے رہو اور باہم تعلقات کو درست رکھو۔ "وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۱" اور اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے رہو اگر تم ایمان والے ہو۔

اس آیت پاک سے جو ایک عام اصول اخذ ہوتا ہے وہ یہ کہ اہل ایمان کو غیر ضروری استفسار اور معلومات حاصل کرنے کے بجائے باہم تعلقات کی خوشگواری، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطلاعت اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے بچنے کی کوشش میں لگے رہنا چاہیئے کہ یہ ہی ایمان کی پختگی اور سلامتی کا راستہ ہے۔اس کے آگے والی تیرہ آیات میں ایمان والوں کی خصوصیات اور پہنچان بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مختلف مواقع پر مومنین کی امداد اور ان پر اپنی رحمت خاص اور مہربانیوں کا ذکر فرما کر آیت نمبر ۱۰ میں ایک واضح حکم فرمایا ہے جو حکم نمبر ۳۹۵ میں مندرج ہے۔

حکم نمبر ۳۹۵

اے ایمان والو جب میدانِ جنگ میں تمہارا مقابلہ کافروں سے ہو تو کبھی ان کو پیٹھ نہ دکھانا۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۱۵

اللہ تعالیٰ نے آیت ھٰذا سے قبل مختلف نازک مواقع پر اور میدان بدر میں فرشتوں کے ذریعہ مومنین کی امداد کا حوالہ دیکر واضح حکم فرمایا ہے کہ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾" اے ایمان والو جب میدانِ جنگ میں تمہارا مقابلہ کفار سے ہو تو کبھی ان کو پیٹھ نہ دکھانا یعنی میدان جنگ سے ہرگز منہ نہ موڑنا (پھر اللہ کی طرف سے فتح مند تم ہی رہو گے)

احکام نمبر ۳۹۶

(بوقت جہاد میدان جنگ میں) جو کافروں کو پیٹھ دکھائے گا یعنی میدانِ جنگ سے منہ موڑے گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا اور دوزخ اس کا ٹھکانا ہو گا جو بہت ہی بری جگہ ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۱۶

اس آیت پاک میں آیت گزشتہ کے حکم یعنی کافروں کے مقابلے سے بھاگنے یا انہیں پیٹھ دکھانے سے منع کرنے کے بعد سخت تنبیہ اور تاکید کی گئی ہے اور بتادیا گیا ہے کہ ایسا کرنے والا اللہ کے غضب کا شکار ہوگا اور جہنم میں ڈالدیا جائے گا سوائے اس کے کہ ایسا کرنے کا عمل کسی جنگی تدبیر یا مصلحت کے طور پر ہوارشاد ہے کہ "وَ مَنۡ یُّوَلِّہِمۡ یَوۡمَئِذٍ دُبُرَہٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوۡ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ فَقَدۡ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ مَاۡوٰىہُ جَہَنَّمُ ؕ وَ بِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۱۶﴾ "اور جو اس دن ان کو پیٹھ دکھائے گا مگر یہ جنگی چال ہو یا جاملنا ہو اپنی ہی فوج کی کسی ٹکڑی سے تو بات الگ ورنہ ایسا کرنے والا۔ اللہ کے غضب میں گھر جائے گا اور جہنم میں ڈالا جائے گا جو بہت ہی بری جگہ ہے۔

حکم نمبر ۳۹۷

اے ایمان لانے والو اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اور کبھی بھی اطاعت سے منہ نہ موڑنا یہ حکم سنکر (جب کہ تم یہ حکم سن رہے ہو)

سُوۡرَۃُ الۡاَنۡفَال	آیت نمبر ۲۰

اس آیت پاک میں اوپر بیان کردہ تفصیلات واضح کرنے کے بعد خلاصتہً یہ حکم دیا گیا کہ "یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَا تَوَلَّوۡا عَنۡہُ وَ اَنۡتُمۡ تَسۡمَعُوۡنَ ﴿۲۰﴾ " اے ایمان لانے والو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے رہنا، اور کبھی اطاعت سے منہ نہ

موڑنا جب کہ تم سن رہو۔ مراد یہ کہ یہ واضح حکم سن لینے کے بعد کبھی بھی اس کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ اور اگلی آیت میں بھی مزید صراحت کی گئی ہے جو حکم نمبر ۳۹۸ کے تحت درج ہے۔

حکم نمبر ۳۹۸

(اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو کہتے تو ہیں کہ ہم نے سن لیا مگر وہ سنتے نہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۲۱

سابقہ آیت میں مومنین کو ہدایت کی گئی ہے کہ تم حکم سننے کے بعد اس سے روگردانی نہ کرنا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے رہنا۔ آیت ھٰذا میں ''سننے کے بعد'' کی وضاحت کی گئی ہے کہ تم مکہ کے یہود وکافرین و مشرکین کی طرح اور خاص کر مدینہ کے منافقین کی طرح نہ ہو جانا جو سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا مگر سن کر نہ دل سے قبول کرتے ہیں اور نہ ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں چنانچہ اس آیت میں منافقین کی طرح نہ ہو جانے کی سخت تنبیہ یا حکم ہے ارشاد ہے کہ ''وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾'' اور تم ان کی طرح نہ ہو جانا جو کہتے تو ہیں کہ ہم نے سن لیا (اور سنتے نہیں) یعنی دل سے نہیں سنتے یا تسلیم کر کے عمل نہیں کرتے۔

حکم نمبر ۳۹۹

اے ایمان والو اللہ اور رسول ﷺ کا حکم بجالاؤ جب تم کو زندگی بخشنے والی چیز کی طرف بلایا جائے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال آیت نمبر ۲۴

اس آیت پاک میں ارشاد ہے کہ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ج"اے ایمان والو اللہ اور رسول ﷺ کا کہنا بجالاؤ/ یا حکم مانو جب تم کو زندگی بخشنے والی چیز کی طرف بلایا جائے۔اس آیت پاک میں دو باتیں خاص کر قابل غور ہیں اوّل یہ کہ کہنا ماننے یا تعمیل حکم کرنے کو اس شرط سے ہی ملزوم نہیں سمجھنا چاہیئے کہ صرف زندگی بخشنے والی چیز کی طرف بلانے سے ہی تعمیل حکم لازم آتی ہے تعمیل حکم تو ہر حال لازم ہے یہاں حیات بخش چیز کا حوالہ صرف یہ سمجھانے کے لیئے ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل سے ہی نیک اچھی صالح اور کامیاب زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ پاک کی کوئی دعوت ہلاکت کی طرف ہوتی ہی نہیں ہے بلکہ ہر دعوت حیات آفریں ہے۔ بعض مفسرّین کے مطابق زندگی بخشنے والی چیز کا اشارہ "ایمان" کی طرف ہے بعض اسے "قرآن پاک" سے تعبیر کرتے ہیں کچھ کے نزدیک یہ کنایہ "دعوت حق" کی طرف ہے اور بہت سے اسے "جہاد" کا اشارہ قرار دیتے ہیں کہ فتح بھی زندگی ہے اور شہادت بھی۔ راقم اس رائے سے متفق ہے کہ "لِمَا یُحْیِیْكُمْ" تو اللہ اور اس کے رسول پاک کے ہر حکم کے لیئے ہے کہ اللہ اور رسول کے احکام کی تعمیل سے ہی مردہ دل حیات جاوداں پاتے ہیں۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ کامل گمرہی کے ماحول میں اللہ اور رسول پاک کے احکام سے ہی انسان کو نئی زندگی ملی ہے۔

زندگی تو نہیں یہ سانس کا آنا جانا ہاں اگر
آپ کے دامن کی ہوا مل جائے

ورنہ یہ زندگی تو حیوانی سطح کی زندگی ہے انسانی زندگی کی عظمت تو حقیقتوں کے عرفان سے ہی عبارت ہے اور عرفان وحی کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ آگے ارشاد ہے جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے قلب کے درمیان ہے اور بلاشبہ سب کو اسی کے حضور جمع ہونا ہے۔

حکم نمبر ۴۰۰

اور اس سزا۔ عذاب یا آزمائش (فتنہ) سے بچو جو تم میں سے صرف مجرمین تک مخصوص نہیں ہوگی اور سمجھ لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال آیت نمبر ۲۵

سابقہ آیت میں اللہ اور رسول ﷺ کے بلانے پر لبیک کہنے اور احکام کی تعمیل پر زور دینے کے بعد آیت ھٰذا میں کہا گیا کہ مجرمین یعنی حکم نہ ماننے والوں کے لیئے جو عذاب یا سزا یا فِتنہ (اشارہ دنیاوی آفات کی طرف معلوم ہوتا ہے) نازل ہوگا وہ صرف مجرمین تک محدود و مخصوص نہ ہوگا گیہوں کے ساتھ گھن بھی پسے گا چنانچہ تم اس سے بچ جانے کی کوشش کرو یعنی مجرمین سے دور رہو یا انہیں جرم سے روکنے کی کوشش کرو ورنہ سمجھ لو کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے یا سخت سزا دیتا ہے ارشاد ہے۔" وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٢٥ "بچو اس فتنہ (سزا، عذاب یا آزمائش) سے جو نہیں

پہنچے گا صرف تم میں سے خاص مجرمین کو (بلکہ تم پر بھی اس کا اثر ہو سکتا ہے) (تُصِیْبَنَّ واحد مونث غائب کے لیئے ہے کہ فتنہ مونث ہے) اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

حکم نمبر ۴۰۱

یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے، کمزور شمار کیئے جاتے تھے ڈرتے تھے دشمن سے، پھر اللہ نے تم کو رہنے کی جگہ دی، طاقت بخشی اور کھانے کو پاکیزہ چیزیں دیں کہ تم شکر ادا کرو۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۲۶

اس آیت پاک میں بعد ہجرت اہل ایمان کے حالات بہتر ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو سابقہ مکی زندگی کی پریشانیاں یاد دلا کر اور موجودہ حالت میں اپنی عطا و مہربانی بیان کر کے فرمایا ہے کہ تم کو یہ سب سہولتیں اس لیئے بخشی گئیں کہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔ اس آیت پاک سے جو عام حکم اخذ ہوتا ہے وہ یہ کہ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی عطا و مہربانی سے حاصل ہونے والی راحتوں پر شکر ادا کرنا چاہیئے۔ شیطان بہت سے لوگوں میں اپنے موجودہ حالات سے بے اطمینانی پیدا کرا کے شکر گزاری کے بجائے شکایت گزاری کی طرف مائل کرتا ہے اور ایسے لوگ اپنے سے زیادہ پریشان لوگوں پر کبھی نظر نہیں کرتے بلکہ خود سے بہتر حالت میں رہنے والوں کو دیکھ کر ناشکرا پن کرتے ہیں یہ شیطانی حربہ ہے اس سے بچنے کے لیئے اپنے سے زیادہ خراب حالت میں زندگی گزارنے والے لوگوں پر نظر کرنی چاہیئے تاکہ شکر گزاری کا احساس پیدا ہو یہ آیت پاک اہل ایمان کے فکری و احساساتی روّیہ کو شکر سے ہم آہنگ کرنے کا درپردہ حکم یا سبق ہے۔ ناشکری وہی لوگ

کرتے ہیں جو منفی سوچ رکھنے والے ہیں ایمان کی پختگی اہل ایمان میں شکر گزاری پیدا کرتی ہے جو اللہ کا پسندیدہ عمل اور طریق ہے آیت ھٰذا میں اہل ایمان سے ارشاد ہوا۔ "وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ "یاد کرو جب تم تعداد میں تھوڑے اور زمین (ملک میں) پر کمزور اور ڈرتے تھے کہ لوگ تم کو اچک نہ لے جائیں پھر اللہ نے تم کو پناہ کی جگہ دی اور تمہارے ہاتھ اپنی مدد سے مضبوط کیئے اور تمہیں کھانے کو پاکیزہ (حلال) رزق عطا کیا کہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔

حکم نمبر ۴۰۲

اے ایمان والو اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ خیانت نہ کر اور "خیانت نہ کرو اپنی امانتوں میں بھی" جانتے بوجھتے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال آیت نمبر ۲۷

اس آیت پاک میں ہر قسم کی امانت میں خیانت نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خواہ وہ اللہ اور رسول کی امانت ہو یا آپس کے لوگوں کی۔ اللہ اور رسول کی امانت میں خیانت نہ کرنے سے مراد اللہ اور رسول ﷺ کے احکام وہدایات میں اپنے مفادات کے لیئے ہیر پھیر یا تبدیلی نہ کرنے کے ہیں جیسے کہ اہل کتاب نے اللہ کی آیات کو بدل کر اصلی ہدایت کو مسخ کر دیا۔ اکثر مفسرّین نے اس آیت کی شانِ نزول کے حوالے سے دشمن پر لشکر اسلام کے راز ظاہر کرنے کو اللہ اور رسول کی امانت میں خیانت قرار دیکر حضرت ابولبابہ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جب انہوں نے بنی قریظہ کے

محاصرہ کے موقع پر انہیں اشارہ سے بتایا تھا کہ اگر تم گڑھی سے نیچے اتر آئے تو قتل کر دیئے جاؤ گے۔ اپنی اس غلطی کے احساس کے ساتھ ہی انہوں نے اللہ سے توبہ کی اور خود کو سزا کے طور پر ایک ستون سے باندھ کر کھانا پینا ترک کر دیا اور آخر کار نو دن کے فاقہ کے سبب گر کر بے ہوش ہو گئے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی اور سرکار ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ان کے بند کھول دیئے۔ اس پس منظر میں یہ آیت پاک نازل ہوئی کہ "یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾" اے ایمان والو اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ خیانت نہ کرنا اور "نہ کرنا خیانت آپس کی امانتوں میں" بھی جانتے بوجھتے یعنی دانستہ

حکم نمبر ۴۰۳

جان لو کہ بے شک تمہارا مال و اسباب اور تمہاری اولادیں تمہارے لیئے سامان آزمائش ہیں اور یہ کہ اجرِ عظیم اللہ کے ہی پاس ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۲۸

سابقہ آیت میں اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ اور آپس کے لوگوں کی امانتوں میں خیانت کو منع کرنے کا حکم دیکر اس آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ "وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۸﴾" کہ جان لو تمہارے اموال و اسباب اور تمہاری اولادیں تمہارے امتحان کے لیئے ہیں اور بڑا نیک بدلہ اللہ کے ہی پاس ہے۔ ان دونوں آیات کے تسلسل سے یہ بات اخذ کی جاسکتی ہے کہ بالعموم امانتوں میں خیانت یا تو اپنے مال و اسباب میں اضافہ کے لیئے کی جاتی ہے یا اپنی اولاد کے مفادات کے لیئے ان کی محبت میں۔ چنانچہ متنبہ کر دیا

گیا ہے کہ یہ دونوں چیزیں تمہاری دنیاوی زندگیوں میں سامان امتحان ہیں اگر تم ان کے دباؤ لالچ اور مفادات کے لیئے حد سے نہ بڑھو تو آخرت میں تمہارے لیئے اس کامیابی پر اللہ کے پاس بڑا نیک صلہ یعنی اجر عظیم ہے اور راقم کی نظر میں اجر عظیم کی شرح "اللہ کی رضا اور اس کی جنت اور عبدیت کا حصول ہے اور بالاخر اس کے بندوں کے لیئے اس کا سلام ہے"۔

احکام نمبر ۴۰۴

اے ایمان والو اللہ سے ڈر کر ممنوعات سے بچتے رہو اگر تم ایسا کروگے تو اللہ تم کو حق و ناحق کی تمیز عطا فرمائے گا اور تمہاری غلطیوں اور خطاؤں کو تم سے دور کرے گا اور تم کو بخش دے گا کہ اللہ بڑا افضل فرمانے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۲۹

اس آیت پاک میں ایمان والوں کو راہِ تقویٰ اختیار کرنے کی ترغیب بمنزلۂ حکم ہے اور اس راہ پر چلنے کے تین بڑے فوائد بیان کیئے گئے ہیں اول یہ کہ تقویٰ کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ متّقین کو حق وناحق خیر وشر یا اچھے برے میں تمیز کرنے کی صلاحیت یا شعور عطا فرمائے گا دوم یہ کہ سیّات یعنی خطاؤں ، قصور، غلطیوں اور گناہوں کو دور فرمائے گا اور سوم یہ کہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو بخش دے گا ساتھ ہی اعلان فرمایا ہے کہ اللہ بڑا افضل کرنے والا ہے۔ ارشاد ہے " يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ط"

اے ایمان والو اگر تم اللہ کے لیئے تقویٰ کرتے رہو تو اللہ تم کو حق و باطل کی تمیز عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہ تم سے دور کرے گا اور تم کو بخش دے گا کہ "وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ "اللہ بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے اس آیت پاک میں تقویٰ کرنے کے فوائد بیان اس طرح کیئے گئے ہیں کہ "اگر تم تقویٰ کرو" کا مفہو حکم کی شکل میں نکلتا ہے کہ " تم ضرور تقویٰ کرو" یعنی بیانِ تقویٰ یا ترغیب تقویٰ حکم کی سی اہمیت حاصل کر لیتی ہے۔ اسی لیئے عنوان میں "اگر تقویٰ کرو" کے بجائے تقویٰ کرتے رہو تحریر کیا گیا ہے۔

احکام نمبر ۴۰۵

اے رسول فرمادیجیئے کفر کرنے والوں سے کہ اگر وہ کفر سے باز آجائیں تو ان کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور وہ اپنی روش جاری رکھیں تو بے شک ہمارا قانون پہلے لوگوں پر نافذ ہو چکا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال — آیت نمبر ۳۸

اس آیت پاک میں کافروں کی پچھلی بداعمالیوں کی معافی کو ایمان لانے سے مشروط کر کے دعوت ایمان دی گئی ہے اور اس کی عدم قبولیت کی شکل میں واضح کر دیا گیا ہے کہ سزا کا قانون جیسے پہلے والے کافروں پر نافذ ہو چکا ہے وہ منسوخ نہیں جاری ہے۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ" اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرمادیجیئے ان کفر کرنے والوں سے کہ اگر وہ باز آجائیں تو ان کے پچھلے اعمال بخشدیئے جائیں گے "وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾" اور اگر وہ جاری رکھیں تو پہلے والوں کے لیئے قانون نافذ ہو چکا ہے۔ یعنی

انہیں بھی پہلے والے کافروں کی طرف سے سزا بھگتنی ہے اور اس اشارے کے بعد مومنین کو ان سے جنگ اور ان کے قتل کا حکم ہے۔

حکم نمبر ۴۰۶

اور قتل کرو اور جنگ کرو ان سے (اس وقت کفار عرب سے) جب تک فتنہ ختم ہو کر دین پوری طرح اللہ کے لیئے نہ ہو جائے اور اگر وہ باز آجائیں (توبہ کرلیں یا ایمان لے آئیں) تو اللہ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۳۹

اس آیت پاک میں "جنگ برائے امن" کا حکم دیا گیا ہے تا کہ اللہ کا دین سب پر نافذ ہو جائے ارشاد ہے کہ "وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳۹" اور ان سے جنگ کرو (قتل کرو ان کو) یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو کر اللہ کا دین سب پر نافذ ہو جائے "فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳۹" اور اگر یہ باز آجائیں تو اللہ اسے دیکھ رہا ہے جو یہ کرتے ہیں۔

احکام نمبر ۴۰۷

اور جان لو کہ جو کچھ بھی مالِ غنیمت تم کو ملے اس میں پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے اور اسی میں قرابت داروں کا (حضور کے قریبی رشتہ دار) یتیموں کا مسکینوں کا اور مسافروں کا بھی حصہ ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۴۱

یہ دسویں پارے کی پہلی اور سورۃ انفال کی اکتالیسویں آیت ہے جس میں مالِ غنیمت کے حصص کی شرح کی گئی ہے۔ سورۃ ھذا کا آغاز بھی مالِ غنیمت کے تذکرے ہی سے ہوتا ہے اور شاید اسی نسبت سے سورۃ ھذا کا نام ''انفال'' رکھا گیا ہے جو ''نفل'' کی جمع ہے اور نفل کے معنٰی جہاد میں دشمن سے لوٹا ہوا یا بعد فتح حاصل کیا ہوا مال ہے جسے اصطلاحاً ''غنیمت'' کہتے ہیں۔ پہلی آیت میں صرف یہ بتایا گیا تھا کہ مالِ غنیمت اللہ اور رسول ﷺ کا ہے اس آیت میں اللہ اور رسول کے مال کے تقسیم کی شرح کر کے مزید وضاحت کی گئی ہے کہ کل مال کا پانچواں حصہ رسول ﷺ کے لیئے ہے اور اس کے بھی پانچ حصے ''پہلا حصہ'' رسول ﷺ پاک کے ذاتی مصرف کے لیئے ''دوسرا حصہ'' آپ کے قریبی عزیز مومنین کا ہے۔ ''تیسرا حصہ'' یتیموں کا۔ ''چوتھا'' مساکین کا اور پانچواں حصہ مسافرین کا ہے۔ اس کے علاوہ باقی کل مال کا اسی 80 فیصد یعنی 4/5 مجاہدین کا ہے اس طرح کہ سوار کا حصہ پیادہ سے دوگنا ہے۔ ارشاد ہے کہ ''وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ

اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ "اور جان لو کہ تم کو جو کچھ بھی بطور غنیمت ملے تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول ﷺ کے لیئے ہے اور قرابت داروں کے لیئے اور یتیموں کے لیئے اور مسکینوں کے لیئے اور مسافروں کے لیئے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اللہ پر اور اس نصرت پر جو ہم نے "فیصلہ کے دن ۔۔۔ جب دو فوجیں ٹکرائی تھیں" ۔۔۔ اپنے عبد کو عطا کی تھی۔ اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے اس آیت پاک میں فیصلہ کے دن سے مراد یوم بدر ہے اور جو عطائی ہوئی "انزلنا علیٰ عبدنا" کا اشارہ فتح بدر کے لیئے ہے۔

حکم نمبر ۴۰۸

اے ایمان والو اگر کسی جماعت یا گروہ سے تمہارا مقابلہ پڑ جائے تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتے رہو تاکہ تم کو فلاح نصیب ہو۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۴۵

ارشاد ہے کہ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝" اے ایمان لائے ہوئے لوگو! اگر مقابلہ ہو جائے تمہارا کسی گروہ (فوج) سے تو ثابت قدم رہنا (یعنی میدان نہ چھوڑنا) اور اللہ کا ذکر کرتے رہنا (اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہنا) تاکہ تم کو فتح مندی نصیب ہو۔ اس آیت پاک کے حکم یا ہدایت سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ فتح صرف فوجی طاقت یا افرادی قوت کے تابع نہیں بلکہ اس کا انحصار مجاہدین کی ثابت قدمی اور

اللہ کی خوشنودی اور رضامندی سے ہے جو اس کا ذکر کرتے رہنے یا اسے یاد کرتے رہنے سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ میدان بدر میں ہو چکا ہے۔

حکم نمبر ۴۰۹

اطاعت کرو اللہ اور رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی اور باہم جھگڑا نہ کیا کرو ورنہ تم بزدل اور سست ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اس لیئے برداشت (صبر) پیدا کرو اور صبر کرو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۴۶

گزشتہ آیت میں دشمن پر فتح حاصل کرنے کے لیئے ثابت قدم رہنے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہنے کی ہدایت یا حکم کے بعد آیت ھٰذا تین مزید ہدایات دی گی ہیں۔

- پہلی ہدایت اللہ اور رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی اطاعت کی ہی۔
- دوسری ہدایت اتحاد باہم یعنی آپس میں تنازعات پیدا نہ کرنے کی ہے۔
- تیسری ہدایت صبر اور برداشت کی ہے۔

مزید فرمایا گیا ہے کہ باہم تنازعات اور جھگڑا پیدا کرنے سے تم بزدل اور سست ہو جاؤ گے اور دشمن پر سے تمہارا رعب ختم ہو جائے گا یعنی "ہوا اکھڑ جائے گی"۔ اور تیسری ہدایت کے ساتھ

ارشاد ہے کہ "صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہے"۔" وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۚ﴿۴۶﴾"

حکم نمبر ۴۱۰

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی شان دکھاتے ہوئے نکلتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی طرف آنے سے روکتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۴۷

اس آیت پاک سے پہلے والی دو آیات میں دشمن کے مقابلے میں فتح یابی سربلندی اور باہم اتحاد کی تدابیر بتانے کے بعد آیت ھٰذا میں یہ ہدایت فرمائی گی ہے کہ سربلندی و فتح یابی کے بعد کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ تم فخر و تکبر اور دکھاوے کی طرف اور اپنی شان و شکوہ کا مظاہرہ کرنے کی طرف مائل ہو جاؤ حکم ہوا کہ "وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾" اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی شان دکھاتے ہوئے نکلتے تھے اور لوگوں کو اللہ کے راستے پر آنے سے روکتے تھے۔۔۔ اور ایسے لوگ جو عمل کرتے ہیں اللہ ان کو اپنے گھیرے میں لیئے ہوئے ہے۔

احکام نمبر ۴۱۱

اور اگر تم جہاد (جنگ) میں ان پر (کافر دشمنوں) قابو پالو تو ان کو اس طرح سزا دو کہ ان کے پیچھے والے (یعنی ان کے پشت پناہ) عبرت حاصل کریں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۵۷

اس آیت پاک میں "ہُم" کا اشارہ اس سے پہلے والی آیت میں عہد کر کے توڑ دینے والے کافر دشمنوں کی طرف ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ اگر ان سے تمہاری جنگ ہو اور تم ان پر قابو پالو تو ان کو ایسی سزا دو کہ ان کے پیچھے والے بھی ان کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور آئندہ تمہارے ساتھ دشمنی اور عہد شکنی کی جرأت ہی نہ کر سکیں ارشاد ہے کہ "فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾" اور اگر تم جنگ میں ان پر قابو پالو تو انہیں ایسی سخت سزا دو (ایسا ہانکہ دو تشرید سے امر) کہ ان کے پیچھے والے (بعد والے) عبرت حاصل کریں۔

حکم نمبر ۴۱۲

اور اگر آپ کو کسی قوم یا جماعت سے خیانت یعنی عہد شکنی اور دھوکہ بازی کا خدشہ ہو تو ان سے کیا ہوا عہد ان کو لوٹا دیں (عَلَی الْاِعْلَان) کہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال — آیت نمبر ۵۸

آیت گزشتہ میں عہد شکنی کرنے والوں کو سخت سزا دینے کے حکم کے بعد آیت ھٰذا میں ارشاد ہے کہ اگر تم کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو یعنی تم سمجھو کہ یہ تم سے عہد کر کے عہد شکنی کریں گے تو تم ان سے اپنا معاہدہ ہی ختم کر دو اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ عہد شکنی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا اور معاہدہ علی الاعلان ختم کر دینے کے بعد خلافِ معاہدہ عمل خیانت یا عہد شکنی کی تعریف میں نہیں آتا اسی لیئے مومنین کو اندیشہ کی بنیاد پر عہد واپس کر دینے کا حکم ہے ارشاد ہے کہ "وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآىِٕنِيْنَ ۝۵۸" اور اگر تم کو اندیشہ ہو کسی قوم سے خیانت کا تو ویسے ہی ان کا عہد واپس لوٹا دو کہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حکم نمبر ۴۱۳

مومنین کو اپنے اور اللہ کے دشمنوں کے خلاف فوجی طاقت درست رکھنے اور مستعد رہنے کا حکم کہ دشمن پر رعب قائم رہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال — آیت نمبر ٦٠

اس آیت پاک میں مومنین کو اپنی فوجی طاقت درست رکھنے یعنی سامانِ حرب اور رسد وغیرہ کے ساتھ مستعد رہنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ مومنین کی طاقت دیکھ کر مومنوں کے اور اللہ کے دشمن مرعوب رہیں اور کوئی نقصان پہنچانے کی جرأت ہی نہ کر سکیں ساتھ ہی سامان حرب اور فوجی تیاری پر خرچ کیئے جانے والے مال و دولت کو راہِ خدا میں خرچ قرار دینے کا اعلان کر کے وعدہ

فرمایا گیا ہے کہ آخرت میں اور دنیا میں اس کا پورا پورا صلہ عطا کیا جائے گا اور پیسہ خرچ کر کے فوجی استعداد بڑھانے اور قائم رکھنے والوں پر یہ ظلم نہیں ہو گا کہ ان کو اس نیکی کا اچھا بدلا نہ دیا جائے ان پر ظلم ہرگز نہیں ہو گا "وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ اِلَیْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝۶۰" اور تیار و مستعد رکھو فوجی طاقت اپنی استطاعت بھر گھوڑوں اور سامان حرب سے تاکہ تم ہیبت اور رعب میں رکھو اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے اور اس طرح جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں (فوجی طاقت بڑھانے اور قائم رکھنے میں) خرچ کرو گے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ تم کو اس کا پورا پورا نیک بدلا دیا جائے گا اور تمہارے ساتھ ہرگز زیادتی یا ظلم نہیں ہو گا۔

حکم نمبر ۴۱۴

اور اگر وہ (جنگ کرنے والے کافر) صلح کی طرف راغب ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ بے شک وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۶۱

سابقہ آیت میں جنگ کی صورت میں بھرپوری تیاری اور مستعد رہنے کا حکم دینے کے بعد آیت ھٰذا میں امن و سلامتی کا سبق یہ کہہ کر دیا گیا ہے کہ جنگی استعداد و اہلیت رکھنے کا مقصد بے وجہ

کشت و خون کرنا نہیں (بلکہ وہ تو ایک دفاعی تدبیر ہے) چنانچہ اگر دشمن صلح و امن کی طرف جھکاؤ دکھائے تو آپ بھی اللہ پر بھروسہ کر کے امن و سلامتی کی طرف راغب ہو جائیں اور یہ یقین رکھیں کہ اللہ سب کچھ سن رہا ہے اور اسے ہر بات کا علم ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ" اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی مائل ہو جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں " اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾ "بے شک وہ (اللہ) سننے اور جاننے والا ہے۔

حکم نمبر ۴۱۵

اے نبی ﷺ آپ مومنوں کو قتال (جہاد) کی ترغیب دیں۔ اگر آپ میں سے بیس (۲۰) مجاہد ثابت قدم اور صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر اور سو ہونگے تو ہزار کافروں پر غالب رہیں گے اس لیئے کہ کافر تو حقیقت سے نا آشنا ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال — آیت نمبر ۶۵

اس آیت پاک میں ثابت قدم "صابر مجاہدین" کو اپنے سے دس گنے کافر دشمنوں پر فتح کی خوشخبری دی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ یہ اس لیئے ہے کہ کافر لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔ سمجھ نہیں رکھنے کے لیئے "لَا يَفْقَهُوْنَ" کی اصطلاح استعمال کی گی ہے یہ نہایت ہی بلیغ اصطلاح ہے یہ فقہہ سے مشتق ہے اور فقہ کا لفظ دراصل حقیقت کی گہرائی تک پہنچنے کے لیئے استعمال ہوتا ہے چنانچہ "يَفْقَهُوْنَ" کی تعریف میں وہ لوگ آتے ہیں جو ذات و کائنات کی حقیقت کو اس کی گہرائی تک پہنچ

کر سمجھتے ہوں۔" لَا يَفْقَهُوْنَ "یونانی فلسفیوں کا بھی ایک طبقہ ایسا ہے جو حواس خمسہ کے ذریعہ معلوم ہونے والی حقیقتوں کو اصل حقیقت نہیں مانتا۔ حقیقت تو دراصل اس کے پیچھے ہے جو سامنے نظر آتا ہے قابل مشاہدہ حقیقت نہیں بلکہ مظاہر حقیقت ہیں بہت سے فلسفی تو حسی تجربہ کو "کاشف نہیں حاجب" کہتے ہیں نفسیاتی تحقیقات سے واضح ہوا کہ بہت سے جانور بعض حسی صلاحیت اور مشاہدہ میں انسان سے بہت آگے ہیں۔ بعض پرندے اتنے فاصلہ سے دیکھ لیتے ہیں جو انسان نہیں دیکھ سکتا بعض حیوان وہ آوازیں سن لیتے ہیں جو انسان نہیں سن سکتا۔ وہ بو سونگھ لیتے ہیں جو انسانی قوت شامّہ سے باہر ہے چنانچہ انسانی مشاہدہ اور تجربہ میں جو کچھ آسکتا ہے "وہ کل نہیں بلکہ کل کا ایک جزو ہے" شہودگی گرفت میں چند مظاہر ہیں باقی حقائق غیب ہیں اور غیب کا علم "وحی / کشف / یا مراقبہ" کے بغیر نہیں ہوتا بلکہ تمام مراقبے اور مکاشفہ بھی حقیقی نہیں ہوتے کاشفِ حقیقت تو "صرف وحی" ہے چنانچہ اللہ پر۔ فرشتوں پر۔ کتب پر۔ رسولوں پر اور آخرت پر یقین و ایمان نہ رکھنے والے واقف حقیقت ہو ہی نہیں سکتے اسی لیئے کافروں کے لیئے "لَّا يَفْقَهُوْنَ" کہا گیا ہے یہ نہیں کہا کہ وہ دیکھتے نہیں۔ سنتے نہیں۔ سونگھتے نہیں۔ چکھتے نہیں یا چھوتے نہیں۔ یہ حواس خمسہ تو انسانی نہیں حیوانی خاصّہ ہیں مگر برتر سطح کی آگہی۔ واقفیت یا سمجھ جو "يَفْقَهُوْنَ" کی تعریف میں آسکے کافروں کے پاس ہے ہی نہیں اس لیئے کہ وہ وحی کے پانچوں عوامل پر ایمان نہیں رکھتے ارشاد ہے کہ " يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ" اے نبی ﷺ ایمان والوں کو قتال و جہاد کی ترغیب دیتے رہیئے" اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ" اگر آپ بیس ثابت قدم صبر و برداشت کرنے والے مجاہد ہوں تو وہ دوسو پر غالب رہیں گے" وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝۶۵ "اگر تم میں سے (۱۰۰) ہونگے تو وہ ہزار پر غالب ہونگے یہ اس لیئے کہ وہ لوگ حقیقت آشنا نہیں ہیں۔ (یعنی وحی کے ذریعہ بیان شدہ حقیقتوں کو مانتے نہیں۔)

حکم نمبر ۴۱۶

جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے وہ تمہارے لیئے حلال اور پاک ہے اسے کھاؤ اور اللہ کے لیئے تقویٰ کرتے رہو۔ بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

سُوْرَۃُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۶۹

اس سورہ کو موسوم ہی مالِ غنیمت سے کیا گیا ہے اس کی پہلی آیت میں فرمایا گیا تھا کہ مالِ غنیمت اللہ اور رسول ﷺ کا ہے اس کے بعد آیت نمبر ۴۱ میں اس کے حصہ مقرر کر دیئے گئے اور آیت ھٰذا میں یہ ارشاد فرماتا کہ مال غنیمت کھاؤ کہ اسے تمہارے لیئے حلال اور پاک کیا گیا ہے یہ اس پس منظر میں ہے کہ بعض صحابہؓ کو اپنے اس مشورے پر کہ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے سخت ندامت اور شرمندگی تھی اور وہ جہاد کے حوالے سے دنیاوی فوائد حاصل ہونے سے خائف ہوگئے تھے چنانچہ ان کے قلب کی تسلی کے ساتھ مالِ غنیمت کے حلال و طیب ہونے کی تصدیق کر دی گی مگر مومنین کو ساتھ ہی تقویٰ کرنے کی ہدایت بھی کی اور پچھلی لغزش کے حوالے سے ارشاد کیا گیا کہ اللہ بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔ارشاد ہوا کہ "فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾" کھاؤ مالِ غنیمت کہ وہ تمہارے لیئے حلال اور پاک ہے۔۔۔ اور اللہ کے لیئے تقویٰ کرتے رہو یعنی ممنوعات سے بچتے رہو۔ بے شک اللہ بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے اس آیت پاک کے بعد مومنین کو تسلی ہوگئی اور وہ ہیبت ختم ہوئی جو آیت نمبر ۶۸ کے اس ارشاد سے ہوئی تھی کہ "لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾"

حکم نمبر ۴۱۷

اے نبی ﷺ جو لوگ آپ کے ہاتھوں میں قید ہیں ان سے فرما دیجئے کہ اللہ اگر تمہارے دلوں میں خیر دیکھے گا تو تم کو عطا فرمائے گا اس سے بہتر جو تم سے چھن چکا ہے اور تم کو بخش بھی دے گا کہ اللہ بڑا بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال	آیت نمبر ۷۰

اس آیت پاک میں سرکار ﷺ کے قبضہ میں قیدیوں کا اشارہ بدر میں قید ہو کر آنے والوں کی طرف ہے جن میں حضرت عباسؓ جو رسول ﷺ کے چچا تھے وہ بھی شامل تھے کہ انہوں نے اس وقت تک اپنے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا مگر سرکار ﷺ کو اس کا علم تھا اس آیت میں خصوصی اشارہ ''دل میں خیر''ہونے کا آپ کی ہی طرف ہے۔ ارشاد ہے کہ'' یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝'' اے نبی ﷺ فرما دیجئے ان لوگوں سے جو آپ کے ہاتھوں میں قید ہیں کہ اگر اللہ تمہارے دل میں (ایمان) خیر پائے گا تو تم کو اس سے بہتر عطا کرے گا جو تم سے چھینا گیا ہے اور تم کو معاف بھی کر دے کہ اللہ بڑا بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

حکم نمبر ۴۱۸

دارالحرب میں رہ جانے والوں سے وراثت کا رشتہ توڑ کر دینی معاملے میں ان کی مدد کرنے کا حکم اس شرط کے ساتھ کہ یہ مدد اس قوم کے خلاف نہو جس سے مسلمانوں کا صلح کا معاہدہ ہو۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال — آیت نمبر ۷۲

اس آیت پاک میں مہاجرین وانصار کو ایک دوسرے کا دوست قرار دیکر دارالحرب میں رہ جانے اور ہجرت نہ کرنے والے مسلمانوں کی حسب طلب دینی مدد کی تو اجازت دی گی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ ان کی یہ مدد کسی ایسی قوم کے خلاف نہو کہ جس سے مسلمان صلح کا معاہدہ کر چکے ہیں نیز یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ جب تک دارالحرب میں رہنے والے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ نہ آجائیں اس وقت تک باوجود قرابت ان کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا مختصر یہ کہ مدینہ کے مہاجرین وانصار کو ایک جیسا مقام دیکر ہجرت نہ کرنے والے مسلمانوں سے افضل اس لیئے قرار دیا گیا ہے کہ مدینہ والوں نے اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور انصار نے مزید یہ کہ مہاجرین کو رہنے کی جگہ دی اور ان سے "مواخاۃ" کا رشتہ قائم کیا ارشاد ہے کہ "اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ "بے شک جو لوگ ایمان لائے اور

اپنے گھروں کو چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے لڑے اور جن لوگوں نے رہنے کو جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تو ان سے تمہارا اور اثت کا کوئی تعلق نہیں اور اگر وہ دین میں تم سے کچھ مدد چاہیں تو ضرور ان کی مدد کرو مگر اس قوم کے مقابلے میں نہیں کہ جس کے اور تمہارے درمیان صلح کا کوئی معاہدہ ہو اور تم جو کچھ کرتے ہو وہ سب اللہ دیکھ رہا ہے۔

حکم نمبر ۴۱۹

چار مہینے اور اس زمین پر چل پھر لو اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے اور بے شک اللہ کفر کرنے والوں کو رسوا کرے گا۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۲

اس سورہ کی پہلی آیت میں صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین اور بعض قبائل کی معاہدے سے خلاف ورزی کے بعد اعلان کیا گیا کہ مسلمانوں نے جن مشرکین سے معاہدہ کیا تھا۔ اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے اس معاہدے سے دستبرداری اور بیزاری کا اعلان ہے اور اس کے ساتھ ہی فتح مکہ کے بعد مشرکین کو چار ماہ کی مہلت دی گئی کہ وہ یا تو اس مدت کے اندر ایمان لے آئیں اور یا پھر اس سرزمینِ مبارک سے باہر نکل جائیں یعنی مکہ شریف خالی کردیں ارشاد ہوا کہ "فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝۲" اور گھوم پھر لو اس ملک (زمین) میں چار مہینہ تک اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے اور اللہ کافروں کو رسوا کرے گا۔

حکم نمبر ۴۱۹(A)

حج اکبر کے دن مشرکوں سے اللہ اور رسول ﷺ کی دستبرداری کی اطلاع کا لوگوں کے سامنے اعلان اور مشرکوں کو توبہ کر کے ایمان لانے کی دعوت کے ساتھ انہیں مطلع کرنے کا حکم کہ اگر وہ اسلام کی طرف سے منہ موڑے رہیں تو ان کے لیئے دردناک عذاب کی خبر ہے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ — آیت نمبر ۳

اس آیت پاک میں مشرکین مکہ کے لیئے اللہ اور رسول ﷺ کے بری الذمہ ہونے کے اعلان کی لوگوں کو اطلاع دی گئی ہے اور ساتھ ہی مشرکین کو دعوت ایمان بھی ہے۔ نیز حکم دیا گیا ہے مشرکوں کو مطلع کرنے کا کہ اگر وہ دین اسلام اور ایمان کی طرف سے منہ موڑے رہیں تو ان کو دردناک عذاب کی خبر ہے۔ ارشاد ہے کہ ”وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ۝۳“ اطلاع عام ہے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے لوگوں کے لیئے حج اکبر کے دن اللہ اور رسول ﷺ کے بری الذمہ ہونے کی مشرکین سے۔ اور اگر تم توبہ کر لو تو اس میں تمہارے لیئے

خیر ہے اور اگر تم منہ موڑے رہو تو جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور۔ بشارت دیدو کافروں کو دردناک عذاب کی۔

حکم نمبر ۴۲۱

جن مشرکین سے تم نے معاہدہ کیا ہوا اورانہوں نے کوئی عہد شکنی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو ان سے تم بھی مقررہ مدت تک عہد پورا کرو۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ　　　آیت نمبر ۴

سورۃ ھٰذا کی سابقہ تین آیات میں بغیر تعین مدّت مشرکین سے کیئے ہوئے معاہدوں سے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے دستبرداری اور مشرکین کو چار ماہ تک مکہ معظمہ میں قیام کی اجازت نیز حج اکبر کے موقع پر ان کو یاتو ایمان لانے یا مکہ شریف خالی کر دینے کا اعلان کرنے کے بعد اس آیت میں ان مشرکین سے مدّت مقررہ تک حسب معاہدہ عہد شکنی نہ کرنے کا حکم ہے جن سے مقررہ مدّت کے لیئے کوئی معاہدہ ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک کے آخر میں یہ بھی واضح فرمادیا ہے کہ عہد شکنی سے پرہیز کرنے والوں کو اللہ پسند فرماتا ہے۔ ارشاد ہے کہ "اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۴" سوائے ان مشرکین کے جن سے تمہارا معاہدہ ہے اور انہوں نے اس کی بالکل خلاف ورزی نہیں کی ہے اور نہ تمہارے

خلاف کسی دشمن کی مدد کی ہے تو تم بھی مدّت مقررہ تک عہد پورا کرو کہ اللہ (عہد شکنی سے) پرہیز کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

حکم نمبر ۴۲۲

حرمت کے مہینے گزر جانے کے بعد مشرکوں کو تم جہاں پاؤ قتل کرو۔۔۔ پکڑو انہیں۔۔۔ اور انہیں گھیرو۔۔۔ ان کی گھات میں بیٹھو۔۔۔ اور اگر وہ توبہ کرلیں۔۔۔ نماز قائم کریں۔۔۔ اور زکوٰۃ دیں۔۔۔ پھر ان کا رستہ چھوڑ دو۔۔۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۵

سابقہ آیت میں دی ہوئی چار ماہ کی مہلت گزر جانے کے بعد مکّہ کو مشرکین سے پاک کرنے کے لیئے ہر طرح ان کا صفایا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور صرف دو ہی شکلیں بیان کی گئی ہیں کہ یا تو ان کو قتل کرو اور بھگا دو / یا یہ کہ وہ ایمان لے آئیں غرض یہ کہ حدود حرم میں شرک کرنے والا کوئی نہ رہے۔ ارشاد ہے کہ "فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝" "اور جب حرمت کے (چار) مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انہیں پکڑو اور گھیر و اور ان کی ہر طرح گھات میں

بیٹھو یعنی تاک میں لگے رہو۔ اور اگر وہ کفر سے توبہ کرلیں (یعنی ایمان لے آئیں اور) صلوٰۃ قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور معاف کر دینے والا ہے۔

حکم نمبر ۴۲۳

اگر کوئی مشرک آپ کی پناہ میں آنے کو کہے تو اسے پناہ دیدیجیئے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اپنے امن کے کسی مقام پر پہنچادیجیئے یہ اس لیئے ہے کہ وہ نہ جاننے والے لوگ ہیں (جو علم نہیں رکھتے)

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ٦

سابقہ آیات میں مشرکین سے اللہ اور رسول ﷺ کے دستبردار ہونے۔ ان کی وعدہ خلافی پر ان سے معاہدے توڑلینے۔۔۔ وعدے پر قائم رہنے والوں سے مقررہ مدّت تک معاہدہ قائم رکھنے۔۔۔ پھر انہیں چار ماہ کی مہلت دینے اور حج اکبر کے دن ان سے مکہ معظمہ چھوڑ دینے یا ایمان لانے کی دعوت۔۔۔ اور بعد مدّت مقررہ انہیں مارنے۔ قید کرنے اور قتل کرنے کے احکام کے بعد آیت ھٰذا میں شان کریمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا" وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ" اور اگر ایک بھی یا کوئی مشرک آپ کی پناہ میں آنا چاہے تو اسے پناہ دیدیجیئے تاکہ وہ اللہ کا کلام سن لے اور اس کے بعد اسے کسی پر امن جگہ پہنچادیجیئے " ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝٦ "یہ (نرمی اور رعایت) اس لیئے

ہے کہ وہ لوگ لاعلم ہیں اور اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہدایت پہنچائے بغیر لاعلمی کے سبب بداعمالی کی سزا نہیں دیتا دراصل سزا تو منکرین کے لیئے ہے۔ یہاں اس امکان کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ پناہ مانگنے والا ہو سکتا ہے کہ پیام حق سے واقف ہی نہ ہو اس لیئے اسے پناہ دیکر امن کی جگہ پہنچا دینے کا حکم ہے ۔یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ اگر کلام اللہ سن کر ایمان نہ لائے تو قتل کر دو بلکہ اسے امن کے مقام پر پہنچانے کی ہدایت اس لیئے کی گئی کہ شاید کچھ سوچ بچار کے بعد وہ ایمان لے آئے کہ کلام حق تو اس کے گوش گزار کیا جا چکا۔ اس آیت پاک سے غیر مسلموں کے اس پروپیگنڈے کی نفی ہوتی ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے یہاں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ امن پسندوں کے لیئے اسلام کا طریقہ تلوار نہیں بلکہ تحمل تفہیم اور تبلیغ ہے۔

حکم نمبر ۴۲۴

عہد کیا ہے تم نے جن مشرکین سے مسجد حرام کے پاس اگر انہوں نے کوئی خلاف ورزی نہیں کی ہے تو تم بھی عہد پر قائم رہو کہ اللہ برائی سے بچنے والوں / تقوی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ آیت نمبر ۷

آیت پاک کے شروع میں ایک اصولی بات یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ۔ اور رسول ﷺ کے ہاں مشرکوں سے کوئی معاہدہ آخر کس طرح قائم رہ سکتا ہے ۔۔۔ سوائے اس کے کہ تم نے مسجد حرم کے پاس جن مشرکین سے عہد کر رکھا ہے اور وہ کیئے ہوئے عہد و معاہدے پر قائم رہے اور انہوں نے کوئی خلاف ورزی نہیں کی تو اے مومنو! تم بھی کیئے ہوئے معاہدہ پر قائم رہ کر اپنے

عہد کی پاسداری کرو کہ یہ بھی برائی سے بچنے یا گناہ سے پرہیز کے مترادف ہے اور اللہ تقویٰ کرنے والے یعنی برائیوں سے گریز کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ ارشاد ہے کہ " كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ " کیسے اور کیوں رہ سکتا ہے مشرکین کے لیئے عہد اللہ اور رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس سوائے اس کے کہ تم نے جن مشرکوں سے مسجد حرم کے پاس معاہدہ صلح کرلیا ہے اور وہ اس پر قائم رہے ہیں پس تم بھی عہد پر قائم رہو کہ اللہ تقویٰ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ ان سے محبت کرتا ہے یا وہ اس کو عزیز ہیں۔

احکام نمبر ۴۲۵

اگر مشرکین تم سے عہد کرنے کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو تم قتل کرو (جنگ کرو) کفر کے ان پیشواؤں سے یہ وہ لوگ ہیں کہ انہیں قسموں کا کوئی پاس نہیں۔ شاید وہ باز آجائیں۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۱۲

اس آیت پاک میں ان شرک کرنے والوں سے جنگ کرنے یا عہد توڑنے یا ان کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو مومنین سے عہد کرکے اپنی قسموں سے اس طرح پھر جاتے ہیں کہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار ہی نہیں۔ جنگ اور قتل کا حکم اس لیئے دیا گیا کہ شاید کفر کے یہ علمبردار اور پیشوا

اپنی مذموم حرکتوں سے باز آجائیں ورنہ اسلام کا مقصد کسی کو قتل کرنا نہیں ہے بلکہ کفر و گمرہی کو ختم کر کے حق کو غالب کرنا مقصود ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ "وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾" اور یہ (کافر یا مشرک) جو عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالتے ہیں اور تمہارے دین پر طعن کرتے ہیں کفر کے ان علمبرداروں اور پیشواوں سے جنگ کر کے انہیں قتل کرو کہ ان کی قسمیں معتبر نہیں رہیں شاید کہ وہ باز آجائیں۔

حکم نمبر ۴۲۶

اے ایمان والو اللہ کا حق ہے کہ تم اس (اللہ) سے ڈرو۔۔۔نہ کہ ان لوگوں سے جنہوں نے اپنے عہد توڑے، رسول ﷺ کو گھر سے نکلنا چاہا اور تمہارے ساتھ زیادتی میں پہل کی؟ کیا تم ان سے ڈرتے ہو کیا ان سے جنگ نہیں کرو گے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ — آیت نمبر ۱۳

اس آیت کا استفہامیہ لہجہ دراصل و درپردہ حکمیہ ہے یعنی ان لوگوں سے جنگ کر کے مومنین کو ان کے قتل کرنے کی تجویز تنبیہ یا حکم ہے جنہوں نے اپنے وعدے اور قسمیں توڑیں۔ رسول ﷺ پاک کو گھر سے بے گھر کرنا چاہا اور اہل ایمان پر زیادتی کرنے اور انہیں تکلیف پہنچانے میں ابتدا کی۔ اللہ مومنین سے پوچھتا ہے کیا تم ان لوگوں سے ڈرتے ہو جبکہ یہ حق تو صرف اللہ کا

ہے کہ مومنین اس سے ڈریں اور باطل کی قوتوں سے خوفزدہ نہ ہوں بلکہ کافروں سے جنگ کرکے ان کو قتل کریں یہ ہی تقاضہ ایمان ہے ارشاد ہوا کہ " اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ " کیا تم ایسے لوگوں سے جنگ نہیں کروگے (کیا ان کو قتل نہیں کروگے) جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں اور رسول ﷺ کو گھر سے نکالنے کی ہمت کی (قصد کیا) اور جنہوں نے تم پر زیادتی کرنے میں پہل کی کیا تم ان سے ڈرتے ہو یہ حق تو اللہ کا ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔

حکم نمبر ۴۲۷

ان سے لڑو (اور انہیں قتل کرو) اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں سزا دے گا اور انہیں ذلیل و خوار کرے گا اور ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا اور مومنین کے دل کو شفا (ٹھنڈک اور سکون) بخشے گا۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۱۴

آیات سابقہ کے حوالے سے اس آیت پاک میں کا اشارہ ان مشرکین مکہ کی جانب ہے جنہوں نے مسلمانوں پر اور رسول ﷺ پر مکہ میں رہنا دشوار کرکے گھر چھوڑنے پر مجبور کیا تھا فتح مکہ کے بعد اللہ نے ان مشرکین میں سے ایمان نہ لانے والوں سے جنگ کرکے ان کو قتل کرنے کا حکم دینے کے ساتھ بشارت دی ہے اہل ایمان کو کہ اللہ ان کے ہاتھوں کفار و مشرکین کو سزا دلوا کے ذلیل و خوار کرے گا اور اہل ایمان کی مدد کرے گا اور اگر اہل ایمان کے دلوں کو کچھ

خدشات بے چینی یا بے سکونی ہے تو اللہ ان کے قلوب کو شفا ٹھنڈک سکون عطا فرمائے گا۔ ارشاد ہے کہ "قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۙ۱۴" لڑو ان سے اور قتل کرو ان کو۔ اللہ تمہارے ہاتھوں ان کو سزا دے گا اور ذلیل و خوار کرے گا اور ان کے خلاف تمہاری مدد کرے گا تمہیں فتح دلوائے گا اور اہل ایمان کے قلوب کو شفا دے گا۔ (ٹھنڈک سکون اور اطمینان دے گا)

حکم نمبر ۴۲۸

اے ایمان والو ایمان کے مقابلے میں کفر کو عزیز رکھنے (محبت کرنے) والوں کو اپنا ساتھی نہ بناؤ خواہ وہ تمہارے باپ دادا یا بھائی ہی کیوں نہ ہوں اور جو ایسا کرے گا وہ ظالم ہو گا۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۲۳

اس آیت پاک میں صاف طور سے واضح کر دیا گیا ہے کہ حقیقی مومن کو اللہ اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور دین سے ایسی محبت ہونی چاہیئے کہ اس پر خون کے قریبی رشتوں کو بھی اگر قربان کرنا پڑے تو اس میں ذرا بھی تردد نہ ہو۔ حکم دیا گیا ہے کہ خواہ وہ تمہارے باپ دادا اور حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہوں اگر وہ اسلام کے مقابلے میں کفر کے طرفدار اور محبت کرنے والے ہیں تو ان سے ساتھ اور دوستی کے رشتے توڑ لو اور ان کو ہرگز اپنا رفیق نہ بناؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو خود اپنے ہی ساتھ ظلم کرو گے یعنی نافرمان ہو جاؤ گے۔ ارشاد ہے کہ "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۲۳" اے ایمان والو اپنے باپ دادا اور بھائیوں کو بھی اپنا ساتھی اور رفیق نہ بناؤ اگر وہ

ایمان کے مقابلے میں کفر کی طرفداری اور محبت کریں یعنی ایمان نہ لائیں۔ اور تم میں سے جو ایسا کرے گا وہ نافرمان اور ظالم ہو گا یعنی اپنی ہی خرابی اور اپنے ہی اوپر ظلم کرنے والا ہو گا۔

حکم نمبر ۴۲۹

فرمادیجیئے کہ اگر تم کو اپنے باپ دادا بیٹے۔ بھائی۔ بیویاں اور عزیز و اقارب (خاندان) اور اپنا جمع کیا ہوا مال اور تجارت جس کے ماند پڑ جانے کا تم کو خدشہ ہے اور اپنے مکانات، اللہ اور رسول ﷺ اور اللہ کی راہ میں جہاد۔۔۔ سے زیادہ محبوب ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ اپنا فیصلہ سنادے۔ تعمیل احکام نہ کرنے والوں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔

سُوۡرَۃُ التَّوۡبَۃِ	آیت نمبر ۲۴

یہ آیت پاک ان لوگوں کے لیئے ہے جو ایمان لانے کے دعویدار تو ہوں مگر ہجرت اور جہاد کے حکم پر عمل کرنے سے کترائیں۔ اس لیئے کہ انہیں اپنے باپ دادا۔ بیٹے۔ بھائی۔ بیوی اور دوسرے اہل خاندان نیز ان کا جمع کیا ہوا مال یا تجارت جس کے ماند پڑ جانے کا خطرہ ہو۔ اور ان کے آرام دہ مکان ان سے چھوٹ جائیں گے ۔یعنی وہ لوگ جن کو اموال احباب اعزاء کی محبت اللہ رسول ﷺ اور جہاد و ہجرت کی راہ سے روکے ان کے لیئے فرمادیا گیا ہے کہ تم اللہ کے فیصلہ بلکہ سزا کا انتظار کرو کہ اللہ حکم کی تعمیل نہ کرنے والوں کو کبھی ہدایت عطا نہیں کرتا۔ یعنی حُب دنیا والے حقیقی معنوں میں صاحب ایمان ہوتے ہی نہیں۔ بالخصوص دنیا اور اموال و اسباب اعزاؤ

احباب کی وہ محبت جو احکام شرعیہ کی تعمیل میں مانع ہو بمنزلہ کفر ہے اور ایسا کرنے والوں کو سزا اور عذاب بھگتنا ہی پڑے کا جس کے نافذ ہونے میں بہت دیر نہیں ہے۔ رسول ﷺ سے کہا گیا کہ آپ ان لوگوں سے فرمادیجیے "قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝" فرمادیجیے۔ (اے نبی ﷺ)۔ اگر تم اپنے باپ دادا۔ بیٹوں۔ بھائیوں اور بیویوں کو اور خاندان والوں کو۔۔۔۔ اور جو مال جمع کرر کھا ہے اس کو۔۔۔۔ اور اس تجارت کو جس کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے۔۔۔۔ اور اپنے رہائشی مکانوں کو۔۔۔۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اللہ کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب رکھتے ہو تو پھر اللہ کے فیصلہ (سزا اور عذاب) کا انتظار کرو کہ اللہ تعمیل حکم نہ کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

حکم نمبر ۴۳۰

اے ایمان والو یہ شرک کرنے والے بے شک ناپاک ہیں اس لیئے اس سال کے بعد وہ مسجد حرم کے قریب بھی نہ آئیں اگر (اس سے) تمہیں تنگدستی کا خوف ہے تو اللہ تم کو اپنے فضل سے جب چاہے غنی کر دے گا۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ — آیت نمبر ۲۸

اس آیت پاک میں مشرکین کو ناپاک قرار دیکر انہیں مسجد حرام کے قریب آنے پر پابندی کا حکم دیا گیا ہے اور اہل ایمان سے فرمایا گیا ہے کہ اگر مکہ میں ان کی آمد رک جانے سے تم کو تجارتی یا مالی نقصان کا اندیشہ ہو تو سمجھ لو کہ اللہ جب چاہے گا اپنے فضل سے تم کو غنی کر دے گا۔ مراد یہ ہے کہ اہل ایمان کو تعمیل حکم الٰہی میں دنیاوی خسارے کے احتمال سے ڈرنا نہیں چاہیئے کہ غنی کرنا یا مفلس رکھنا تو اللہ کا اختیار ہے اس لیئے اسباب سے زیادہ اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ ارشاد ہے کہ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَ اِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۸﴾ "اے ایمان والے لوگو! یہ مشرک تو بالکل ناپاک ہیں اس لیئے اس سال کے بعد یہ مسجد حرم کے قریب نہ پھٹکنے پائیں اور اگر اس سے تم کو خوف ہو افلاس کا تو جلد ہی اللہ تم کو غنی کر دے گا اپنے فضل سے جب چاہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا یعنی علیم و حکیم ہے۔

حکم نمبر ۴۳۱

اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان نہ لائیں اور اللہ اور رسول ﷺ کے حرام قرار دیئے ہوئے کو حرام نہ مانیں اور سچّے دین کو قبول نہ کریں تو ان سے اتنا لڑو۔ اور انہیں قتل کرو کہ وہ تمہاری رعیّت بن کر اپنے ہاتھوں جزیہ دینا قبول کرلیں۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ — آیت نمبر ۲۹

اس آیت پاک میں ایمان والوں کو ان اہل کتاب سے لڑنے اور انہیں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اللہ اور رسول ﷺ کے حرام قرار دیئے ہوئے کو حرام نہیں مانتے اور سچے دین کو قبول نہیں کرتے ان سے اس حد تک جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اہل ایمان کی ماتحتی اور رعیّت قبول کرکے اپنے ہاتھوں سے جزیہ دینے پر تیار ہو جائیں۔ ارشاد ہے کہ "قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾" ان لوگوں سے لڑو اور انہیں قتل کرو جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ اور رسول ﷺ نے جو حرام کیا ہے اسے حرام نہیں مانتے اور سچے دین کو قبول نہیں کرتے ان میں سے جنہیں پہلے کتاب دی گی تھی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں تمہیں جزیہ دینا اور رعیّت بن کے رہنا قبول کرلیں۔

حکم نمبر ۴۳۲

یہود کے علماء و مشائخ میں سے اکثر جو لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں اور ان کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور جنہوں نے سونا اور چاندی جمع کر رکھا ہے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ اے ایمان والو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنادو۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۳۴

اس آیت پاک میں بظاہر تو حکم یہود کے علماء و مشائخ کے حوالے سے ہے مگر معنوی اعتبار سے مال جمع کرکے رکھنا اور اللہ کے نام پر اس کی راہ میں خرچ نہ کرنا موجب عذاب بلکہ سخت

دردناک عذاب کا موجب ہے یہاں یہود کے علماء ومشائخ کے جمع کیئے ہوئے جس سونے اور چاندی کا حوالہ ہے وہ اس لیئے بالکل ہی غلط برا اور ممنوع ہے کہ وہ لوگوں سے ناجائز طریقہ سے حاصل شدہ ہے اس حکم کی روح تو یہ ہے کہ اگر جائز طریقوں سے بھی حاصل کیا ہوا پیسہ سونا اور چاندی کو خزانہ بناکر اس طرح رکھا جائے کہ اس میں سے اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر مستحقین کا حق ادا نہ کیا جائے یا مدّاتِ خیر میں خرچ کرنے کے بجائے ذخیرہ اندوزی کی جائے تو وہ بھی موجب عذاب و سزا ہے۔ عام طور سے وہ لوگ جو "حُب زر" میں مبتلا ہیں اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جو کچھ انہوں نے بچا کے رکھا وہ دراصل ان کا نہیں دوسروں کا ہے۔ اپنا مال تو فی الحقیقت وہی ہے اور وہی حقیقی بچت ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے کہ آخرت میں وہی کام آئے گا ورنہ خسّت سے جمع کیئے ہوئے سونے، چاندی سے جیسا کہ اگلی آیت میں بیان ہے دوزخ کی آگ میں تپا کر ایسے مالی مجرمین کی پیشانی، پشت اور کروٹوں کو داغا جائے گا۔۔۔ محوّلہ بالا آیت نمبر ۳۴ میں ارشاد ہے کہ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍۙ ﴿۳۴﴾ "اے ایمان والو یہود و (ونصاریٰ) کے اکثر علماء ومشائخ جو لوگوں کا ناجائز طریقہ سے مال کھاتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے سونا اور چاندی جمع کیا ہے اور اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دو۔

حکم نمبر ۴۳۳

زمین و آسمان کی تخلیق کے دن سے اللہ کے نوشتہ میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے اور ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں یہی ضابطۂ دین

ابراہیمی کا ہے۔ سو ان مہینوں میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو اور مشرکین سے سب مل کر لڑو جیسے وہ لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تقویٰ کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ آیت نمبر ۳۶

اس آیت پاک میں واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ کے نزدیک روز آفرینش سے جب زمین و آسمان تخلیق کیئے گئے یعنی عالم زمان وجود میں آیا اسی دن سے اللہ کی کتاب کے مطابق مہینوں کی تعداد بارہ ہے جن میں چار مہینے یعنی محرّم رجب۔ ذیقعد اور ذی الحجہ حرمت والے مہینے ہیں جیسا کہ یہ دین ابراہیمی میں تھے۔ چنانچہ ان چاروں ماہ کی حرمت کو ملحوظ رکھو اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی کر کے اپنے اوپر ظلم نہ کرو البتہ یہ کہ اگر مشرکین ان مہینوں میں تم سے لڑیں تو تم سب بھی باہم اختلاف کیئے بغیر سب کے سب ملکر ان سے لڑو اور سمجھ لو کہ اللہ تقویٰ کرنے والوں کے ساتھ ہے اس آیت میں درپردہ حوالہ غزوۂ تبوک کا رجب ۹ھ کا ہے جس میں بعض لوگوں نے گرم موسم اور سخت طویل سفر کا حوالہ دیکر جنگ سے تہی دامنی کی تھی۔ ارشاد ہے کہ "اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾" جس دن سے زمین و آسمان تخلیق کیئے گئے اللہ کے نوشتہ میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یہ ہی سیدھا اور سچا دین ہے۔ (دین ابراہیم میں بھی یہ ہی حرمت کے لیئے تھے) چنانچہ تم ان مہینوں میں خود پر ظلم نہ کرو (ردوبدل کر کے) اور مشرک جس طرح سب ملکر تم سے لڑتے

ہیں تم بھی ان سے اسی طرح سب مل کر لڑو اور جان لو کہ اللہ تقویٰ کرنے والوں کے ساتھ ہے۔(یعنی حرمت والے مہینوں میں مشرکین سے جنگ خلافِ حکم نہیں ہے)۔

حکم نمبر ۴۳۴

تعمیل حکم جہاد اور رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی مدد سے دامن تہی کرنے والوں کو تنبیہ اور سزا کی یاد دہانی کے بعد۔ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پاک کی ہجرت اور دیگر مواقع پر اللہ کی مدد کا بیان اور شرکتِ جہاد کے لیئے نکل پڑنے کا حکم۔

سُورَةُ التَّوۡبَةِ	آیت نمبر ۳۷ تا ۴۱

محوّلہٗ بالا آیات سے قبل آیت نمبر ۳۶ میں حرمت والے مہینوں کا حکم اور استثنیٰ بیان کرنے کے بعد آیت نمبر ۳۷ میں یعنی کافروں کی جانب سے حرمت والے مہینوں میں ردوبدل کو کفر بلکہ کفر میں اضافہ قرار دینے کے بعد آیات نمبر ۳۷ تا ۴۰ میں غزوۂ تبوک کے موقع پر سخت موسم اور طویل سفر کی صعوبت سے بچنے کے لیئے بعض اہل ایمان کے جہاد میں شرکت سے پہلو تہی کرنے کے حوالے سے سخت تنبیہ اور رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے حکم کی عدم تعمیل اور مدد نہ کرنے کو ناپسندیدہ بلکہ موجب سزا قرار دیکر فرمایا گیا ہے کہ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی مدد کے لیئے تو اللہ ہی کافی ہے جس نے وقت ہجرت اور اس کے بعد بھی فرشتوں کے ذریعہ مدد فرمائی چنانچہ اہل ایمان کا رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی مدد کرنا ان کے اپنے ہی لیئے بہتر ہے اور اللہ تو اس بات کی قدرت کاملہ رکھتا ہے کہ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی مدد سے جی چرانے والوں کو ہٹا کر ان کی جگہ نیک اور فرمانبردار لوگ لے

آئے۔ ساتھ ہی ان کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ دنیاوی راحت و آرام کو آخرت کے آرام اور نیک بدلے سے بہتر سمجھ کر گمراہی کا شکار ہوئے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی کا آرام و راحت بہت ہی ادنیٰ ہے اور ایسا پسند کرنے والوں کے لیئے جو ایمان لانے کے تو دعویدار ہیں مگر تعمیل حکم سے جی چراتے ہیں سخت سزا اور عذاب ہے یہ سب واضح کرنے کے بعد آیت نمبر ۴۱ میں واضح حکم دیا گیا۔ نکل پڑو اپنے مال اور جانوں سے جہاد میں شرکت کے لیئے خواہ تم خود کو ہلکا محسوس کرو یا بوجھل اگر تم سمجھ سکو تو یہ ہی تمہارے لیئے خیر ہے۔ "اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾"

حکم نمبر ۴۳۵

اللہ آپ ﷺ کو معاف کرے آپ نے ان کو اجازت کیوں دیدی قبل اس کے کہ آپ پر ظاہر ہو جائیں سچ بولنے والے اور معلوم ہو جائیں جھوٹے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ — آیت نمبر ۴۳

اس آیت پاک میں کوئی واضح حکم تو موجود نہیں ہے مگر درپردہ یہ اشارہ ضرور ہے کہ کسی کی درخواست قبول کرنے سے پہلے اس کی حقیقت سے پوری واقفیت حاصل کر لینی چاہیئے حوالہ غزوۂ تبوک میں شرکت سے معذوری پیش کرنے والوں کو مدینہ میں رہ جانے کی اجازت کا ہے جو رسول ﷺ نے اپنی شانِ رحمت للعالمینی کے مظاہرے کے طور پر مرحمت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ

نے سرکار ﷺ کے اجازت دینے کے اس عمل پر سرکار ﷺ سے استفسار فرمایا کہ آپ نے جھوٹے اور سچے میں تمیز ظاہر ہونے سے پہلے انہیں اجازت کیوں عطا کی مگر اس استفسار سے پہلے رسول ﷺ سے اپنی محبت کے اظہار کے طور پہلے فرمایا" عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ" اللہ آپ کو معاف کرے یہ ٹکڑا اعربی زبان کے محاورے میں پیار اور محبت کے طور پر استعمال ہوتا ہے کہ "آپ کا یہ عمل غلطی نہ گنا جائے" اگر "عفا" کا لفظ گناہ کی معافی کے لیئے ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا کہ ہم نے گناہ معاف کیا مگر ہمارے عقیدے کے مطابق سرکار ﷺ سے گناہ سرزد ہونے کا امکان ہی نہیں ہے کہ آپ تو خود گنہگاروں کے شفیع ہیں۔ پھر یہ کہ اللہ نے آپ سے استفسار کرنے سے پہلے ہی "عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ" فرمادیا یہ محبوب ﷺ سے اظہار محبت کا ایک انداز ہے۔ ارشاد ہے کہ "عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾" اللہ آپ کو معاف کرے (مہربان ہو) آپ نے انہیں اجازت کیوں دیدی قبل اس کے کہ آپ پر واضح ہو جائے کہ سچے کون ہیں اور معلوم ہو کہ جھوٹے کون ہیں۔۔۔ اس آیت پاک سے ظاہر ہے کہ رسول پاک ﷺ تو اپنے حکم سے گریز کو معاف فرمادیتے ہیں مگر اللہ اپنے حبیب کے حکم کی نافرمانی کرنے والوں سے نرم نہیں ہے اسی طرح رسول ﷺ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی اور بغاوت کرنے والوں سے اللہ نرم نہیں مگر خطاکاروں کے لیئے سرکار ﷺ سفارش گزار ہیں۔

حکم نمبر ۴۳۶

فرمادیجیئے (اے رسول ﷺ) ہمیں اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں (نقصان یا نفع۔ اچھائی یا برائی) ہوسکتا جو اللہ نے ہمارے لیئے لکھدیا ہے وہ ہی ہمارا مولیٰ ہے اور ایمان والوں کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے۔

اس آیت پاک میں مشرکین سے جہاد کے احکام اور خاص کر غزوۂ تبوک سے پہلو تہی کرنے والے لوگوں کا ذکر کرنے کے بعد رسول پاک ﷺ کو تین باتیں بیان فرمانے کا حکم دیا گیا۔

- اول یہ کہ اہل ایمان کو نہ کوئی فائدہ ہو سکتا اور نہ نقصان نہ ان تک برائی پہنچ سکتی ہے نہ اچھائی بلکہ جو کچھ بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ اللہ کے ہی حکم سے ہوتا ہے اور وہی ہوتا ہے جو اللہ نے ہمارے لیئے لکھ دیا ہے۔ خراب موسم یا سفر کی طوالت یا کوئی دوسرا سبب ہمارے لیئے کچھ بھی نہیں کر سکتا سوائے اس کے جو اللہ نے مقدر کر دیا ہے یا ہماری تقدیر میں لکھ دیا ہے۔
- دوم یہ کہ ہمارے تمام معاملات اور مرتبات و نتائج کا تعین کرنے والا ہمارا مالک صرف اللہ ہی ہے جس کی مرضی میں کوئی دوسرا دخیل یا شامل نہیں ہے۔
- سوم یہ کہ تمام عواقب و نتائج اور دیگر جملہ معاملات خواہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے بہر شکل ایمان والوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے اور یہ کہ اس کی رحمت سے اچھی امید ہی رکھنی چاہیئے بہت سی باتیں جو ہمیں ظاہری نظر سے اچھی معلوم نہیں ہوتیں ہو سکتا ہے کہ ان میں اچھائی اور بھلائی چھپی ہو جس تک ہماری نظر نہیں جاتی۔ ارشاد ہوا۔ ”قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۵۱“ فرمادیجیئے ہمیں کچھ نہیں پہنچتا سوائے اس کے جو لکھ دیا ہے اللہ نے ہمارے لیئے۔ وہ ہی ہمارا مولیٰ ہے اور ایمان والوں کو اسی پر توکل کرنا چاہیئے۔

حکم نمبر ۲۷۳

فرمادیجیئے کہ تم ہمارے لیئے دو نیکیوں میں سے کسی ایک کے منتظر ہو اور ہم یہ انتظار کر رہے ہیں کہ یا تو تم کو اللہ کی طرف سے عذاب

پہنچے یا وہ ہمارے ہاتھوں ہی تم کو سزا دلوائے سو تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ آیت نمبر ۵۲

اس آیت پاک میں رسول اللہ ﷺ سے ارشاد ہوا کہ آپ منافقین سے فرمادیں کہ تم ہمارے لیئے دو نیکیوں میں سے ایک کے منتظر ہو یعنی یہ کہ اگر جنگ میں ہم کو شہادت نصیب ہوئی تو یہ بھی ہمارے لیئے اچھائی اور نیکی ہے کہ آخرت میں اس کا اجر عظیم ہے اور اگر ہمارے لیئے فتح لکھ دی گئی ہے تو بھی ہم کو آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی نصرت و غنیمت کا فائدہ ہے سو تم چاہے ہماری فتح کے منتظر رہو یا ہماری شکست ظاہرہ کے مگر حقیقت یہ ہے کہ تم ہمارے لیئے دونوں میں سے کسی ایک نیکی کا انتظار کرو یعنی جنگ کے نتائج کے منتظر رہو اور ہم بھی انتظار کر رہے اس عذاب اور سزا کا جو یا تو اللہ کی طرف سے تم کو پہنچے یا اللہ ہمارے ہاتھوں ہی تم کو سزا دلوائے۔ سو تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی اسی طرح انتظار کر رہے ہیں۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَ نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾"

احکام نمبر ۴۳۸

فرمادیجیئے (اے رسول ﷺ ان منافقوں سے) کہ تم خوشی سے یا بد دلی سے اگر مال خرچ کرو (بظاہر اللہ کے لیئے) تو وہ تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا کہ تم فاسق لوگ ہو۔

سُوْرَةُالتَّوْبَةِ   آیت نمبر ۵۳

اس آیت پاک میں سرکار ﷺ سے یہ ارشاد فرمانے کے لیئے حکم ہوا کہ آپ منافقین سے فرمادیں کہ تم اللہ کی راہ میں اطاعت گزار بن کر یا بد دلی کے ساتھ مال خرچ کرو تو وہ ہر دو شکل میں مقبول نہیں یہ حکم غزوہ تبوک کے موقع پر مدینہ کے منافقین کی جانب سے جہاد میں شرکت نہ کرنے کے بعد مالی امداد کی پیشکش پر صادر کیا گیا۔ جب قبیلہ بن سلمہ کے سردار جد بن قیس منافق نے جہاد میں شرکت سے عذر کا بہانا بنا کر مالی مدد کی پیشکش کی۔ ارشاد ہوا کہ "قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ "فرمادیجیئے کہ تم مال خرچ کرو مطیع بن کر یا بے دلی کی ساتھ وہ تم سے قبول نہیں کیا جائے گا کہ تم فاسق لوگوں میں سے ہو۔

حکم نمبر ۴۳۹

اللہ کی طرف سے صدقات کی مدّات خرچ کے تعین کا حکم۔

سُوْرَةُالتَّوْبَةِ   آیت نمبر ۶۰

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے صدقات کا مال خرچ کرنے کی آٹھ (۸) مدّات مقرر فرمادی ہیں اور کہا ہے کہ یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے جو سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا ہے یہ مدّات خرچ حسب ذیل ہیں یعنی صدقات کو صرف ذیل کے لیئے خرچ کرنے کا حکم ہے۔

☆۱۔ فقیروں کے لیئے۔ .... "لِلْفُقَرَآءِ"

☆۲۔ محتاجوں کے لیئے۔ .... "وَالْمَسٰكِيْنِ"

☆۳۔ عاملینِ صدقات کے لیئے۔ .... "وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا"

☆۴۔ تالیفِ قلب والوں کے لیئے۔ .... "وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ "

☆۵۔ غلاموں کی گردنیں چھڑانے کے لیئے۔ ... "وَفِي الرِّقَابِ"

☆۶۔ مقروض لوگوں کے لیئے۔ .... "وَالْغٰرِمِيْنَ"

☆۷۔ راہ خدا میں "جہاد" کے لیئے۔ .... "وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ"

☆۸۔ اور مسافروں کے لیئے۔ .... "وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ"

مندرجہ بالا مدّات کا تعین کرنے کے ساتھ ہی فرمادیا گیا کہ "فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ" یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے اور آگے ارشاد ہوا کہ "وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾ " اللہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا ہے۔ مندرجہ بالا مدّات میں "مقدار خرچ اور محل" خلیفۂ وقت یا اس کے مقرر کردہ عاملین کی صوابدید پر ہے مگر کسی کو متعینہ مدّات سے تجاوز کی اجازت نہیں ہے بعض شارحین کے مطابق "راہ میں اللہ کی "خرچ کرنے سے مراد جہاد کے علاوہ حج بھی ہے اور مسافرین کی شرح یہ کی گئی ہے کہ جو اپنے شہر سے دور ہوں اور واپسی کا ارادہ رکھتے ہوں مگر ان کے پاس سفر خرچ نہ ہو۔ کھانے پینے کے لیئے محتاج ہونے والوں کو مسافر ہونے کی شرط نہیں مگر وہ مسافر ہونے کی شکل میں زیادہ مستحق ہیں۔

حکم نمبر ۴۴۰

فرمادیجیئے منافقوں سے کہ تم مذاق اڑاتے رہو اور دل کی جن باتوں کے کھل جانے کا تم کو ڈر ہے ان کو اللہ ظاہر کر کے رہے گا۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ آیت نمبر ۶۴

اس آیت پاک کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ منافقین کو اس بات کا ڈر ہے کہ مسلمانوں پر کسی سورۃ کے ذریعہ منافقین کے دلوں میں چھپے ہوئے راز ظاہر نہ کر دیئے جائیں اس حوالے کے بعد ارشاد ہوا کہ آپ کہدیجئے کہ تم استہزاء کرتے رہو / مذاق اڑاتے رہو مگر تم کو اپنے دلوں میں چھپے ہوئے راز کھل جانے جو کا اندیشہ ہے اللہ ان کو ضرور ظاہر کرے گا ارشاد ہے کہ "قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾" کہہ دیجئے تم مذاق اڑاتے رہو بے شک اللہ وہ ضرور ظاہر کرے گا جس کے ظاہر ہو جانے کا تم کو ڈر ہے۔

حکم نمبر ۴۴۱

"اگر آپ منافقین سے پوچھیں کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے تو وہ کہدیں گے کہ ہم تو بطور شغل دل لگی کی باتیں کر رہے تھے" آپ فرما دیجئے یا پوچھیئے کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے لیئے استہزاء (مذاق اڑاتے ہو) کرتے ہو؟

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ آیت نمبر ۶۵

اس آیت پاک میں منافقین کی کذب بیانی اور دوھرے پن کی نشاندہی کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ ﷺ ان سے ان کی باہم کی جانے والی باتوں سے متعلق سوال کریں تو یہ کہہ دیں گے کہ ہم تو "تفریح اور خوش گپی" کر رہے تھے آپ پوچھیئے کیا تم اللہ کی اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کا مذاق اڑاتے ہو؟ اس

کے بعد اگلی آیت میں خود کو مومن کہہ کر کفر کرنے والوں کے لیئے عذاب و سزا کی خبر دی گئی ہے آیت نمبر ۶۵ یوں ہے کہ "وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوۡضُ وَ نَلۡعَبُ ؕ قُلۡ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوۡلِهٖ كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۶۵﴾ "اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعیٔ کے طور پر کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرمادیجیئے کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ استہزاء کرتے ہو؟ / کیا تم ان سب کا مذاق اڑاتے ہو"؟

حکم نمبر ۴۴۲

اے نبی ﷺ جہاد کیجیئے کفار و منافقین سے اور ان پر سختی کیجیئے اور ان کا ٹھکانا بالآخر جہنم ہے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔

سُوۡرَةُ التَّوۡبَةِ — آیت نمبر ۷۳

اس آیت پاک میں کفار و منافقین سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ حکم جہاد آچکا ہے مگر وہ کافروں اور مشرکوں کے خلاف تھا اور بالعموم یہ حکم "قَاتِلُوۡ" کہہ کر دیا گیا ہے مگر اس آیت میں جہاں کافروں کے ساتھ منافقین بھی شامل کیئے گئے ہیں حکم "قَاتِلُوۡ" نہیں بلکہ جَاهِدِ الۡكُفَّارَ وَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ" ہے۔ چنانچہ مفسّرین و شارحین کا استدلال یہ ہے کہ بظاہر ہی سہی ایمان لانے کا اعلان کرنے والوں اور کلمہ پڑھنے والوں سے "تلوار کے ذریعہ جہاد مشروع نہیں ہے" چنانچہ اس حکم جہاد سے مراد منافقین کے ساتھ سرکار ﷺ کے روایتی نرم روّیہ کے بجائے سخت رویّہ اختیار کرنے کا حکم ہے جس کی مزید وضاحت "وَاغۡلُظۡ عَلَيۡهِمۡ ؕ" "ان کے ساتھ سختی کرو" سے ہوتی ہے یہ حکم غزوۂ تبوک کے موقع پر منافقین کی عدم شرکت کے بعد ان کے دوہرے پن کا مظاہرہ

ہونے پر دیا گیا ہے ورنہ سرکار ﷺ کا روّیہ تو "رحمت اللعالمین" والا یعنی عفوو در گزر اور نرمی کا ہی تھا پھر یہ کہ اس حکم کے بعد بھی سرکار ﷺ کی زندگی میں کلمہ پڑھنے والوں سے تلوار کے ذریعہ جہاد کی کوئی مثال نہیں ملتی۔۔۔۔ارشاد باری ہے کہ "یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۷۳﴾" اے نبی ﷺ سخت کوشش (جہاد) کیجیے کافروں اور منافقوں کے خلاف ان پر سخت ہو جائے / سختی کیجیے۔ ان کا ٹھکانا تو جہنم ہی ہے اور وہ بد ترین ٹھکانا ہے۔

حکم نمبر ۴۴۳

فرمادیجیے (اے رسول ﷺ) کہ نارجہنم کی شدت اس سے (سفر تبوک کی گرمی سے) بہت زیادہ ہو گی۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۸۱

آیت ھٰذا کے آغاز میں فرمایا گیا ہے کہ خوش ہو گئے وہ لوگ اپنے گھروں میں بیٹھنے سے جو رسول ﷺ اللہ سے جدا ہو کر پیچھے رہ گئے تھے (مدینہ میں اور شریک نہیں ہوئے تبوک کے سفر میں گرمی کا عذر پیش کر کے) اور ناگوار گذرا جن کو اپنے جان ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور جنہوں نے دوسروں کو بھی یہ کہہ کر روکا کہ سخت گرمی میں سفر مت کرو۔ سرکار ﷺ کو حکم ہوا کہ "فرمادیجیے کہ نار جہنم کی شدت اس گرمی سے زیادہ ہے" "قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ" آگے فرمایا کاش وہ یہ بات سمجھ لیتے۔ "لَوْ كَانُوْا یَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾" کافروں مشرکوں اور منافقوں کو ناسمجھ اور بے علم کئی جگہ پر اسی لیئے کہا گیا ہے کہ وہ زندگی اور موت کی بھرپور آگہی نہیں رکھتے یعنی مرنے کے

بعد پھر زندہ ہونا اللہ کے حضور جمع ہونا۔ اعمال کا حساب کتاب اور جنت و جہنم کی جزاء وسزا ان کے ذہن و قلوب تسلیم نہیں کرپاتے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ناسمجھ بچے یا کند ذہن اور غبی لوگ عاقل و بالغ لوگوں کی باتیں سمجھنے سے قاصر و معذور رہتے ہیں ایسے ہی ناسمجھ اور بے علم کفار و مشرکین و منافقین مومنوں کے مقابلے میں ہیں اور صحیح العقیدہ ہر انسان کے مقابلے میں یہی حال ہر بدعقیدہ انسان کا ہے۔

حکم نمبر ۴۴۴

اور اگر ان میں سے کسی گروہ کی طرف (منافقین میں سے) اللہ آپ ﷺ کو رجوع کروائے اور وہ آپ کے ساتھ کسی جہاد میں چلنے کے لیئے کہیں تو آپ فرمادیجیئے کہ تم اب کبھی نہ تو میرے ساتھ چلوگے اور نہ میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے لڑوگے۔ تم نے پہلے بھی بیٹھے رہنا پسند کیا تھا تو انہی کے ساتھ بیٹھے رہو جو پیچھے رہ جانے والے ہیں۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۸۳

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے تبوک میں شرکت سے انکار کرنے والوں کو آئندہ کسی موقع پر جہاد میں ساتھ لینے پر سرکار ﷺ کو پابندی لگانے کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ﷺ ان سے فرمادیجیئے کہ نہ تو اب تم کسی جہاد میں میرے ساتھ شریک ہو کر نکلوگے اور نہ کسی دشمن سے

میرے ساتھ ہو کر لڑو گے تم جیسے پہلے گھروں میں بیٹھے رہے تھے اب بھی ان کے ہی ساتھ بیٹھے رہو جو پیچھے رہ جانے والے ہیں۔ارشاد ہے کہ "فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآىِٕفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِىَ اَبَدًا وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِىَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝۸۳" "اگر اللہ آپ کو رجوع کروائے ان میں سے کسی گروہ کی طرف اور وہ آپ سے ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں تو آپ فرمادیں کہ تم کبھی میرے ساتھ نہیں چلو گے اور نہ ساتھ ملکر کسی دشمن سے جنگ کرو گے۔ جس طرح تم نے پہلے (غزوۂ تبوک کے موقع پر) گھروں میں بیٹھے رہنا چاہا تھا اسی طرح اب بھی ان کے ساتھ بیٹھے رہو جو پیچھے رہ جانے والے ہیں۔

احکام نمبر ۴۴۵

(اے نبی ﷺ منافقین میں سے) کوئی بھی ان میں سے مر جائے تو نہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور نہ اس کی قبر پر دعا کے لیئے کھڑے ہوں اس لیئے کہ انہوں نے اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ فاسق ہو کر مرے ہیں۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۸۴

آیت سابقہ میں منافقین کو جہاد میں ساتھ لینے پر پابندی لگائی گئی تھی مگر اس آیت میں رویہ اور سخت کر دیا گیا ہے ان میں سے کسی کی نماز جنازہ پڑھانے یا قبر پر پہنچ کر دعا کرنے کے لیئے

بھی یہ کہکر سرکار ﷺ سے منع کر دیا گیا ہے کہ یہ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل نہ کر کے یعنی کفر کر کے نافرمان ہو چکے ہیں اور نافرمان ہی مرے ہیں اس لیئے آپ ان کے ساتھ مومنین والا سلوک بعد مرگ بھی نہ کریں۔ ارشاد ہے کہ "وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾" نہ پڑھایئے کبھی بھی ان میں سے کسی کے مرنے کے بعد اس کی نماز (جنازہ) اور نہ کسی کی قبر پر کھڑے ہوں (دعا کے لیئے) بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا اور نافرن مرے۔

حکم نمبر ۴۴۶

ضعیفوں، بیماروں اور ناداروں پر اور آپ کے پاس آکر سواری مانگنے والے ان مخلصین پر جو سواری کا انتظام نہونے پر اشکبار ہو کر شریک جہاد و سفر نہیں ہوسکتے (ان پر) کوئی الزام نہیں ہے کہ اللہ تو بخشنے اور معاف فرمانے والا ہے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۹۱۔۹۲

مندرجہ بالا عنوان مذکورہ دو آیات کا خلاصہ ہے ان آیات سے پہلے غزوۂ تبوک کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے شرکت سے فرار کرنے والے منافقین کو جہاد میں مومنین کے ساتھ ملکر آئندہ شرکت نہ کرنے کا حکم فرمایا پھر اگلی آیت میں شرکت نہ کرنے والے منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے اور ان کی قبر پر کھڑے ہو کر دعائے مغفرت کرنے کے لیئے سرکار ﷺ کو منع فرمایا اور کہا کہ ان لوگوں نے چونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی ہے اس لیئے یہ فاسق

ہو گئے اور فاسق ہی مریں گے ساتھ ہی آیات ھٰذا میں شریک جہاد نہ ہو سکنے والے معذور مومنین و مخلصین کو عذر شرعی کی بنیاد پر ہر الزام سے بری قرار دیا کہ یہ لوگ سواری نہونے یا ضعیفی و بیماری اور ناداری کے سبب عدم شرکت پر اشکبار رہتے ہیں یعنی شریک جہاد ہونے کے لیئے تیار ہیں بلکہ آرزومند رہتے ہیں مگر بعض مجبوریوں کے سبب شریک نہیں ہو سکتے ایسے افراد کو اللہ نے الزام سے بچانے کا اعلان فرما کے بری الذمہ قرار دیا ہے ارشاد ہے۔ "لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاۗءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ؕ" ضعیفوں بیماروں اور ناداروں پر جو زادراہ نہیں رکھتے کچھ حرج نہیں اگر وہ اللہ اور رسول ﷺ کے خیر خواہ ہوں۔ اور نہیں ہے نیکی اور اچھائی اختیار کرنے والوں پر کوئی مواخذہ کہ اللہ بہت معاف کرنے والا نہایت مہربان / غفور رحیم ہے۔ اور نہ ان لوگوں کی کوئی پکڑ ہے کہ جو آپ کے پاس آ کے سواری طلب کرتے ہیں اور بتا دینے پر کہ آپ کے پاس ان کو سوار کرانے کے لیئے کوئی چیز نہیں ہے وہ لَوٹے اس طرح کہ ان کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو بہے رہے تھے کہ ان کو زادراہِ میسر نہ آسکا۔

حکم نمبر ۷۴۴

جب آپ ﷺ (اے رسول منافقین کی طرف واپس ہونگے) ان کے پاس لَوٹیں گے تو وہ آپ سے عذر اور بہانہ کریں گے۔ تو آپ فرما دیجیۓ کہ تم عذر پیش نہ کرو۔ ہم تمہاری بات نہیں مانیگے ہم کو اللہ

نے تمہاری خبریں پہنچادی ہیں اور اللہ اس کا رسول تمہارا عمل دیکھتے رہیں گے اور تم کو اللہ کے ہی پاس لَوٹنا ہے وہ تم کو بتادے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ آیت نمبر ۹۴

اس آیت پاک میں اللہ نے حضور اکرم ﷺ سے فرمادیا ہے کہ اے رسول ﷺ جب آپ تبوک سے واپسی پر ان کے پاس واپس جائیں گے تو یہ لوگ یعنی منافقین اپنی جہاد میں عدم شرکت کے لیئے طرح طرح کے عذر اور جواز پیش کریں گے اس وقت آپ ان سے فرمادیں کہ میں تمہاری باتوں سے متفق نہیں ہوں مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل کے بھیدوں کی سب خبریں دیدی ہیں۔ تمہارے آئندہ کے کردار عمل پر اللہ اور رسول ﷺ کی نظر رہے گی اور بالآخر تم سب کو اللہ کے پاس ہی لوٹ کر جانا ہے اور اللہ جو سب ظاہر اور چھپے ہوئے کو جاننے اور دیکھنے والا ہے وہ تم کو یوم حشر وہ سب کچھ بتادے گا جو تم دنیا میں کرتے رہے ہو۔ ارشاد ہے کہ "يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَ سَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾" عذر کریں گے وہ لوگ آپ سے جب آپ ان کے پاس (مدینہ) واپس جائیں گے تو ان سے کہدیجے کہ میں تمہارے عذر نہیں مانتا کہ مجھ کو اللہ نے تمہاری سب خبریں دیدی ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ تم پر نظر رکھے ہوئے ہے اور تم کو اللہ کے پاس ہی لوٹ کر جانا ہے جو سب ظاہر وباطن کا جاننے والا ہے وہ تم کو بتادے گا جو تم کرتے رہے ہو۔

حکم نمبر ۴۴۸

آپ ﷺ ان کو (منافقین کو) ان کی حالت پر چھوڑ دیں یا ان سے منہ موڑ لیں کہ وہ بے شک سخت ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے یہ ان کے کیئے ہوئے کا بدلہ ہے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۹۵

یہ آیت پاک نمبر (۹۵) سابقہ آیت میں بیان کیئے ہوئے منافقین سے متعلق احکام کے تسلسل میں ہے۔ اس کے شروع میں کہا گیا ہے کہ اے رسول ﷺ جب آپ (تبوک کے سفر و جہاد میں شرکت نہ کرنے والے) منافقین کے پاس لوٹ کر جائیں گے تو وہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ آپ ان کی حرکت معاف کر دیں مگر آپ ﷺ ان کی قسموں کو نظر انداز کر دیجیے اس لیئے کہ وہ سخت ناپاک لوگ ہیں اور ان کا ٹھکانا ان کے عمل کے بدلے جہنم ہے۔ "اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ" (۹۵) اگلی آیت میں فرمایا ہے کہ اگر آپ ان کی قسموں سے اتفاق بھی کر لیں گے تو اللہ تو ایسے فاسقوں سے راضی نہیں ہوتا۔

حکم نمبر ۴۴۹

اے رسول ﷺ ان کے مال میں صدقہ قبول کر لو اور انہیں پاک کرو اور ان کا تزکیہ کرو اس کے ذریعہ سے اور دعا کرو ان کے حق

میں بے شک تمہاری دعا ان کے لیئے سَبَبِ سکون ہے اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ آیت نمبر ۱۰۳

اس آیت پاک کی شان نزول یہ ہے کہ سفر تبوک اور جہاد میں شرکت نہ کرنے والے بعض صحابہ ایسے بھی تھے کہ انہیں بعد میں اپنی غلطی کا شدید احساس ہوا اور انہوں نے صدق دل سے توبہ کی اور حضور اکرم ﷺ کی غیر موجودگی میں اپنی غلطی کی سزا کے طور پر مدینہ منورہ میں خود اپنے آپ کو مسجد نبوی کی ستون سے باندھ کر عہد کیا کہ جب تک سرکار واپس تشریف لا کر ان کو خود اپنے ہاتھ سے نہیں کھولیں گے وہ بندھے ہی رہیں گے۔ واپس تشریف آوری پر جب سرکار ﷺ نے ان کے لیئے معلومات حاصل کیں اور آپ کو ان کے عہد کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک مجھ کو حکم نہیں ہوگا میں ہر گز تم کو نہ کھولوں گا۔ اس حوالے سے آیت نمبر ۱۰۲ کا نزول ہوا اور ان کی توبہ قبول ہونے کا ایما دیا گیا۔ جب سرکار ﷺ نے ان حضرات کو کھول دیا تو انہوں نے اپنے اموال سرکار ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے اور کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم کو اس مال کی محبت نے ہی شرکت سے روکا تھا سو آپ اسے قبول فرمائیں اور اللہ نام پر صدقہ کر دیں اس پس منظر میں یہ آیت پاک نازل ہوئی جس میں سرکار ﷺ کو صدقہ قبول کر کے انہیں پاک کرنے اور ان کا تزکیہ کرنے کا حکم دے کر کہا گیا کہ آپ ﷺ ان کے لیئے دعا بھی فرمائیں کہ آپ کی دعا ان کے لیئے باعث راحت و سکون ہے۔ آیت پاک یہ ہے کہ "خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾" ان کے اموال میں سے صدقہ قبول کر کے انہیں پاک کیجئے اور ان کا تزکیہ فرمایئے اس سے اور دعا کیجئے ان کے لیئے بے شک آپ کی دعا ان کے واسطے موجب سکون و راحت عافیت ہے۔

حکم نمبر ۴۵۰

کہدیجئے عمل کرتے رہو اللہ اور رسول ﷺ اور ایمان والے تمہارے کیئے ہوئے کو دیکھ رہے ہیں اور تم کو اللہ کے ہی پاس لوٹ کر جانا ہے جو سب کھلے چھپے کا جاننے والا ہے وہ ہی تم کو بتادے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۱۰۵

آیت ھٰذا سفر تبوک میں شریک نہونے پر توبہ کرنے اور اپنے اموال کو بطور صدقہ سرکار ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے والے صاحبان ایمان کے اعمال سے متعلق ہی یہ آیت پاک نازل ہوئی ہے ارشاد ربّی ہے کہ اے رسول ﷺ ان سے فرمادیجئے۔" وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۚ﴿۱۰۵﴾" اور تم عمل (نیک) کرتے رہو کہ اللہ اور رسول ﷺ اور اہل ایمان تمہارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں اور تم کو لوٹ کر اللہ کے ہی پاس حاضر ہونا ہے جو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے سو وہ ہی تم کو بتادے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔

حکم نمبر ۴۵۱

آپ ﷺ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں (مسجد ضرّار میں کبھی نماز نہ پڑھیں نہ جائیں)۔ البتہ وہ مسجد جس کی اساس روز اوّل سے ہی

تقویٰ پر ہے اس بات کی مستحق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاکیزگی پسند کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ آیت نمبر ۱۰۸

آیت ھٰذا سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر ۱۰۷ میں مسجد ضرار کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد کیا ہے کہ منافقین نے ایک مسجد بنائی ہے دعوت حق اور اہل ایمان کو ضرر پہنچانے کے لیئے اور کفر کے لیئے اور اہل ایمان میں تفرقہ ڈالنے کے لیئے اور اس غرض سے کہ وہ گھات لگانے کی جگہ بنے اس کے لیئے (ابو عامر راہب و فاسق کے لیئے) جو اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ کر چکا ہے اب سے پہلے بھی اور اس مسجد (ضرار) کے بنانے والوں کے لیئے خود فرمایا کہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے لوگ ہیں۔ چنانچہ سرکار کو حکم ہوا کہ "لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ" آپ ﷺ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں (نہ اس میں جائیں اور نہ اس میں نماز پڑھیں) "لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾" البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے سب سے زیادہ مستحق اس بات کی ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں (نماز پڑھیں) اس مسجد والے لوگ پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاکیزگی (طہارت قلب و نظر و جسم) پسند کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے یا ان سے محبت رکھتا ہے۔

حکم نمبر ۴۵۲

اور کون ہے اللہ سے زیادہ اپنا وعدہ پورا کرنے والا جو اس نے تورات میں انجیل میں اور قرآن میں (مومنین سے) کیا ہے سو خوشیاں

مناؤ (اے ایمان والو) اپنے سودے پر جو تم نے اللہ سے کیا ہے کہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

سُورَةُ التَّوْبَةِ آیت نمبر ۱۱۱

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ نے مومنین سے جنت کے بدلے میں ان کی جانیں اور اموال خرید لیئے ہیں کہ یہ ایمان والے اللہ کے لیئے جہاد (جنگ، قتال کرتے ہیں کافروں کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی شہید ہوتے ہیں اس کے بدلے اللہ نے تورات میں انجیل میں اور قرآن حکیم میں ان سے (جنت کا) وعدہ کیا ہے اور آگے ارشاد فرمایا "وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ" اور اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا اللہ سے زیادہ کون ہو سکتا بس تم اس سودے پر جو تم نے اللہ سے کر لیا ہے خوشیاں مناؤ کہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ "وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾"

حکم نمبر ۴۵۳

اے ایمان لانے والے لوگو اللہ کے لیئے تقویٰ کرو (اللہ کے عذاب و سزا سے ڈر کے بداعمالی سے بچتے رہو) اور سچّے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔

سُورَةُ التَّوْبَةِ آیت نمبر ۱۱۹

ارشاد ہے کہ" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾" اے ایمان والو اللہ کے واسطہ تقویٰ کرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو اکثر مترجمین و مفسّرین نے تقویٰ کے معنی اللہ سے ڈرا کرو لکھے ہیں دراصل تقویٰ کے لیئے لفظ ڈرنا کافی نہیں ہے بلکہ اللہ کے عذاب اور سزا کے خوف سے ممنوعات شریعہ سے پرہیز اور گریز کرنا زیادہ بہتر ترجمہ ہے نیز یہ ہے کہ خوف کے سبب ہی نہیں بلکہ اس کے احکام کی پاسداری اور احترام بلکہ اللہ کی محبت میں اس کی رضا حاصل کرنے کے لیئے برائیوں اور گناہوں سے گریز و پرہیز حقیقی "تقویٰ" ہے اور اگر آدمی صاحب ایمان اور صادقین سے ہی اپنے معاملات رکھے اور ان کے ساتھ رہے تو یہ عمل آسان ہو جاتا ہے اسی لیئے تقویٰ کرنے کے حکم کے ساتھ ہی صادقین کے ساتھ رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

حکم نمبر ۴۵۴

لازم نہیں کہ سارے کے سارے اہل ایمان جہاد کے لیئے روانہ ہو جائیں۔ آبادی کے ہر حصہ سے کچھ لوگ ایسے بھی (مدینہ میں رسول ﷺ کے ساتھ) رہیں جو دین کو سیکھتے اور سمجھتے رہیں اور جب ان کے ساتھی جہاد سے واپس آئیں تو وہ ان کو دینی سوجھ بوجھ کی باتیں بتائیں اور ڈرائیں کہ وہ برائیوں سے بچتے رہیں۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ	آیت نمبر ۱۲۲

اس آیت پاک کی شانِ نزول یہ ہے کہ جب غزوۂ تبوک میں شریک جہاد نہ ہونے والے افراد کے لیئے سخت احکام نازل ہوئے تو تمام ہی اہل ایمان جہاد میں عدم شرکت سے خوفزدہ ہو گئے اور جب ایک موقع پر سرکار ﷺ نے جہاد کے لیئے ایک لشکر روانہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو سارے

کے سارے ہی مسلمان شرکت کے لیئے تیار ہو گئے اس وقت یہ آیت پاک نازل ہوئی "وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾" اور یہ لازم نہیں / کیا ضرور کہ تمام کے تمام مسلمان نکل پڑیں (جہاد کے لیئے) ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر قبیلہ سے کچھ لوگ دین کی سوجھ بوجھ سے اپنے لوگوں کو ڈرائیں۔ جب وہ واپس (جہاد سے) آئیں تا کہ وہ آئندہ بھی برائیوں اور گناہوں سے ڈر کے پرہیز کرتے رہیں۔۔۔ اس آیت پاک سے جو بنیادی اصول اخذ کیا جا سکتا ہے وہ یہ کہ "قتال" اسلام کا بنیادی مقصد نہیں بلکہ اس کا مقصد حقیقی تو اللہ کے احکام اور دین کے بنیادی تصورات کا ابلاغ، تفہیم تسلیم اور تعمیل ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر مخالفین کفار و مشرکین و منافقین اس راہ میں حائل اور مانع ہوں تو اگر ضروری ہو تو ان کو طاقت کے ذریعہ درمیان سے ہٹا دیا جائے اور اگر وہ جنگ پر مائل ہوں تو اللہ کے لیئے قتال بھی کیا جائے مگر یہ حکم ہر وقت اور ہر فرد کے لیئے نہیں بلکہ حسب ضرورت ہے۔ اسلام بنی نوع انسان کو قتل کرنے کے لیئے نہیں بلکہ ابدی حقیقتوں سے آگاہ کر کے راہ راست پر لانے اور پر امن معاشرے کے قیام اور افراد میں حق بینی پیدا کر کے لیئے ہے جس کی آگہی وحی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔

حکم نمبر ۴۵۵

اے ایمان والو کافروں میں جو تمہارے قریب (رشتہ یا پڑوس میں) ہیں ان سے جنگ کرو اور اس طرح کہ ان کو تمہاری مضبوطی کا احساس ہو جائے اور یاد رکھو کہ اللہ متّقین کے ساتھ ہے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ — آیت نمبر ۱۲۳

اس آیت پاک میں نہایت اختصار وبلاغت کے ساتھ اہل ایمان کو تین حکم دیئے گئے ہیں۔
پہلا حکم یہ ہے کہ جنگ میں قربت کو حائل نہ ہونے دینا جو لوگ تمہارے اقرباء میں کافر ہیں پہلے ان سے نبٹو اور جنگ کرو کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اہل ایمان کی راہ میں قرابتیں اور رشتے حائل ہو کر انہیں دین اور ایمان سے دور نہیں کر سکتے دوسرا حکم ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ ان کے ساتھ لڑائی میں نرمی بھی نہ کرو بلکہ ایسے لڑو کہ ان کو تمہارے عقیدے اور ایمان کی سختی کے ساتھ تمہاری تلواروں کی سختی کا بھی احساس ہو جائے۔ تیسرا حکم درپردہ یہ ہے کہ تم راہِ دین میں جہاد کرتے وقت اور ویسے بھی یہ یقین رکھو کہ اگر اللہ کے لیئے گناہوں اور برائیوں سے بچتے رہے اور اس کی ناراضگی سزا اور عذاب سے ڈرتے رہے تو وہ یقیناً تمہارا مددگار ہے۔ ارشاد ہے کہ "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ لْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۲۳﴾" اے ایمان والو جنگ کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب (رشتہ یا پڑوس میں) ہیں اور اس طرح کہ وہ تمہاری سختی کو محسوس کر لیں اور یاد رکھو سمجھ لو کہ اللہ تقویٰ کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حکم نمبر ۴۵۶

اور اگر یہ (منافقین) آپ ﷺ سے منہ پھیر لیں۔ اے رسول ﷺ تو کہدیجیۓ کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے جو عرش عظیم کا رب ہے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ — آیت نمبر ۱۲۹

یہ آیت پاک اس سورۂ مبارکہ کی آخری آیت ہے سورۂ ھٰذا میں اکثر ہدایات و احکام اور معلومات بالعموم منافقین سے ہی متعلق ہیں اور سورہ کی آخری آیت میں سرکار ﷺ سے فرمادیا ہے کہ اگر یہ منافق منہ موڑلیں تو آپ ﷺ صاف صاف ان سے کہدیں کہ تمہارے منہ موڑنے سے میرا کوئی نقصان نہیں ہے کہ مجھے میرا اللہ کافی ہے جس کے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت نہیں ہے اور میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے جو عرش عظیم کا رب ہے۔ ارشاد ہے کہ "فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾" اور اگر یہ منہ موڑلیں تو ان سے کہدیں کہ میرے لیئے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں۔ میرا بھروسہ اسی پر ہے جو رب ہے عرش عظیم کا۔

حکم نمبر ۴۵۷

وہ جس کی اجازت اور مرضی کے بغیر کسی کا کوئی سفارش گزار نہیں ہو سکتا وہ ہی اللہ تمہارا رب ہے سو تم اسی کی عبادت کیا کرو۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ	آیت نمبر ۳

یہ آیت پاک قرآن حکیم کی دسویں سورہ کی تیسری آیت ہے اس کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے (یعنی یہ کہ وہ ہی تمہاری پرورش کرتا ہے اور یہ بھی کہ پروردگار ہونے کے ساتھ وہی تمہارا خالق و مالک بھی ہے لفظ رب کا مفہوم ان تمام صفات کا آینہ دار ہے) وہ جس نے چھ دنوں میں تمام آسمان و زمین کو تخلیق کیا اور پھر عرش پر متمکن ہوا نیز یہ کہ کائنات کا سارا نظام اسی کے حکم سے چل رہا ہے اور سب کچھ اسی کے احکام کے تابع ہے اس وضاحت

کے بعد فرمایا" مَا مِنۡ شَفِيۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِهٖ ؕ ذٰ لِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ ؕ" کوئی شفیع نہیں ہو سکتا مگر اس کی اجازت کے بعد وہ ہی اللہ تمہارا رب ہے سو اسی کی عبادت کیا کرو (یعنی اس کے سوا کسی غیر کی عبادت نہ کرو)" اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ۞" کیا تم اب بھی نہیں سمجھو گے؟

حکم نمبر ۴۵۸

فرمادیجیے (اے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) یہ میرا اختیار نہیں کہ میں اس میں (قرآنی آیات میں) کوئی تبدیلی کروں اپنی طرف سے۔۔۔ جو مجھ پر وحی کیا جاتا ہے میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔ میں اپنے رب کی اگر نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

سُوۡرَةُ يُوۡنُس	آیت نمبر ۱۵

اس سورۂ مبارکہ میں نافرمان، مشرک اور کافر، یا نہ ماننے والے اور انکار کرنے والوں کا اشارہ بالعموم کفار و مشرکین مکّہ کی طرف ہے کہ یہ سورہ مکی ہے اور اس میں اکثر احکام اسلام کے ابتدائی عہد اور اس کے مسائل سے متعلق ہیں ایسا ہی حوالہ آیت ھٰذا کا ہے۔ کہ مکہ کے غیر مسلم بھی جو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو امین اور صادق جانتے تھے وہ قرآنی آیات سن کر اس میں ان آیات کو تبدیل کرنے کے لیئے کہتے تھے جن میں بت پرستی کو منع کیا گیا ہے ان کفار مکہ کے اس مطالبہ پر یہ آیت پاک نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ جب ان کو (کفار و مشرکین مکہ کو) ہماری آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جو بہت واضح ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع / یقین نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی قرآن لاؤ یا اس کو ہی بدل دو تو آپ فرمادیجیے" قُلۡ مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ اَنۡ اُبَدِّلَهٗ مِنۡ

تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾ ” کہ یہ میرا اختیار نہیں ہے کہ میں اُس میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی کروں جو وحی میری طرف بھیجی جاتی ہے میں تو بس اسی کی پیروی کرتا ہوں۔ میں ڈرتا ہوں ایک بڑے دن کے عذاب سے اگر میں اپنے رب کی نافرنی کروں (یعنی کسی حکم میں ردوبدل کروں تو) یہ آیت پاک خود اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ قرآنِ حکیم ”من وعن“ وہی اور ویسا ہی ہے جو سرکار ﷺ پر نازل کیا گیا فرق صرف ترتیب تنزیل وترتیب تلاوت کا ہے جو سرکار ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی مکمل ہو چکا تھا۔

حکم نمبر ۴۵۹

فرما دیجئے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں تم کو یہ پڑھ کر بھی نہ سناتا اور نہ ہم کو اس کی خبر ہوتی۔ آخر اب سے پہلے میں تم سب کے سامنے ایک عمر گذار چکا ہوں کیا تم پھر بھی عقل سے کام نہیں لیتے۔

سُوْرَةُ یُوْنُسَ	آیت نمبر ۱۶

سابقہ آیت کے تسلسل میں ہی سرکار ﷺ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ مکہ کے ان منکرین کو بتا دیجئے کہ میں تم کو جو یہ آیات الٰہی پڑھ کر سناتا ہوں وہ بھی اللہ کے حکم ہی سے ہے اگر اللہ نہ چاہتا تو تم ان آیات سے واقف بھی نہ ہوتے نہ جانے تم لوگوں کی عقلوں کو کیا ہو گیا ہے کہ تم سمجھتے ہی نہیں تم کو معلوم ہے کہ میں ایک مدّت (۴۰سال) اس سے پہلے تمہارے ساتھ رہا ہوں جب تک مجھ پر وحی نہیں آئی اور مجھے اس کے سنانے کا حکم نہیں دیا گیا میں نے تم سے کبھی کچھ

نہیں کہا (تم پہلے مجھے سچا اور امانت دار کہتے تھے تو اب میری بات کو سچ کیوں نہیں مانتے) ارشاد ہے کہ "قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝١٦ "فرمادیجیے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں تم کو نہ پڑھ کر سناتا اور نہ تم اس سے آگاہ ہوتے۔ میں نے اس سے پہلے تم میں ایک عمر گذاری ہے پھر تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا۔ مراد یہ کہ تم ۴۰ سال تک مجھ کو دیکھتے رہو اور تم مجھ کو امین و صادق کہتے رہے ہو تو اب تمہاری سمجھ اور سوجھ بوجھ کہاں چلی گئی کہ میری بتائی ہوئی بات کو مانتے نہیں ہو۔

حکم نمبر ۴۶۰

یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدے مگر یہ کہتے ہیں کہ یہ (ان کے تراشیدہ معبود) اللہ کے حضور ان کے سفارش گذار ہوں گے۔ آپ ﷺ ان سے کہیئے کیا تم اللہ کو وہ بتاتے ہو جو (حق نہیں) اسے معلوم نہیں جو نہ آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں۔۔۔ جو شرک یہ لوگ کرتے ہیں اللہ کی ذات اس سے پاک اور بلند تر ہے۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ	آیت نمبر ۱۸

یہ آیت پاک مشرکین مکہ کی بدعقیدگی اور گمراہی کی وضاحت کرتی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ یہ مشرکین اپنے بنائے اور گھڑے ہوئے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی نفع پہنچانے کی مگر یہ مشرک یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے تراشیدہ

معبود اللہ کے حضور ان کے لیئے سفارش گذار ہوں گے۔ یہ بات بے بنیاد اور بے اصل ہے اس کا وجود نہ کہیں آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں تو کیا یہ مشرک اللہ کے علم میں (معاذ اللہ) اضافہ کر رہے ہیں ؟یعنی وہ بتا رہے ہیں جو موجود اور حق نہیں ہے یہ شرک ہے اور اللہ کی ذات اس شرک سے پاک اور بلند تر ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ "اور عبادت کرتے ہیں سوا اللہ کے ان کی جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع اور وہ کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے حضور ہمارے سفارش گذار ہوں گے / پوچھیئے ان سے کیا تم اللہ کو وہ بات بتا رہے ہو جس کو وہ نہیں جانتا کہ وہ بات نہ آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں۔ اس کی ذات پاک اور بلند تر ہے اس شرک سے جو یہ کر رہے ہیں۔

حکم نمبر ۴۶۱

یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کے ساتھ کوئی نشانی (جو عام لوگوں کے لیئے صداقت نبوت ہوتی) کیوں نازل نہیں فرمائی (اے رسول ﷺ) آپ کہدیجیئے کہ بے شک غیب تو اللہ کے پاس ہے سو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظرین میں ہوں۔

سُوْرَۃُ یُوْنُسَ — آیت نمبر ۲۰

اس آیت پاک میں مشرکین و کفارِ مکہ کا یہ کہنا بتایا گیا ہے کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ سے پوچھتے تھے کہ اللہ نے آپ کے بیان کی تصدیق کے طور پر کوئی ایسی نشانی کیوں نہیں نازل کی جسے دیکھ کر ہر شخص کو آپ کے پیغام پر لازماً یقین آجاتا۔ کفار کے اس سوال کے جواب میں سرکار ﷺ کو یہ فرمادینے کا حکم ملا کہ آپ کہدیں کہ غیب کی باتیں تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ آگے کیا ہوتا ہے اسے دیکھنے کا تم بھی انتظار کرو اور میں بھی اسی کا منتظر ہوں ارشاد ہوا کہ "وَيَقُولُونَ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانتَظِرُوا ۚ إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ﴿٢٠﴾" وہ کہتے ہیں کہ کیوں نازل نہ کی گئی ان پر (رسول ﷺ پر) کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے فرمادیجئے کہ بے شک غیب (کا علم) تو اللہ کے ہی پاس ہے تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظرین میں ہوں۔

حکم نمبر ۴۶۲

اور جب ہم لوگوں کو سختی نقصان اور ضرر کے بعد اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ ہماری آیتوں کے ساتھ مکّاری کرنے لگتے ہیں۔ آپ فرمادیجئے کہ اللہ اپنی خفیہ تدبیر میں سب سے زیادہ تیز ہے بے شک ہمارے فرشتہ ان کے سب "مکر" تحریر کررہے ہیں۔

سُوْرَةُ يُوْنُس	آیت نمبر ۲۱

اس آیت پاک میں کفار و مشرکین کی اس روش کا ذکر ہے کہ جب ان پر کوئی مشکل یا مصیبت پڑتی ہے تو وہ بہت نیک بن جاتے ہیں اور جب اللہ ان سے پریشانی دور کرکے انہیں اپنی

رحمت کا مزا چکھا دیتا ہے یعنی ان کو نجات یا راحت دیکر تکلیف ختم کر دیتا ہے تو وہ بجائے شکر کے اس کی آیات کے ساتھ مکر، چال بازی اور حیلے کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ اے رسول ﷺ آپ ان کو بتا دیجیئے کہ اللہ ان حیلہ بازیوں مکر اور چال بازیوں (کی سزا دینے) میں سب سے زیادہ تیز ہے بے شک اس کے بھیجے ہوئے (فرشتے) وہ سب کچھ لکھ رہے ہیں جو مکر یہ لوگ کرتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ "وَ اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿٢١﴾"

حکم نمبر ۴۶۳

اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہاری اپنی ہی جانوں پر ہے اور تمہارے لیئے تو بس اسی دنیا کے تھوڑے سے مزے ہیں پھر تمہیں لوٹ کر ہمارے ہی پاس آنا ہے۔ وہاں تم کو بتا دیا جائے گا جو تم کرتے رہے ہو۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ — آیت نمبر ۲۳

اس آیت پاک سے پہلے حوالہ دیا گیا ہے کشتی کے ان سواروں کا جو پہلے تو موافق ہواؤں کے سبب خوشی خوشی پانی میں سفر کرتے ہیں مگر جب اچانک ہوا کا رخ بدلتا ہے اور وہ مصیبت میں پھنس جاتے ہیں تو ہمیں کو پکارتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ اس مصیبت سے بچ جائیں تو شکر ادا کرتے رہیں گے۔ پھر آیت ھٰذا کے شروع میں فرمایا کہ جب اللہ ان کو مصیبت سے نجات دیدیتا ہے تو پھر یہ زمین پر (یا اپنے ملک میں) سرکشی کرنے لگتے ہیں ناحق۔۔۔ آگے ارشاد ہے

کہ "یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُکُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۫ ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُکُمْ فَنُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ "اے لوگو تمہاری سرکشی کا وبال تمہارے ہی نفوس پر ہے، دنیا کی زندگی کا سامان راحت تو بہت تھوڑا ہے پھر تم کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے جہاں تم کو بتادیا جائے گا جو تم کرتے رہے ہو۔

حکم نمبر ۴۶۴

(اے رسول ﷺ) کہیئے / پوچھیئے کہ پھر تم تقویٰ، برائیوں سے پرہیز کیوں نہیں کرتے۔

سُوْرَۃُ یُوْنُسَ	آیت نمبر ۳۱

اوپر بیان کردہ حکم آیت ھٰذا کا آخری حصہ ہے ابتدائی بیان میں اللہ تعالیٰ نے سرکار ﷺ سے فرمایا ہے کہ آپ ان مشرکین و کفار سے پوچھیں کہ:۔

- آسمانوں اور زمین میں سے تم کو رزق کون دیتا ہے؟
- تمہارے کان اور ناک (سماعت و بصارت) کس کے قبضہ میں ہے؟
- موت سے زندگی اور زندگی سے موت کون نکالتا ہے؟ اور
- تمام امور کی تدبیر کون کرتا ہے؟

پھر خود ہی فرمایا کہ وہ فوراً کہدیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے اس کے بعد ارشاد ہوا کہ آپ ﷺ ان سے کہیں یا پوچھیں کہ پھر تم تقویٰ کیوں نہیں کرتے یعنی برائیوں سے گناہوں سے اور بداعمالیوں سے پرہیز کر کے ایمان کیوں نہیں لائے۔ "فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ "اگلی آیت

میں فرمایا کہ تمہارا حقیقی رب اللہ ہے اور اس حقیقت کے ظاہر ہونے کے بعد گمر ہی کے علاوہ کیا رہا۔ پھر تم کیوں پھیر دیے گئے ہو؟

حکم نمبر ۴۶۵

(اے رسول ﷺ ان مشرکوں سے) پوچھیئے کیا تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو تخلیق کی ابتداء کرے پھر اس کا اعادہ (دوھرائے)۔ کہدیجیئے کہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کی ابتدا بھی کرتا ہے اور اس کا اعادہ بھی۔ پھر تم الٹی راہ کیوں چلے جارہے ہو۔

سُوْرَةُ يُوْنُس	آیت نمبر ۳۴

اس آیت پاک میں ارشاد کیا گیا ہے کہ پہلی مرتبہ مخلوق کو یا انسان کو پیدا کرنا پھر (مرنے کے بعد) دوبارہ زندہ کرنا صرف اللہ کی ہی قدرت میں ہے مشرکین کے ٹھہرائے ہوئے شریک معبودوں میں سے کسی کی یہ طاقت نہیں ہے۔ رسول ﷺ سے کہا گیا ہے کہ آپ یہ بات مشرکین سے پوچھیں کہ ان کے خود تراشیدہ معبودوں میں سے تخلیق کرنا/مار کر پھر زندہ کرنا کیا کسی کے بس میں ہے ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہی ہے پھر ان سے کہیئے کہ تم کو (شیطان نے) حق سے باطل کی طرف موڑ دیا ہے یعنی تم الٹی راہ چلائے جا رہے ہو۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾" پوچھیئے ان مشرکوں سے اے رسول ﷺ۔۔۔ کیا تمہارے ٹھہرائے ہوئے

شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ابتدا کرے تخلیق کی پھر اس کا اعادہ بھی کرے۔ کہیئے یہ اللہ ہی ہے جو ابتدا بھی کرتا ہے تخلیق کی پھر اس کا اعادہ بھی کرتا ہے پھر کس الٹی راہ پر تم چلائے جا رہے ہو۔

حکم نمبر ۴٦٦

پوچھیۓ (ان مشرکوں سے اے رسول ﷺ) کیا تمہارے ٹھہراے ہوئے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو حق کی طرف رہنمائی کرے یا ہدایت دے۔ کہہ دیجیۓ کہ ہدایت تو اللہ ہی دیتا ہے۔

سُوْرَۃُ یُوْنُس	آیت نمبر ۳۵

آیت سابقہ میں مشرکین کے خود تراشیدہ شرکاء (معبودوں) کی بے بسی ان کی تخلیق اور باز تخلیق نہ کر سکنے کی عدم قدرت و صلاحیت کے حوالے سے بیان کی گئی تھی جبکہ آیت ھٰذا میں ان کی بے بسی کا بیان کسی کو ہدایت دینے اور رہنمائی کرنے کی صلاحیت کے فقدان سے ہے بلکہ یہ کہ دوسرے کی رہنمائی کرنا تو کجا وہ خود ہی اللہ کی ہدایت و رہنمائی کے محتاج ہیں ارشاد ہے کہ "قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝۳۵"
پوچھیۓ (اے رسول ان مشرکوں سے) کیا تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں کوئی حق کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے یا ہدایت دے سکتا ہے؟ فرما دیجیۓ۔ حق کی طرف ہدایت اللہ ہی دیتا ہے۔ پھر کیا پیروی کا مستحق وہ ہے جو حق کی طرف ہدایت و رہنمائی کرے یا وہ کہ جو خود بھی ہدایت نہ پا سکے جب تک اللہ اس کو ہدایت نہ دے۔ پھر کیا ہو گیا ہے اے مشرکو تم کو۔ تم کیسے حکم لگاتے ہو۔ کیسے فیصلے کرتے ہو؟

حکم نمبر ۴٦٧

(اے رسول ﷺ) کیا یہ منکر کہتے ہیں کہ یہ قرآن وضعٗ (گھڑا ہوا) ہے تو آپ ﷺ ان سے کہیئے کہ تم ایسی ایک ہی سورۃ گھڑ لاؤ اور جسے چاہو اللہ کے سوا مدد کرنے کے لیئے بلا لو اگر تم سچّے ہو۔

سُوۡرَةُ يُوۡنُسَ	آیت نمبر ۳۸

اس آیت پاک کا پس منظر یہ ہے کہ جب سرکار ﷺ نے مکہ کے کفار و مشرکین کو کلام الٰہی سے آگاہ کیا تو وہی لوگ جو سرکار ﷺ کو صادق اور امین کہتے تھے اب الزام تراشی کرنے لگے کہ یہ (قرآن) تو محمد ﷺ کا بنایا ہوا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ " اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ‌ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۳۸﴾ "کیا یہ (کافر) کہتے ہیں کہ وہ (قرآن) گھڑا ہوا ہے۔ کہیئے (ان سے اے رسول ﷺ) کہ تم ایسی ایک ہی سورۃ گھڑ لاؤ اور اپنی مدد کے لیئے جس کو اللہ کے سوا چاہو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ اللہ کی جانب سے اس چیلنج کے بعد کفار کو سوائے ندامت و ناکامی کے کچھ حاصل نہ ہو سکا اور ان کی فصاحت و بلاغت کے سب دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اللہ کا کلام سچا ہے۔

حکم نمبر ۴٦٨

اور اگر (یہ مشرکین و کفار اے رسول ﷺ) آپ کی تکذیب کریں تو بتا دیجیئے کہ میرا عمل میرے لیئے اور تمہارا عمل تمہارے لیئے ہے

اور تم اس سے بے تعلق ہو جو میں کر رہا ہوں اور میں تمہارے اعمال سے بری ہوں۔

سُوْرَۃُ یُوْنُس آیت نمبر ۴۱

اس آیت پاک میں سرکار ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ آپ منکرین کو بتا دیجئے کہ تمہارے اعمال کا بوجھ تمہارے اوپر ہے اور میرا عمل میرے لیئے ہے نہ تم کو میرے اعمال خیر کی جزاء ہے اور نہ مجھ کو تمہارے اعمال بد کا بدلہ ہے۔ تم میرے عمل سے بے تعلق اور میں تمہارے عمل سے بیزار اور بری الذمہ ہوں۔ یعنی ہر شخص اپنے عمل کا خود ہی ذمہ دار ہے۔ ارشاد ہے "وَ اِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِیْٓــٴُـوْنَ مِمَّاۤ اَعْمَلُ وَ اَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۴۱" اگر یہ آپ کی تکذیب کریں تو فرما دیجئے میرا عمل میرے لیئے اور تمہارے لیئے تمہارا عمل۔ تم اس سے بری جو میں کروں اور میں اس سے بری الذمہ جو عمل تم کرو۔

احکام نمبر ۴۶۹

فرما دیجئے (اے رسول ﷺ) کہ میں تو اپنی ذات کے لیئے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا سوا اس کے جو اللہ چاہے۔ ہر امت کے لیئے وقت (موت کا وقت) مقرر ہے جس میں ایک ساعت کی بھی کمی پیشی نہیں ہو گی۔

سُوْرَۃُ یُوْنُس آیت نمبر ۴۹۔۵۰

آیت ھٰذا سے قبل آیت نمبر ۴۸ میں کہا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تمہارا وعدہ (دھمکی) کب آئے گا اگر تم سچے ہو اس آیت میں چونکہ عذاب و قیامت کے وقت کے لیئے

استفسار کیا گیا ہے چنانچہ آیت ھٰذا میں "اَجَلٌ" کی اصطلاح بھی اسی وقت مقررہ کے لیئے استعمال ہوئی ہے جس میں ایک ساعت بھی آگے پیچھے نہیں ہو گی۔ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ارشاد ہوا کہ آپ کہدیجیئے کہ میں تو اپنی ذات کے لیئے بھی کسی ضرر و نفع کا اختیار نہیں رکھتا میرے لیئے وہی ہے جو اللہ چاہے اور ہر امت کے لیئے بھی وقت یا مدّت مقرر ہے (سزا و عذاب و مرگ و حیات کی) جس میں ایک ساعت کا بھی فرق نہیں ہو گا۔ یعنی یہ کہ اے مشرکوں تم کو جو خبر دی جار ہی ہے اس میں اور اس کے واقع ہونے کے وقت میں تبدیلی نہیں ہے ارشاد ہے کہ "قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾" کہدیجیئے کہ مجھے تو اپنے لیئے بھی کسی ضرر یا نفع کا اختیار نہیں میرے لیئے وہی ہے جو اللہ چاہے اور ہر قوم کے (سزا و عذاب) لیئے وقت مقرر ہے جب وہ آئے گا تو اس میں ایک ساعت کی تاخیر یا جلدی نہیں ہو گی۔ اگلی آیت نمبر ۵۰ میں ارشاد ہے "قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّا ذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾" ان سے کہیئے کہ دیکھو جس کی تم جلدی کر رہے ہو وہ دن میں یا رات میں تم میں سے مجرموں پر کسی بھی وقت آسکتا ہے غرض یہ کہ منکرین و مجرمین کے لیئے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سزا و عذاب اور اس کا وقت پیشگی مقرر ہے جس میں ساعت بھر بھی تبدیلی نہیں ہو گی۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو منکرین سے یہ فرمانے کا حکم دیا گیا ہے۔

حکم نمبر ۴۷۰

اور وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دریافت کرتے ہیں کیا وہ (سزا و عذاب و قیامت کا وعدہ) سچا ہے؟ آپ فرما دیجیئے کہ ہاں میرے رب کی قسم وہ (وعدہ) سچا ہے۔ اور تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

سُوْرَۃُ یُوْنُس — آیت نمبر ۵۳

اس آیت پاک میں کفار و مشرکین و منکرین کے یہ دریافت کرنے کے جواب میں کیا واقعی قیامت سزا و عذاب اور حیات بعد الموت کا وعدہ سچا ہے۔ رسول پاک ﷺ سے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اپنے رب کی قسم کھا کر ہاں کہدیں اور اس کے ساتھ ہی آگے بیان ہوا کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے مراد یہ کہ تمہارے یقین نہ کرنے سے نہ قیامت ٹلے گی اور نہ سزا و عذاب اور نہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارا ریزہ ریزہ ہو جانا۔ اللہ کو تمہارے دوبارہ زندہ کرنے سے عاجز نہ کر سکے گا۔ ارشاد ہے کہ "وَ یَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؔ قُلْ اِیْ وَ رَبِّیْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۚؔ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۠﴿۵۳﴾ "وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں "کیا وہ حق ہے؟" آپ فرمادیں "ہاں "میرے رب کی قسم وہ (وعدہ) سچا ہے اور تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکو گے۔ اس کے کرنے سے اللہ کو عاجز نہیں پاؤ گے۔

حکم نمبر ۱۷۴

اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے بے شک تمہارے پاس نصیحت (قرآن پاک) آگئی ہے جو اس کے لیئے شفا ہے جو مرض تمہارے دلوں میں ہے اور ایمان والوں کے لیئے رحمت اور ہدایت ہے۔

سُوْرَۃُ یُوْنُس — آیت نمبر ۵۷

اس آیت پاک میں کوئی واضح اور کھلا حکم تو نہیں دیا گیا ہے مگر قرآنِ حکیم کو نصیحت اور دلوں میں چھپے ہوئے امراض یعنی شرک وکفر وشکوک وشبہات اور وسوسوں کے لیئے شفا کہا گیا ہے نیز اہل ایمان کے لیئے ہدایت ورحمت کہا ہے۔ یہ بیان حقیقت دراصل حق کی تلاش کرنے والوں کے لیئے ایک ترغیب ہے جس سے یہ حکم اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اے لوگو! تم قرآن حکیم کو اپنے لیئے عمدہ نصیحت اور وسواس وشکوک قلب کے لیئے شفاء نیز اہل ایمان کے لیئے ہدایت ورحمت سمجھو ارشاد ہے" يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۞" اے لوگو! آگئی تمہاری طرف تمہارے رب سے نصیحت اور اس کے لیئے شفاء جو تمہارے سینوں میں ہے اور رحمت وہدایت ایمان والوں کے لیئے۔

حکم نمبر ۴۷۲

فرمادیجیئے (اے رسول ﷺ) خوش ہونا چاہیئے اللہ کے فضل ورحمت پر جو اس سے بہتر ہے جو وہ (اہل دنیا) جمع کر رہے ہیں۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ	آیت نمبر ۵۸

اس آیت پاک میں انتہائی اختصار سے ایک بہت بڑی حقیقت بیان کی گئی ہے وہ یہ کہ حُب زروحُب دنیا میں مبتلا ہونے والوں کو اس حقیقت سے آگاہ ہو کر ہر وقت ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ اموال دنیا اور راحت دینا نہایت ہی عارضی حقیقتیں ہیں جن کو فنا ہونا ہے مگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت دنیا میں رہ کر جمع کیئے جانے والے مال و دولت کے مقابلے میں بہت عمدہ اور بہتر ہے اور صاحبانِ

بصیرت و صاحبان ایمان کو اموال و زر دنیا کے مقابلے میں اللہ کی رحمت اور اس کا فضل حاصل ہونے پر خوش ہونا چاہیئے جس طرح کم فہم اور ناسمجھ نابالغ بچے کھیل کھلونے اور تماشے کو ہی حقیقت سمجھ کر خوش ہوتے ہیں ایسے ہی کم عقل و نافہم لوگ دنیا کی عارضی راحت واموال و زر سے خوشی حاصل کرتے ہیں جبکہ تقاضائے بلوغ ذہن و عقل یہ ہے کہ کھیل تماشہ کے بجائے حقائق سے آگہی اور معرفت کو افضل جان کر اس پر خوش ہونا چاہیئے جیسے بچوں اور بالغوں یانادانوں اور سمجھداروں کے نقطۂ نظر میں فرق ہوتا ہے اسی طرح اہل ایمان گمراہوں کے مقابلے میں بالغ نظر ہیں اور ان کو دنیا کی بے ثباتی کا ادراک کرکے دائمی راحتوں پر خوش ہونا چاہیئے جو اللہ کے فضل و رحمت سے ہی ممکن ہے اور جس کے لیئے تقاضۂ ایمان پورا کرنا یعنی تعمیل احکام اور تقویٰ لازم ہے۔ارشاد ہے کہ "**قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾**" کہدیجیئے/بتادیجیئے (اے رسول ﷺ) کہ اللہ کے فضل و رحمت سے خوش ہونا چاہیئے جو اس سے بہتر ہے جو یہ (لوگ دنیا میں) جمع کر رہے ہیں۔

حکم نمبر ۳۷۴

پوچھیئے آپ ﷺ (اے رسول ﷺ ان مشرکین سے) کہ اللہ نے تم کو جو رزق عطا کیا اس میں سے تم نے کچھ کو حرام اور کچھ کو حلال کرلیا ہے۔ کیا اللہ نے تم کو اس کا حکم دیا تھا یا تم اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہو۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ　　آیت نمبر ۵۹

اس آیت پاک میں مشرکین کے اس رویہّ کی رد اور مذمت کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنے اوہام کی بنیاد پر بعض حلال چیزوں کو حرام اور بعض حرام کو حلال قرار دے لیا تھا۔ آیت ھٰذا میں واضح کیا گیا ہے کہ یہ مشرکین کے خود گھڑے ہوئے عقائد ہیں جن کے لیئے وہ کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے کہ یہ حلال و حرام اللہ کے قرار دیئے ہوئے ہیں وہ لوگ ایسے دعوے کر کے اللہ پاک پر بہتان باندھتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾" کہیئے کیا کبھی تم نے سوچا کہ اللہ نے تم کو جو رزق دیا اس میں سے تم نے خود حرام و حلال قرار دے لیا۔ پوچھیئے کیا اللہ نے تم کو اس کا حکم دیا تھا یا تم اللہ پر بہتان باندھتے ہو۔

حکم نمبر ۴۷۴

فرمادیجیئے (اے رسول ﷺ) وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں (افترا کرتے ہیں) وہ کبھی فلاح نہیں پاسکیں گے۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ　　آیت نمبر ۶۹

اس آیت پاک میں نہایت اختصار کے ساتھ ایک واضح حقیقت بیان کر دینے کا حکم سرکار ﷺ کو دیا گیا ہے اور فیصلہ کن بات بتادی گئی ہے کہ وہ لوگ جو دنیاوی مفادات یا اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کے لیئے اللہ پاک پر جھوٹ گھڑتے ہیں اور اس سے وہ باتیں وابستہ

کرتے ہیں جو حق نہیں ہیں تو ایسے افترا پردازوں کے لیئے واضح کر دیا گیا کہ وہ کبھی بھی اپنے مقاصد فاسدہ میں کامیابی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾" فرمادیجیئے (اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں کبھی فلاح نہیں پاسکیں گے۔

حکم نمبر ۴۷۵

اور اگر تو شک میں ہے (اے سننے والے) اس کے لیئے جو ہم نے نازل کیا ہے تیری طرف تو پوچھ لے ان لوگوں سے جنہوں نے پڑھی ہے کتاب تجھ سے پہلے والی۔ یقیناً تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا ہے لہٰذا تو شک کرنے والوں میں نہ ہونا اور ہر گز نہ ہونا ان میں سے جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا ہے ورنہ تو گھاٹا اٹھانے والوں میں ہو جائے گا۔

سُوْرَةُ يُوْنُس	آیت نمبر ۹۴

تحریر بالا سورۂ یونس کی آیت نمبر ۹۴ اور ۹۵ کا لفظی ترجمہ ہے ان دونوں آیات میں مخاطب واحد حاضر مذکر ہے بالعموم قرآنِ حکیم میں یہ طرز تخاطب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیئے ہی رہا ہے مگر دونوں آیات کا متن دیکھ کر بعض مترجمین و مفسرّین نے لکھا ہے کہ مخاطبت قرآن پاک کے سننے والے سے ہے اس لیئے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تو یہ امکان ہی نہیں ہے کہ آپ

آیاتِ الٰہی کو جھٹلا کر گھاٹا اٹھانے والوں میں ہو جائیں اور نہ ہی یہ کہ آپ قرآن پاک پر شک فرمائیں اور اس کی تصدیق کے لیئے اہل کتاب کے علماء سے پوچھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "نہ میں شک کرتا ہوں اور نہ مجھے پوچھنے کی ضرورت ہے" سرکار ﷺ کی اس حدیث کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ نے کسی بھی طرح کے شک کی نفی فرمادی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے شک کے امکان کو وابستہ کرکے آیت کیوں نازل کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرز مخاطبت میں یہ کمالِ بلاغت موجود ہے کہ اللہ اپنے حبیب پاک ﷺ سے مخاطب ہو کر نصیحت آپ کی امت کو کر رہا ہے۔ سرکار ﷺ کے اس عاجز غلام (راقم) نے ایک حمد کے شعر میں ایسے ہی اپنے طرز تخاطب کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا ہے کہ

نہیں سمجھے گی یہ دنیا مرے طرزِ تخاطب کو
کہ ان کا نام لیکر بھی تجھے اکثر پکارا ہے

ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جن لوگوں کو اپنی نظر فیض اثر سے حق الیقین عطا فرمایا تھا کبھی ان کے ذہن میں بھی شیطان شک پیدا کرنے کی کوشش کرے تو ان کو درپردہ یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اگر ایسا ہو تو وہ اپنے ہی ان ساتھیوں سے جنہوں نے کتب ماسبق کا مطالعہ کیا ہے قرآن پاک کی حقانیت اور سرکار ﷺ کی امانت و صداقت کے تذکرے کی تصدیق کر لیں۔ بعض مفسّرین کے مطابق تصدیق کرنے کا یہ اشارہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے جو ایمان لانے سے پہلے اہل کتاب کے جیّد عالم تصور کیئے جاتے تھے اور جو کتب ماسبق میں بیان کردہ سرکار ﷺ کی صفات عالیہ آپ ﷺ میں دیکھ کر ہی مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ متذکرہ آیات یہ ہیں "فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْـٴَلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۹۴﴾ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾" اور اگر تو شک میں ہے (اے سننے والے) اس کی طرف سے جو ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے تو پوچھ لے ان سے جنہوں نے تجھ سے پہلے والی کتاب پڑھی ہے یقیناً تیرے رب کی طرف سے تیرے اوپر حق آیا ہے۔ لہٰذا تو شک کرنے والوں میں نہ ہونا اور ہر گز نہ ہونا ان لوگوں میں جو اللہ کی آیات کو جھٹلا کر خسارے میں رہے ہیں۔

خصوصی نوٹ

اس طرزِ تخاطب کا ایک رمز جو راقم سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ بات سرکار ﷺ کے بجائے اہل ایمان سے مخاطب ہو کر کہی جاتی تو ہر وہ مسلمان جس کے قلب و ذہن میں قرآن پاک سے متعلق شیطان کبھی کوئی شک پیدا کرتا تو اس شخص پر لازم ہو جاتا کہ وہ "ازروے حکم" اہل کتاب کے علماء کے پاس جاکر قرآنِ کریم کی حقانیت کی تصدیق کروائے۔ چنانچہ یہ بات سرکار ﷺ کے امتیوں سے مخاطب ہو کر کہنے کے بجائے سرکار ﷺ سے مخاطب ہو کر کہدی گئی اور سرکار ﷺ نے صاف الفاظ میں فرمادیا کہ "نہ میں شک کرتا ہوں اور نہ مجھے پوچھنے کی ضرورت ہے" اس طرح لوگوں کو پیغام بھی پہنچ گیا اور شک کرنے والے پر کتاب سابقہ سے تصدیق حاصل کرنا بھی لازم نہیں ہوا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حکم نمبر۴۷۶

کہیئے (ان سے اے رسول ﷺ) ذرا نظر ڈال کے دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیا کیا (اللہ کی نشانیاں) ہیں لیکن وہ لوگ جو

ایمان نہیں رکھتے ان کو ان نشانیوں اور تنبیہات سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ آیت نمبر ۱۰۱

اس آیت پاک کے مطالعہ سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ ایمان وہدایت دلیل و ثبوت و شہادتوں سے نہیں بلکہ توفیق الٰہی سے حاصل ہے صداقت کے سوتے خارج سے نہیں داخلیت سے پھوٹتے ہیں۔

ان چراغوں سے کہیں رات بسر ہوتی ہے
دل سے جب اٹھتے ہیں شعلے تو سحر ہوتی ہے

ارشاد ہے کہ "قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠١ "کہیے کہ نظر ڈالو اس پر جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور فائدہ نہیں پہنچائیں گی نشانیاں اور ڈراوے (عبرتیں) ان کو جو ایمان نہیں رکھتے۔

حکم نمبر ۷۷۴

اور کیا یہ لوگ ویسے ہی دنوں (سزا و عذاب کے) کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے والوں پر گذر چکے ہیں۔ فرمادیجئے اے

رسول ﷺ تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظرین میں ہوں۔

سُورَةُ يُونُسَ آیت نمبر ۱۰۲

یہ آیتِ پاک کفار و مشرکین کی ہٹ دھرمی کے رویّے سے متعلق ہے اور اس میں درپردہ یہ حقیقت بیان فرمائی گئی ہے کہ کفار و مشرکین پر حق سننے کے بعد بھی کوئی اثر نہیں ہوگا یہ بھی گزشتہ اقوام کے لیئے احوال میں ہیں کہ جنہوں نے حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اس کے نتیجہ میں ان کو بُرے دن دیکھنے پڑے کہ ان کو سزا دی گئی اور ان پر اللہ کے عذاب نازل ہوئے رسول ﷺ پاک کو حکم دیا گیا ہے کہ ان سے آپ فرمادیں کہ اچھا اب تم بھی فیصلے (عذاب و سزا) کا انتظار کرو میں بھی تمہاری طرح انتظار کرنے والوں میں ہوں ارشاد ہے کہ "فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾" کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں ویسے ہی دنوں کا جو ان سے پہلے والوں پر گذر چکے ہیں ان سے کہدیجئے (اے رسول ﷺ) تم انتظار کرو میں بھی تمہاری طرح منتظرین میں ہوں۔

حکم نمبر ۴۷۸

فرمادیجئے (اے رسول ﷺ ان کفار و مشرکین سے) اے لوگو اگر تم میرے دین کے لیئے شک میں ہو (تو سمجھ لو) میں ان کی

عبادت نہیں کروں گا تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو۔ میں تو اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جس کے ہاتھ میں تمہارا مرنا ہے اور مجھ کو تو حکم ہے کہ میں ایمان والوں میں رہوں۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ — آیت نمبر ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶

آیت نمبر ۱۰۲ میں ایمان نہ لانے والوں کی ہٹ دھرمی کو واضح کرنے اور منتظرِ عذاب رہنے کا ذکر کرنے کے بعد اگلی آیت میں اپنے رسولوں اور اہل ایمان کو عذاب سے بچانے کے بیان کے بعد آیت (۱۰۴) میں دوٹوک فیصلہ کر دیا گیا اور سرکار ﷺ کو یہ فرمادینے کا حکم ہوا کہ اے منکرین تم اگر میرے بتائے ہوئے دین میں شک کرتے ہو تو تم جانو۔ میں تو تمہارے ان معبودوں کی عبادت نہیں کروں گا جن کی عبادت تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر کرتے ہو۔ میں تو اسی اللہ کی عبادت کرتا ہوں جس کے قبضہ میں تمہاری (زندگی اور) موت ہے اور مجھ کو اللہ کا حکم یہ ہی ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں رہوں اسی حکم کے تسلسل میں آیت نمبر (۱۰۵) ایک سو پانچ میں ارشاد ہوا کہ "وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۰۵" اور یہ کہ آپ ﷺ دین حنیف پر قائم رہیں اور شرک کرنے والوں میں نہ ہوں ساتھ ہی اگلی آیت میں حکم جاری رکھتے ہوئے فرمایا گیا کہ "وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۶" اور یہ کہ آپ نہ پکاریں ان کو اللہ کے سوا جو نہ نفع پہنچا سکیں آپ کو اور نہ نقصان اور اگر آپ ایسا کریں گے تو یہ (اپنے ہی اوپر) ظلم ہو گا۔

مختصر یہ کہ آیات بالا میں مشرکین کو چھوڑ کر اہل ایمان کے ساتھ رہنے اور دینِ اسلام پر استقامت کے ساتھ قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے یہ احکام سرکار ﷺ کو مخاطب کر کے فرمائے گئے ہیں مگر تمام اہل ایمان پر لازم آتے ہیں۔ سرکار ﷺ کو دیئے گئے تمام ہی احکام سوائے ان کے جو مستثنیات رسالتِ ہیں بالعموم تمام ہی اہل ایمان پر نافذ ہیں۔

حکم نمبر ۴۷۹

فرمادیجیئے (اے رسول ﷺ) کہ لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق (قرآن) آچکا ہے اب جو راہِ ہدایت پر چلے گا اس کا فائدہ اسی کو ہے اور جو گمراہی کی طرف جائے تو گمراہی اسی کے لیئے ہے۔ نیز یہ کہ میں تمہارا وکیل نہیں ہوں۔

سُوْرَةُ يُوْنُس	آیت نمبر ۱۰۸

اس آیت پاک میں سرکار ﷺ کو یہ فرمادینے کا حکم ہوا کہ اے لوگو میں تمہارا اور تمہارے اعمال کا ذمہ دار اور وکیل نہیں ہوں (میرا کام تو تم تک اللہ کے احکام پہنچانا ہے) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے "حق" آچکا ہے اب جو اس سے ہدایت پاکر سیدھے راستے پر چلے گا اس کی جزا اور ثواب اسی کے لیئے ہے اور جو گمرہی اختیار کرے گا تو اس کا وبال اور سزا و عذاب اسی کی گردن پر ہے۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَ مَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾" فرمادیجیئے / ان کو بتادیجیئے کہ اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے "حق" آچکا ہے تمہارے پاس۔ پس اب جو ہدایت حاصل کرے گا تو ہدایت (کا فائدہ) اسی کے لیئے ہے اور جو گمرہی کی طرف جائے گا تو وہ (گمراہی) اسی کے لیئے ہے اور میں تم پر وکیل نہیں ہوں۔

مقصد بیان یہ کہ سرکار ﷺ نے تو اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچا کر فریضۂ رسالت انجام دیدیا اب ان احکام کو تسلیم کر کے اور ان پر عمل کر کے فلاح پانا یا ان سے منہ موڑ کر گمرہی میں مبتلا ہو کر مستحق عذاب و سزا ہونا یہ لوگوں کا اپنا اختیار ہے اور احکام پر عمل کروانے کی ذمہ داری سرکار ﷺ پر نہیں بلکہ خود افراد کے اوپر ہے اور ہر شخص کے لیئے ویسا ہی بدلہ ہے جو وہ کر رہا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

حکم نمبر ۴۸۰

اور آپ (اے رسول ﷺ) اس کی اتباع کیجیئے جو آپ پر وحی کیا جائے اور صبر فرمایئے (کفار و مشرکین کی باتوں پر) یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمادے۔ اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

سُوْرَۃُ یُوْنُسَ	آیت نمبر ۱۰۹

یہ آیت پاک سورۂ یونس کی آخری آیت ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کی اکثر آیات میں کفار و مشرکین مکہ کے رویّہ اور ان کے ساتھ برتاؤ کے احکام و مسائل مذکور ہیں اور اس کی آخری آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے کارِ رسالت کو استقامت کے ساتھ انجام دینے کے لیئے سرکار ﷺ کی ہمت افزائی کر کے تسلی بھی فرمائی ہے اور ارشاد کیا ہے کہ اے ہمارے محبوب آپ کفار و مشرکین کی باتوں سے اور ان کے روّیہ سے دلبر داشتہ اور مغموم نہ ہوں بلکہ آپ پر جو وحی کیا جائے اس کی پیروی کرتے رہیں اور منتظر رہیں اس فیصلے کے جو اللہ فرمائے گا اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ کا فیصلہ

بہترین ہوتا ہے کہ وہ ہے ہی بہترین فیصلہ کرنے والا۔۔۔۔ ارشاد ہے کہ "وَاتَّبِعۡ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡکَ وَاصۡبِرۡ حَتّٰی یَحۡکُمَ اللّٰہُ ۚۖ وَہُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ ﴿۱۰۹﴾" آپ پیروی فرمایئے اس کی جو آپ پر وحی کیا جائے اور اس وقت تک صبر سے کام لیجیئے کہ اللہ کا حکم صادر ہو جائے اور وہ (اللہ) تو تمام فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر یعنی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

حکم نمبر ۴۸۱

اللہ کے سوا (اے لوگو) کسی کی عبادت نہ کرو میں اس کی طرف سے تم کو ڈرانے اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔

سُوۡرَۃُ ھُوۡد آیت نمبر ۲

اس سورۂ مبارکہ کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ کی طرف سے جو سب کچھ جاننے والا اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے قرآنِ حکیم کی تمام آیات محکم کر دی گئی ہیں اور ہر آیت واضح اور مفصّل ہے۔ اس وضاحت کے بعد سرکار ﷺ کی طرف سے ارشاد کروایا ہے کہ "اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو" اور اس حکم کے ساتھ ہی سرکار ﷺ کی طرف سے وضاحت کروا دی ہے کہ میں اللہ کی طرف سے تم کو عذاب و سزا سے ڈرانے اور نیک کاموں کے نیک بدلے کی خوشخبری سنانے والا ہوں ارشاد ہے کہ "اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰہَ ؕ" اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو (یعنی صرف اللہ کی ہی عبادت کیا کرو) "اِنَّنِیۡ لَکُمۡ مِّنۡہُ نَذِیۡرٌ وَّ بَشِیۡرٌ ۙ﴿۲﴾" بے شک میں تمہارے لیئے اس کی طرف سے ڈرانے اور بشارت دینے والا ہوں۔

حکم نمبر ۴۸۲

اور یہ کہ مغفرت چاہو اپنے رب سے اور لوٹ آؤ اس کی طرف وہ تم کو زندگی بھر اپنے فضل سے نوازے گا اور اگر تم اس کی طرف سے منہ پھیروگے تو مجھ کو تمہاری طرف ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔

سُوْرَةُ هُوْد	آیت نمبر ۳

یہ آیت پاک ایک مکمل آیت ہے مگر آیت سابقہ کے معنوی تسلسل میں ہے اسی لیئے اس کا آغاز مشدد "واؤ" (وَّ) سے کیا گیا ہے سابقہ آیت میں "صرف اللہ کی "عبادت کرنے کی دعوت یا حکم تھا اور آیت ھٰذا میں اپنے بُرے اعمال سے تائب ہو کر مغفرت طلب کرنے کو کہا گیا ہے اور ساتھ ہی سرکار ﷺ کی زبانِ مبارک سے کہلوا دیا گیا ہے کہ اگر تم اللہ کی طرف سے منہ پھیروگے یعنی مغفرت طلب کر کے اس کی طرف آنے سے انکار کروگے تو تم کو ایک ایسے ہولناک دن کا عذاب اٹھانا پڑے گا جس کی طرف سے تمہارے لیئے مجھے خوف ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَّ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳" اور یہ کہ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو اور اس کی طرف لوٹ آؤ تو وہ تم کو مقرر کردہ وقت (موت) تک نفع بخش سامان بہم پہنچائے گا اور جو زیادہ اچھے کام کرے گا اس پر فضل زیادہ ہو گا۔ اور اگر تم نے اس کی طرف سے منہ موڑ لیا تو مجھ کو تمہارے لیئے ایک بڑے دن کے (یوم حشر) عذاب کا خوف ہے۔

اس آیت پاک میں دعوت اسلام قبول کرنے اور نہ کرنے کی دونوں صورتوں کے انجام سے آگاہ کر دیا گیا ہے وہ یہ کہ ایمان لانے والوں کے لیئے آخرت میں جو نیک بدلہ ہے اس کے ساتھ ہی دنیا میں بھی ان پر فضل ہو گا اور جو اس دعوت کو قبول نہیں کریں گے ان کے لیئے آخرت میں خوفزدہ کر دینے والے سخت عذاب کی پیشین گوئی ہے۔

حکم نمبر ۴۸۳

یاد رکھو جس دن عذاب نازل ہو گا تو وہ ہر گز ٹلے گا نہیں اور وہ ان کو (کافروں اور مشرکوں کو) گھیرے گا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

سُوْرَۃُ هُوْد	آیت نمبر ۸

اس آیت پاک میں نہ تو کوئی واضح حکم ہے اور نہ کوئی مضبوط ترغیب ہے۔ آیت ھٰذا کے شروع میں فرمایا ہے کہ ہم اگر ایک مقررہ مدّت کے لیئے ان سے عذاب کو مؤخر کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ عذاب کو کس چیز نے روکے رکھا ہے اس کے بعد عذاب کے آنے سے متعلق جو خبر دی گئی ہے وہ "اَلَا" سے شروع ہوتی ہے اور یہ حرف تنبیہ ہے جس کے معنٰی یہ ہیں کہ خبر دار ہو جاؤ یا سمجھ لو یعنی آگے آنے والا مضمون حکم تو نہیں مگر اس میں ایک تنبیہ یا درپردہ حکم استھزانہ کرنے کا ہے ارشاد ہے کہ "اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۸" خبر دار ہو جاؤ کہ جس کا تم مذاق اڑاتے ہو جب وہ (عذاب) آئے گا تو تم کو گھیرے گا اور تم سے ہر گز ٹلے گا نہیں۔ اس آیت پاک میں وعدۂ عذاب کا مذاق اڑانے والوں اور تمام ہی سننے والوں کو وعدہ پر یقین کرنے اور رکھنے کا درپردہ حکم ہے۔

حکم نمبر ۴۸۴

ان لوگوں کے بر خلاف (اِلَّا) جو لوگ صبر کرتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ان کے لیئے مغفرت ہے اور بڑا نیک بدلا ہے۔

سُوْرَةُ هُوْدٍ	آیت نمبر ۱۱

آیت ھٰذا سے پہلے ذکر ہے ان لوگوں کا جو نعمت کا مزا چکھو اکر اس کے واپس ہو جانے پر ناشکر اپن کرتے ہیں اور فرمایا کہ اگر ہم ان کی تکلیف کے بعد انہیں اپنی نعمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ اکڑنے لگتے ہیں ان کے بر خلاف صبر کرنے اور نیک عمل کرنے والوں کے لیئے اس آیت پاک میں جو بڑے اچھے بدلے کا اعلان ہے وہ دراصل ایک ترغیب یا ترغیبی حکم ہے صبر اور اعمال صالحہ کے لیئے ارشاد ہے کہ "اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۱" ان لوگوں کے بر خلاف (جن کا ذکر کیا گیا) جو لوگ صبر کرتے ہیں اور اعمالِ صالحہ انجام دیتے ہیں ان کے لیئے مغفرت اور بڑا نیک بدلہ ہے۔

احکام نمبر ۴۸۵

کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے اس (قرآن پاک) کا افترا کیا ہے / خود بنالیا ہے تو ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو ایسی

(صرف) دس سورتیں ہی بنالاؤ اور اللہ کے سوا جسے چاہو مدد کے لیئے بلالو۔

سُوْرَۃُ ھُوْد آیت نمبر ۱۳

اس آیت پاک میں کفار و مشرکین کے اس کہنے پر کہ قرآن پاک رسول ﷺ کا بنایا ہوا ہے ان سے کہا گیا ہے کہ اگر تم خود کو اور اپنے بیان کو سچ سمجھتے ہو تو تم ایسی صرف دس سورتیں ہی بنا کر لے آؤ اور جس کو چاہو اللہ کے سوا مدد کے لیئے بلالو مقصدِ بیان یہ ہے کہ اللہ کے کلام جیسا کلام وضع کرنا انسان کے بس کی بات ہی نہیں اس لیئے رسول پاک ﷺ پر جو قرآنِ پاک کے افترا کا الزام لگایا جاتا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ ارشاد باری ہے کہ "اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۳" کیا یہ لوگ کہتے ہیں کیا (وہ لوگ کہتے ہیں کہ (قرآن) رسول ﷺ نے بنالیا ہے تو ان سے کہیئے کہ اگر تم سچے ہو تو ایسی ہی (صرف) دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور مدد کے لیئے جسے چاہو اللہ کے علاوہ اسے بلالو۔

حکم نمبر ۴۸۶

اور اگر وہ (کفار) تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان رکھو کہ (قرآن) اللہ کے علم سے نازل ہوا ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ کیا اب تم تسلیم کرتے ہو؟

سُوْرَةُ هُوْد آیت نمبر ۱۴

سابقہ آیت میں منکرین کو اور قرآن کو افتراء قرار دینے والوں کو ایسی ہی صرف دس سورتیں بنا کر لانے کا چیلنج دیا گیا تھا آیت ھٰذا میں کہا گیا ہے کہ اے ایمان والو اگر منکرین تمہاری کہی ہوئی بات پوری نہ کر سکیں تو پھر سمجھ لو کہ یہ قرآن اللہ کے علم سے ہی نازل کیا ہوا اسی کا کلام ہے اور اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت یعنی معبود نہیں ہے۔ کیا اس کے بعد بھی حق کو تسلیم نہیں کرو گے پوچھ انکار کرنے والوں سے۔ ارشاد ہے کہ "فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۴" اگر یہ تمہاری بات پوری نہ کر سکیں تو سمجھ لو کہ بے شک (قرآن) اللہ کے علم سے ہی نازل ہوا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو کیا اب بھی تم تسلیم نہ کرو گے (اسلام قبول نہ کرو گے؟ اے منکرو۔)

حکم نمبر ۴۸۷

اے (سننے والے) قرآن کی طرف سے شک میں نہ پڑنا بے شک وہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے لیکن بہت سے لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے۔

سُوْرَةُ هُوْد آیت نمبر ۱۷

اس آیت پاک کے ابتدائی حصہ میں بیانِ حقیقت اس طرح ہے کہ دینِ حق سے انکار کرنے والا ایسے شخص کے برابر کب ہو سکتا ہے جو راہ حق پر اور اللہ کی طرف سے روشن دلیل و ہدایت پر قائم ہو (صاحب ایمان ہو) اور اس کی صداقت کا گواہ قرآن پاک ہو اور اس سے پہلے والوں کے لیئے رہنما اور رحمت موسیٰؑ کی کتاب تورات رہی ہو ایسے ہی لوگ تو قرآن پر ایمان لائے ہیں اور وہ جو انکار کرتے ہیں ان کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے۔ بس اے سننے والے تو اس کے (قرآن پاک کے) لیئے کسی شک میں نہ پڑنا یقیناً وہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے مگر بہت سے لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے "فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾" بس تو اس کی (قرآن کی) طرف سے کسی شک اور تردد میں نہ پڑنا۔ بے شک وہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے مگر بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

حکم نمبر ۴۸۸

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اپنے رب کے آگے عاجزی سے جھکتے رہے وہی جنّتی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

سُوْرَةُ هُوْد آیت نمبر ۲۳

اس آیت پاک میں کوئی کھلا حکم نہیں دیا گیا ہے مگر ایک ایسی حقیقت بیان کی گئی ہے جو آخرت پر ایمان رکھنے نیک عمل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے جھکتے رہنے کی زبردست ترغیب دیتی ہے جو نیک انجام چاہنے والوں کے لیئے بمنزلۂ حکم ہے ارشاد ہے کہ "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخْبَتُوْۤا اِلٰی رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾" بے

شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیئے اور اپنے رب کے آگے عجز سے جھکتے رہے وہ ہی جنتی ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔۔۔۔ جنت میں ہیشگی کے لیئے رہنے کی بشارت دراصل ایمان لانے، نیک اعمال کرنے اور اللہ کے آگے جھکتے رہنے کی زبردست ترغیب ہے جس کی حیثیت حکم جیسی ہے نیک انجام چاہنے والوں کے لیئے۔

احکام نمبر ۴۸۹

کیا یہ کہتے ہیں کہ قرآن آپ ﷺ کا خود بنایا ہوا ہے آپ کہدیجیئے کہ اگر میں نے قرآن خود بنالیا ہے تو میرا بوجھ مجھ پر ہوگا اور تم جو مجرمانہ کام کرتے ہو میں اس سے بری الذّمہ ہوں۔

سُوْرَةُ هُوْد — آیت نمبر ۳۵

سورۃ ھٰذا کی آیات نمبر ۲۵ سے آیت نمبر ۴۸ تک حضرت نوحؑ کا قصہ مذکور ہے مگر درمیان میں آیت ھٰذا قرآنِ حکیم کی صداقت اور کفار کے اس الزام کی رد میں ہے کہ وہ قرآن پاک کو سرکار ﷺ کا وضع کردہ کہتے تھے ارشاد ہے کہ "اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَ اَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ۝۳۵ "کیا یہ کہتے ہیں کہ قرآن آپ نے خود بنالیا ہے تو ان سے فرمادیجیئے کہ اگر میں نے اس کو افترا کیا ہے تو میرا گناہ مجھ پر ہے مگر میں تمہاری مجرمانہ حرکتوں سے بری الذمہ ہوں۔ اب سے پہلے والی آیات میں کفار کے الزام کی رد میں کہا جاچکا ہے کہ اگر تم قرآن پاک کو رسول ﷺ کا بنایا ہوا سمجھتے ہو تو تم بھی ایسی ایک سورۃ (ایک جگہ) ۔یا دس سورتیں (دوسری جگہ) بناکر دکھادو اور اپنی مدد کے لیئے جسے چاہو اللہ کے علاوہ پکارو

یا بلالو اسکے بعد بھی جب کافر شرمندہ و ناکام رہ کر بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو پھر سرکار ﷺ کو یہ فرمادینے کا حکم ہوا کہ اگر قرآن میں نے وضع کیا ہے تو اس کا بوجھ مجھ پر ہے مگر میں تمہارے مجرمانہ اعمال کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ اس آیت پاک کے بعد آیت نمبر ۴۸ تک حضرت نوحؑ کے کشتی بنانے، طوفان آنے، کفار کے غرق ہونے، حضرت نوح کی کشتی جودی پر ٹھہرنے اور ان کے ساتھیوں کے سلامت رہنے اور ان کے بیٹے کے غرق ہونے کے واقعات ہیں جس کو اللہ نے حضرت نوح کے گھر والوں میں شمار کرنے سے اس کے کفر کے سبب خارج کردیا تھا اور طوفان کا عذاب ختم ہونے کے بعد آیت نمبر ۴۸ میں حضرت نوح اور ان کے ساتھیوں کو کشتی سے اترنے کا حکم دیکر حضرت نوح اور ان کے ساتھیوں کے لیئے اپنی طرف سے سلام و برکت کا اعلان فرمایا اور قصہ نوح بیان فرمانے کے بعد پھر سرکار ﷺ سے مخاطبت ہے جس کا بیان اگلے حکم نمبر "۴۹۰" میں درج ہے۔

حکم نمبر ۴۹۰

یہ غیب کی خبریں ہیں (اے رسول ﷺ) جو ہم آپ کی طرف وحی کررہے ہیں۔ ان خبروں کو پہلے نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم۔ بس صبر کیجیے (تھوڑا سا انتظار فرمائیں) بے شک تقویٰ کرنے والوں کے لیئے عاقبت ہے۔ (یعنی انجام بخیر ہے)

سُوْرَۃُ هُوْد	آیت نمبر ۴۹

طوفان نوح کا تذکرہ کرنے کے بعد منکرین کے غرقاب ہونے اور حضرت نوحؑ کے ساتھیوں کو بچا لینے کا تذکرہ کرنے کے بعد اس آیت میں پہلی بات تو سرکار ﷺ سے یہ کہی گئی کہ حضرت نوح اور ان کے ساتھیوں نیز نافرمانوں سے متعلق جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان کا ذریعہ معلومات وحی ہے ورنہ یہ باتیں نہ تو سرکار ﷺ کو پہلے معلوم تھیں اور نہ آپ کی قوم کے علم میں تھیں۔ دوسری بات یہ کہ قصّۂ نوح سے جو نتیجہ اخذ کیا گیا ہے وہ یہ کہ تقویٰ کرنے والوں کا انجام بخیر ہے اور اس کی تصدیق مزید جلد ہی یعنی روز حشر ہو جائے گی جو بہت دور نہیں ہے بس تھوڑے سے صبر اور انتظار کا معاملہ ہے اس دن سب واضح ہو جائے گا یہ پیغام سرکار ﷺ سے مخاطبت رکھنے کے باوجود پوری امت کے لیئے ہے۔ قرآن پاک نے بہت سے مواقع پر یہ طرز تخاطب اختیار کیا ہے کہ بات سرکار ﷺ سے مخاطب ہو کر کہی ہے اور اس کا مقصد تمام ہی نصیحت حاصل کرنے والوں کو یا تو مطمئن کرنا اور تسلی دینا ہے یا تنبیہ کرنا ہے اور بہت سے مقامات پر تخاطب اس طرح ہے کہ بعض ترجمان و مفسّرین نے اسے سرکار ﷺ سے متعلق کہا ہے اور بعض کے نزدیک مخاطبت "سننے والے" سے ہے مگر آیت ھٰذا میں واضح تخاطب سرکار ﷺ سے ہی ہے۔ "تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾"

حکم نمبر ۴۹۱

جان لو کہ بے شک عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا۔ دیکھ لو کہ عاد جو ہود کی قوم تھے مارے گئے اور اللہ اور اس کی رحمت سے ان کو دوری ہو گئی۔

سُوْرَةُ هُوْدٌ
آیت نمبر ۶۰

اس آیت میں حضرت نوحؑ کا قصّہ بیان کرنے کے بعد حضرت ہودؑ کو قوم عاد کی طرف بھیجنے اور عاد کی نافرمانی پر عذاب نازل ہونے کے بعد سننے والوں سے مخاطبت ہے۔ قوم عاد کی نافرمانی حضرت ھود کی جانب سے دعوت حق اور مآل کار قوم عاد پر عذاب کے نازل ہونے کا بیان پچاس سے آیت نمبر ساٹھ تک ہے۔ آیت ھٰذا کے آغاز میں فرمایا گیا ہے کہ قوم عاد پر (اپنے رب کی آیات اور رسولوں کی نافرمانی کرنے سے) اس دنیا میں بھی لعنت ہوئی اور روز قیامت بھی رہے گی پھر سننے والوں کو تنبیہ کی گئی۔" اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۟" سن لو کہ بے شک عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور دیکھ لو کہ وہ جو ھودؑ کی قوم تھے اللہ اور اس کی رحمت سے دور ہو گئے۔

حکم نمبر ۴۹۲

سن لو، خبر دار ہو جاؤ، سمجھ لو (اَلَا) کہ ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا تھا۔ دیکھ لو، جان لو کہ ثمود پر پھٹکار ہوئی (وہ دور ہو گئے رحمت سے)۔

سُوْرَةُ هُوْدٌ
آیت نمبر ۶۸

سورۃ ھٰذا میں قصہ نوحؑ بیان کرنے کے بعد حضرت ھود کے قوم عاد کی طرف بھیجے جانے کا ذکر اور اس قوم کے نافرمانوں اور منکروں پر عذاب کے نازل ہونے کا بیان آیت نمبر ۵۰ سے

آیت نمبر ٦٠ تک ہے اور آیت نمبر ٦١ سے آیت نمبر ٦٨ تک حضرت صالحؑ کا تذکرہ ہے جن کو ثمود کی طرف بھیجا گیا تھا اور اس حوالے کی آخری آیت نمبر "٦٨" میں پھر سننے والوں سے / یا قرآن پاک کے قارئین سے مخاطبت حرف تنبیہ "اَلَآ" کے ساتھ کی گئی ہے۔" اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ؑ﴿٦٨﴾" اور جان لو کہ ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور دیکھ لو / خبر دار ہو جاؤ کہ ثمود اللہ سے اور اس کی رحمت سے دور ہو گئے / ان پر پھٹکار ہوئی۔

حکم نمبر ٤٩٣

اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی۔ سوا اس کے کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔ اور ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ میں آج تم کو خوشحال دیکھتا ہوں۔ اگر تم باز نہ آئے تو مجھے تمہارے بارے میں ایک ایسے دن کے عذاب کا ڈر ہے جو سب کو گھیر لے گا۔ (٨٤) اے میری قوم ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو اور تم زمین میں فساد مچاتے ہوئے مت پھرو۔

سُوْرَةُ هُوْد	آیت نمبر ٨٤۔ ٨٥

ان دونوں آیات میں چونکہ احکام ایک جیسے اور ایک ہی تسلسل میں ہیں اس لیئے ان کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے نیز یہ کہ یہ احکام حضور ﷺ کی جانب سے نہیں ہیں بلکہ یہ حضرت شعیبؑ کی ہدایات ان کی قوم کو ہیں تاہم قرآن پاک میں موجود ہونے اور دیگر قرآنی آیات واحکام سے موافقت و مماثلت رکھنے کے سبب مسلمانوں پر آج بھی صادق ہیں۔ ان دونوں آیات سے قبل آیت نمبر (٦٩) سے آیت نمبر (٨٣) تک حضرت ابراہیمؑ کے پاس فرشتوں کا آنا اور حضرت

اسحاقؑ اور یعقوبؑ کی ولادت کی خوشخبری۔ نیز حضرت لوطؑ کے پاس ان کا جانا اور قومِ لوط پر عذاب کا نازل ہونا ذکر کیا گیا ہے۔ آیت نمبر ۸۴ میں مَدیَن کی جانب حضرت شعیبؑ کو بھیجنے کا بیان ہے۔ اور وہ ہدایات و احکام درج ہیں جو انہوں نے اہل مدین کو "اے میری قوم" کہکر دیئے تھے ارشاد ہے کہ "وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًاؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ وَ لَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَ الْمِیْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ﴿۸۴﴾ وَ یٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْیَالَ وَ الْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۸۵﴾" اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ انہوں نے ان سے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کیا کرو تمہارے لیئے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ ناپ اور تول میں کمی نہ کیا کرو میں تم کو فراغت اور خوشحالی میں دیکھ رہا ہوں مگر مجھے تم پر اس دن کے عذاب کا خوف ہے جو تم سب کو گھیر لے گا (۸۴)۔ اور اے میری قوم ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں دینے میں گھٹا یا مت کرو (ظلم کے ساتھ) اور زمین پر ملک میں فساد پھیلاتے مت پھرو / حد سے آگے نہ نکلو۔ اس کے بعد آیت نمبر "۹۴" تک ان پر نازل ہونے والے عذاب کا بیان ہے۔ پھر آیت نمبر ۹۵ میں تنبیہ اور عبرت ہے اور کہا ہے کہ اے سننے والو غور سے سن لو کہ وہ ایسے برباد ہوئے جیسے وہ کبھی گھروں میں بسے ہی نہ تھے اور ان کو اللہ کی رحمت سے دوری ہوگئی جیسے ثمود رحمت سے دور ہوگئے تھے۔ اس آیت کے بعد آیت نمبر ۹۶ سے حضرت موسیٰؑ کا قصہ ہے۔

حکم نمبر ۴۹۴

اور (اے سننے والے) تو کبھی دھوکے میں نہ پڑنا ان کی طرف سے جن کی عبادت (یہ مشرک) کرتے ہیں یہ اپنے باپ دادا کی طرح

(بغیر کسی سند کے اپنے بنائے ہوئے معبودوں کی)عبادت کرتے ہیں اور ہم یقیناً بغیر کم وکاست ان کا پورا پورا حصہ (سزا) دیں گے۔

سُوْرَةُ هُوْد	آیت نمبر ۱۰۹

اس آیت پاک سے پہلے آیات نمبر "۹۶" سے "۹۹" تک حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے پاس بھیجنے کا اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کے دوزخی ہونے کا اعلان ہے۔ اس سے پہلے سورۂ یونس میں یہ قصہ تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ پھر آیت نمبر ۱۰۰ میں فرمایا ہے کہ ہم یہ خبریں ان بستیوں کی آپ کو سنا رہے ہیں جن میں سے کچھ اب بھی موجود ہیں اور کچھ تباہ ہو چکی ہیں۔ اس کے بعد آیت نمبر "۱۰۱" سے "۱۰۸" تک اللہ تعالیٰ نے اپنی سخت پکڑ کا حوالہ دیکر قیامت کے آنے اور لوگوں کے لیئے جزاء وسزا بیان کر کے ارشاد کیا ہے کہ "فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَ اِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾" اور دھوکے میں نہ آنا (اے سننے والے) ان کے لیئے جن کی یہ عبادت کر رہے یہ عبادت نہیں کرتے مگر ان کی جن کی عبادت ان کے باپ دادا کرتے رہے ہیں سو ہم ان کے حصّہ میں ذرا بھی کمی نہیں کریں گے یعنی ان کو اپنے شرک اور خود اپنے بنائے ہوئے جھوٹے معبودوں کی عبادت کرنے کی پوری پوری سزا دیں گے۔

حکم نمبر ۴۹۵

(اے رسول) آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس پر ثابت قدم لا رہے اور وہ بھی جو توبہ کر کے آپ کے ساتھ ہیں اور (تم لوگ)

جوش میں آکر حدود سے تجاوز نہ کرنا اور اللہ دیکھ رہا ہے تم جو کچھ کر رہے ہو۔

سُوْرَۃُ ھُوْد آیت نمبر ۱۱۲

اس آیت پاک میں کئی انبیاء کی اقوام پر عذاب کا ذکر نے کے بعد سرکار ﷺ سے مخاطبت کر کے اہل ایمان کو شرعی حدود سے تجاوز کرنے سے منع کیا گیا ہے اور یہ کہ وہ اپنی خلوت اور جلوت دونوں کے اعمال سے متعلق یہ یقین رکھیں کہ ان کا کوئی عمل اللہ سے چھپا ہوا نہیں ہے ارشاد ہے۔ ”فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَ لَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۱۱۲“ جو حکم دیا گیا ہے اس پر ثابت قدم رہیئے اور آپ کے ساتھ والے بھی جو توبہ کر چکے ہیں اور حد (مقررہ حدود) سے تجاوز نہ کریں تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ سب دیکھ رہا ہے۔

حکم نمبر ۴۹۶

اور تم لوگ ان کی طرف نہ جھکنا جنہوں نے ظلم کیا ہے (یعنی حق سے انکار کیا ہے) ورنہ تم کو آگ لپٹ جائے گی۔ اللہ کو چھوڑ کر تمہارا کوئی دوست نہیں ہے اور نہ تم کو کسی کی مدد پہنچے گی۔

سُوْرَۃُ ھُوْد آیت نمبر ۱۱۳

سابقہ آیت میں اہل ایمان کو حق پر قائم رہنے اور مقررہ حدود سے تجاوز نہ کرنے کی ہدایت دینے کے بعد آیت ھذا میں تجاوز سے بچنے کے لیئے ہدایت کی ہی کہ اس بات سے ہوشیار

رہنا کہ گمراہ کفّار کی بعض باتیں تم کو اپنی طرف نہ کھینچ لیں اس لیئے تم ان کی طرف ذرا بھی جھکاؤ نہ رکھنا ورنہ وہ تم کو راہِ حق سے ہٹا کر آگ (جہنم) کی طرف لے جانے کی کوشش کریں گے اور سمجھ لو کہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست نہیں ہے اور نہ کسی غیر کی دوستی تم کو کوئی مدد پہنچا سکے گی ارشاد ہے کہ "وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾" اور مت جھکنا ان لوگوں کی طرف جو ظالم (گمراہ) ہیں کہ ایسا نہو کہ آگ تم کو لپیٹ جائے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست نہیں اور پھر تم کو کسی کی مدد بھی نہیں پہنچے گی۔

حکم نمبر ۴۹۷

اور دن کے دونوں سروں پر یعنی صبح و شام اور رات کے کچھ حصوں میں نماز پڑھا کرو۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیئے (۱۱۴) اور صبر کیا کرو کہ اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

سُوْرَةُ هُوْد	آیت نمبر ۱۱۴۔ ۱۱۵

ان دونوں آیات میں نماز پڑھنے، نیکی اور صبر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا ہے کہ یہ نصیحت ان کے ہی لیئے ہے جو نصیحت کو قبول کرتے ہیں یہ نصیحت قبول کرنے نماز پڑھنے اور نیکی اور صبر کرنے والوں کو یقین رکھنا چاہیئے کہ آخرت میں ان نیکوں کا صبر

اور نصیحت قبول کرنے کا نیک بدلہ حسب وعدہ ضرور دیا جائے گا۔ ارشاد ہے کہ "وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ۚ﴿۱۱۴﴾" صلوٰۃ قائم رکھو صبح شام اور رات کے کچھ حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لیئے"وَ اصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۱۵﴾" اور صبر کیا کرو کہ اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

حکم نمبر ۴۹۸

آپ ﷺ ان سے کہہ دیجیئے جو ایمان نہیں لاتے کہ تم اپنی جگہ اپنے کام کیئے جاؤ اور ہم اپنی جگہ اپنے عمل کر رہے ہیں۔(۱۲۱) تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔

سُوْرَۃُ ھُوْدٌ	آیت نمبر ۱۲۱۔ ۱۲۲

ان دونوں آیات میں یہ کہہ کر قصّہ چکا دیا گیا ہے کہ اے رسول ﷺ آپ فرما دیجیئے ایمان نہ لانے والوں سے کہ تم اگر ایمان نہیں لاتے تو تم اپنے کاموں میں لگے رہو جو تم کر رہے ہو اور ہم وہ کرتے رہیں جس کا ہم کو حکم دیا گیا ہے اور تم بھی انجام کار کے منتظر رہو اور ہم بھی وعدہ پورا ہونے یعنی قیامت اور روز جزاء کا انتظار کر رہے ہیں جب سب کو اپنے کیا کا انجام سامنے نظر آئے گا۔ ارشاد ہے کہ "وَ قُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ۙ"

کہدیجیے ایمان نہ لانے والوں سے کہ تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو ہم اپنا عمل کریں "وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾" اور تم انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں۔

حکم نمبر ۴۹۹

آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ چھپا ہوا ہے وہ سب اللہ کے ہی لیئے ہے۔اور تمام امور اسی کی طرف لوٹیں گے۔بس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ تم جو کچھ کرتے ہو االلہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔

سُوْرَةُ هُوْد	آیت نمبر ۱۲۳

یہ آیت پاک سورۃ ھود کی آخری آیت ہے اس میں نہایت اختصار کے ساتھ درج ذیل پانچ حقائق بیان کیئے گئے ہیں جن میں دو احکام ہیں۔

- اول یہ کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ پوشیدہ ہے وہ سب کا سب اللہ کے ہی لیئے ہے۔
- دوم یہ کہ انجام کار تمام آمور و معاملات کو اللہ کے حضور پیش ہونا ہے اور وہ ہی سب کا فیصلہ فرمائے گا۔
- سوم یہ کہ سب کو اللہ کی ہی عبادت کرنی چاہیئے (اور ہر طرح کے کفر و شرک اور غیر کی پرستش سے بچنا چاہیئے۔

- چہارم یہ کہ اللہ کے سوا یعنی اس کو چھوڑ کر غیر اللہ پر بھروسہ نہیں کرنا۔ صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔
- پنجم ہر یہ کہ اس بات پر یقین رکھنا چاہیئے کہ ہم کھل کر یا چھپ کر جو بھی کام کرتے ہیں وہ سب اللہ پر ظاہر ہے۔

ارشاد ہے کہ "وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾" اللہ کے لیئے ہے چھپا ہوا سب آسمانوں اور زمین میں اور تمام امور و معاملات کو اسی کی طرف رجوع ہونا ہے پس اسی کی عبادت کرو اور اسی پر توکل کرو۔ تم جو کچھ عمل کرتے ہو اس سے تمہارا "رب" غافل نہیں ہے۔

حکم نمبر ۵۰۰

اللہ کو چھوڑ کر تم جن سب کی عبادت کرتے ہو وہ چند ناموں کے سوا کچھ نہیں ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لیئے ہیں۔ ان کے لیئے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی۔ حکومت اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہے اور اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو ۔ یہ ہی سیدھا طریقہ (دین) ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

سُوْرَةُ يُوْسُف — آیت نمبر ۴۰

یہ سورۃ یوسف کی چالیسویں آیت ہے اور اس سورہ میں بیان کیا ہوا پہلا حکم ہے اس سورۃ پاک میں ایک سو گیارہ آیات ہیں جن میں آیت نمبر ایک سے ایک سو ایک تک حضرت یوسف کا قصّہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور ان آیات میں صرف تین واضح احکام ہیں آیات نمبر ۶۷ اور نمبر ۸۷ میں وہ دو احکام ہیں جو حضرت یعقوبؑ کی ذریعہ ان کے بیٹوں کو مخاطب کر کے دیئے گئے ہیں اور ایک حکم جو آیت ھٰذا میں بیان کیا جارہا ہے وہ حضرت یوسفؑ کی زبان سے ان کے دو قیدی ساتھیوں کو دلوایا گیا ہے۔ اس کے بعد آیت نمبر ۱۰۸ میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایک حکم دیا گیا۔ آیت ھٰذا میں حضرت یوسفؑ نے اپنے دو قیدی ساتھیوں سے ان کے خواب سن کر تعبیر دینے سے پہلے ارشاد کیا کہ "مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾" تم جن کی عبادت کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر وہ چند ایسے ناموں کے سوا کچھ نہیں ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لیئے ہیں اور جن کے لیئے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی۔ حکومت بے شک صرف اللہ کی ہی ہے اور اس کا حکم ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا راستہ / پکا دین ہے مگر اکثر انسان یہ علم نہیں رکھتے۔ اس کے بعد آیت نمبر ۶۷ میں حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے جو کہا وہ اللہ پر بھروسہ کرنے کا ترغیبی حکم ہے۔

حکم نمبر ۵۰۱

اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا (یعنی حکومت اسی کی ہے) میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

سُوْرَةُ یُوْسُفَ آیت نمبر ٦٧

اس آیت پاک میں ارشاد حضرت یعقوبؑ کا ہے جس میں اللہ پر بھروسہ کرنے کی ترغیب بمنزلۂ حکم ہے۔ یہ بات آپ نے اپنے بیٹوں سے ان کی مصرروانگی کے وقت فرمائی تھی۔ جب وہ حضرت یوسفؑ کے چھوٹے بھائی کو اپنے ساتھ لیکر حضرت یوسفؑ کے پاس جارہے تھے ارشاد ہے کہ "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ" یہ حقیقت آیت نمبر ۴۰ میں بھی حضرت یوسف کی زبان سے بھی کہلوائی گئی ہے جب انہوں نے اپنے دوساتھی قیدیوں کو حکم دیا تھا۔ حضرت یعقوب نے اس کے آگے فرمایا تھے کہ "عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝٦٧" حکم صرف اللہ کا ہی چلتا یا یہ کہ ساری حکومت اللہ ہی کی ہے اور میں نے اسی پر توکل کیا ہے اور تمام توکل کرنے والوں کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیئے (یعنی یہ کہ تم بھی اسی پر بھروسہ کرو)

حکم نمبر ۵۰۲

اے میرے بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسف اور اس کے بھائی کو اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا اللہ کی رحمت سے کافر لوگوں کے علاوہ کوئی مایوس نہیں ہوتا۔

سُوْرَةُ یُوْسُفَ آیت نمبر ٨٧

اس آیت پاک میں حضرت یعقوبؑ کی طرف سے اپنے بیٹوں کی روانگی کے وقت حضرت یوسف اور ان کے چھوٹے بھائی کو تلاش کرنے کے حکم کے ساتھ جو تنبیہ کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہونے کی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ حقیقت بھی بیان کردی گئی کہ اس کی رحمت

سے کافروں کے علاوہ کوئی مایوس نہیں ہوتا جیسا کہ اردو محاورہ ہے کہ "مایوسی کفر ہے" ارشاد ہے کہ "یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَ اَخِیْهِ وَ لَا تَایْــٴَـسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِؕ اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾" اے بیٹو! چلو اور یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا کہ اللہ کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی مایوس نہیں ہوتا۔

حکم نمبر ۵۰۳

فرمادیجئے کہ میرا راستہ یہ ہی ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاؤں۔ میں اور میری راہ پر چلنے والے میرے ساتھی بصیرت پر ہیں "اور اللہ پاک ہے" اور میں شرک کرنے والوں میں نہیں ہوں۔

سُوْرَۃُ یُوْسُفَ	آیت نمبر ۱۰۸

اس آیت پاک سے قبل سورۃ ھٰذا کی آیت نمبر "۱۰۱" تک حضرت یوسفؑ کا قصّہ مکمل بیان کرنے کے بعد آیت نمبر "۱۰۲" میں سرکار ﷺ سے ارشاد فرمایا گیا کہ یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ کو وحی کے ذریعہ بتارہے ہیں اور آپ تو اس زمانہ میں نہیں تھے جب سابقہ امت کے لوگ مکّاریاں کررہے تھے پھر ان کے کفر و شرک کے بیان کے بعد سرکار ﷺ سے فرمایا کہ آپ کہدیجئے "قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۸﴾" فرمادیجئے کہ میرا راستہ یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں / دعوت دیتا ہوں۔ سوجھ بوجھ اور بصیرت کے ساتھ میں اور میری پیروی کرنے والے ۔اللہ پاک ہے (شرک سے) اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اس آیت میں پاک ایک بات تو سرکار ﷺ کی طرف سے یہ واضح کی گئی ہے کہ میرا راستہ، یا میرا دین اور طریقہ

لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا ہے۔ نیز یہ کہ میرا اور میرے ساتھ چلنے والوں کا عقیدہ کفّار و مشرکین کی طرح بے سند اور سنی سنائی باتوں پر نہیں ہے بلکہ میں اور میرے ساتھی بصیرت کے ساتھ اپنے دین پر ہیں اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ شرک سے پاک ہے اور میں (اور میرے ساتھی) شرک کرنے والوں میں نہیں ہیں۔ اور سورۂ ھٰذا کی آخری آیت نمبر "۱۱۱" میں قرآن حکیم سے متعلق ارشاد ہوا کہ اس میں جو قصص ہیں وہ اس لیئے ہیں کہ لوگ ان سے عبرت حاصل کریں یہ پہلے والی کتب کی تصدیق کرتا ہے اور اہل ایمان کے لیئے ہدایت و رحمت ہے۔

حکم نمبر ۵۰۴

فرما دیجیئے کہ آسمانوں اور زمین کا رب اللہ ہے۔ مشرکوں نے اللہ کو چھوڑ کر جن کو معبود بنالیا ہے وہ خود اپنے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی انہوں نے کوئی مخلوق پیدا کی ہی بتا دیجیئے کہ ہر شے کا پیدا کرنے والا وہی واحد و قھّار ہے۔

سُوْرَةُ الرَّعْد آیت نمبر ۱۶

سورۃ ھٰذا کی ابتدائی پندرہ آیات میں سب سے پہلے تو قرآنِ حکیم کی حقانیت کا اعلان ہے پھر اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات کی قدرتِ تخلیق اور زمین و آسمان اور ان کے درمیان والی مخلوق کی شرح و تفصیل بیان کرنے کے بعد اور مشرکین کے غلط عقیدے اور تصورات کی نشاندہی کے بعد وحدانیت و قدرت کا ذکر ہے اور آیت ھٰذا میں حضور اکرم ﷺ کو یہ فرمانے کا حکم دیا گیا کہ کل کا رب اور خالق اللہ تعالیٰ ہے اور مشرکوں کے ٹھہرائے ہوئے معبود بے اختیار ہیں نہ ان کی کوئی تخلیق ہے اور نہ ہی وہ دوسروں کو تو کجا اپنے لیئے بھی نفع و ضرر تک کا اختیار نہیں رکھتے اور ہر شے کا

خالق ومالک اللہ ہی ہے جو واحد وغالب ہے ارشاد ہے کہ "قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝١٦ "پوچھیئے کون ہے آسمانوں اور زمین کا رب ؟۔ بتادیجیئے کہ اللہ ہے پھر کہیئے کہ (اے مشرکو) تم نے اللہ کو چھوڑ کر ان کو اپنا دوست بنا رکھا ہے جو اپنے لیئے بھی نفع وضرر کا کوئی اختیار نہیں رکھتے کہیئے کیا اندھا اور آنکھ والا یا اندھیرا اور روشنی برابر ہیں انہوں نے (مشرکوں نے) جو معبود ٹھہرائے ہیں کیا انہوں نے کچھ تخلیق کیا ہے؟ جس کی وجہ سے ان پر تخلیق کا اشتباہ ہے کہہ دیجیئے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ یکتا وغالب ہے۔

حکم نمبر ۵۰۵

جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم تسلم کر لیا ان کے ہی لیئے بھلائی ہے اور بُرا بدلہ ہے ان کے لیئے جنہوں نے انکار کیا خواہ وہ اپنی نجات کے لیئے دنیا بھر کے تمام خزانوں سے دوگنی دولت بھی فدیہ کرنا چاہیں۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔

سُوْرَةُ الرَّعْد — آیت نمبر ۱۸

اس آیت پاک میں واضح کر دیا گیا ہے کہ خوبی۔ بھلائی اور اچھائی ان ہی لوگوں کے لیئے ہے جنہوں نے اپنے رب کی دعوت قبول کر کے اس کی بات مان لی اور وہ لوگ جنہوں نے تسلیم کرنے سے انکار کیا وہ جہنمی ہیں اور جہنم بہت ہی برا ٹھکانا ہے ان کو اس سے ہر گز نجات نہیں ملے گی وہ اگر تمام دنیا کے خزانے بلکہ ان سے دو گنا بھی بطور فدیہ پیش کر سکیں تو وہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کا سخت حساب ہو گا یعنی گمراہی اور شرک کا بہت بُرا بدلہ مل کر رہے گا یہ آیت پاک دراصل ایک محکم ترغیب ہے نیکی قبول کر کے اچھا بدلہ پانے کی اور تنبیہ ہے حق کو قبول نہ کرنے والوں کے لیئے ایک بڑے سخت حساب کی۔ ترغیب بمنزلۂ حکم ہے حق کو تسلیم کرنے کے لیئے ارشاد ہے کہ "لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾" وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب (کی بات) قبول کر لی ان کے ہی لیئے بھلائی ہے اور جن لوگوں نے تسلیم نہیں کیا اگر وہ تمام زمین کے خزانے اور اتنا ہی مزید اس کے ساتھ فدیہ پیش کریں (تو قبول نہ ہو گا) اور ان کا سخت حساب لیا جائے گا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی برا بچھونا ہے۔

حکم نمبر ۵۰۶

نیک انجام ہے ان لوگوں کا جو اپنے رب کی رضا جوئی کے لیئے صبر کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں۔ جو رزق ان کو دیا گیا ہے اس میں سے راہِ اللہ میں خرچ کرتے ہیں کھل کر یا چھپ کر اور بُرائی کو نیکی سے ٹال دیتے ہیں۔ آخرت کا گھر ان کے ہی لیئے ہے۔

سُوْرَةُ الرَّعْد
آیت نمبر ۲۲

جس طرح آیت نمبر ۱۸ میں حق کا انکار کرنے والوں کو انجام بد اور جہنّم کی خبر دی گئی تھی اسی طرح آیت ھٰذا میں اچھے انجام اور عاقبت کے اچھے گھر کی خبر ہے تسلیم کرنے اور نیکی کرنے والوں کے لیئے۔ خیر آخرت کی یہ زبردست ترغیب دراصل درج ذیل کے لیئے ایک حکم کا درجہ رکھتی ہے۔

- وہ جو اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لیئے صبر کرتے ہیں۔
- وہ جو نماز کی پابندی کرتے ہیں۔
- وہ جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔
- اور وہ جو برائی کو نیکی سے ٹال دیتے ہیں۔

ایسا کرنے والوں کے لیئے ہی آخرت کے اچھے گھر کی بشارت ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ "اور وہ جو اپنے رب کی رضامندی تلاش کرنے کے لیئے صبر سے کام لیتے ہیں اور صلوٰۃ قائم کرتے ہیں (یعنی پابندی سے نماز پڑھتے ہیں) اور ان کو جو رزق دیا گیا ہے اس میں سے چھپ کر یا ظاہر میں اللہ کے لیئے خرچ کرتے ہیں اور برائیوں کو نیکیوں سے دفع کر دیتے ہیں ان کے ہی لیئے آخرت کا (اچھا) گھر ہے۔
یہ بیانِ حقیقت دراصل صبر و صلوٰۃ و خیرات اور نیکیاں کر کے برائیوں کو دفع کرنے کا دراصل ایک اہم ترغیبی حکم ہے۔

حکم نمبر ۵۰۷

اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی نشانی آپ کے رب نے کیوں نازل نہیں کر دی۔ فرما دیجیئے کہ وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور اس کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

سُوْرَةُ الرَّعْد	آیت نمبر ۲۷

اس آیت پاک میں کافروں کا وہی پرانا سوال دوھرایا گیا ہے کہ اللہ نے رسالت کی تصدیق کے لیئے آپ ﷺ کے ساتھ کوئی واضح نشانی کیوں نازل نہیں فرمادی۔ ایسے غیر معقول سوال کا جواب دینے کے بجائے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ ہدایت اس کو دیتا ہے جو اللہ سے ہدایت چاہے اور جس کو اللہ چاہتا ہے رجوع ہونے کی توفیق نہیں دیتا یعنی گمراہ کر دیتا ہے ویسے اس سوال کے جواب میں کئی جگہ یہ بھی کہا ہے کہ اگر اللہ رسول ﷺ کے ساتھ آپ کی صداقت کے حق میں کوئی کھلی نشانی رکھ بھی دیتا تو یہ گمراہ لوگ اس کو جادو یا نظر بندی کہدیتے اور حقیقت ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ آپ کے بعض معجزات دیکھ کر ان کو جادو کہتے اور سمجھے تھے۔ مقصدِ بیان یہ ہے کہ گمراہی جن کا مقدر ہو چکی ہے وہ کھلی نشانی دیکھ کر بھی انکار کر دیتے اسی لیئے اللہ نے ہدایت اور گمراہی دونوں کو اپنی مرضی قرار دیا ہے ارشاد ہے کہ "وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝۲۷ "اور کفر کرنے والے یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے رب نے ان پر اپنی کوئی نشانی کیوں

نازل نہیں کی تو کہہ دیجئے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کو اپنی طرف ہدایت دیتا ہے۔

حکم نمبر ۵۰۸

یاد رکھو کہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو طمانیت حاصل ہوتی ہے اور ایمان والوں کے دل اس کے ذکر سے ہی اطمینان پاتے ہیں۔

سُوْرَةُ الرَّعْد	آیت نمبر ۲۸

اس آیت پاک سے یہ حکم اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اہل ایمان کو ہر وقت اللہ کو یاد رکھنا چاہیئے یعنی یہ کہ دیگر معاملات میں کتنا ہی انہماک ہو مگر دل میں ہمیشہ اسی کی یاد رہے اللہ کی یاد یا اس کے ذکر سے قلوب کو سکون ملتا ہے اور طمانیت حاصل ہوتی ہے آج ہمارے معاشرے میں اکثر لوگ ''ٹینشن اور ڈپریشن'' کے شاکی اور مریض نظر آتے ہیں شاید یہ اسی لیئے ہے کہ ہم نے اپنے ذہن دنیا کی زندگی اور اس کی ضروریات میں اس طرح لگا لیئے ہیں کہ ہم آخرت کو اور اللہ کو یاد رکھنے کا حق ادا کرنے میں قصور کر رہے ہیں اس آیت پاک میں سکون قلب حاصل کرنے کے لیئے ''اللہ کے ذکر'' کی ہدایت ہے۔ ارشاد ہے کہ '' اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ﴿۲۸﴾''جو لوگ ایمان والے ہیں ان کے دل اللہ کے ذکر سے سکون و اطمینان پاتے ہیں۔ سن لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمیان نصیب ہوتا ہے۔

حکم نمبر ۵۰۹

اے رسول ﷺ ہم آپ کو اس امت میں بھیج رہے ہیں جس سے پہلے بہت سی امتیں گذر چکی ہیں کہ آپ ان کو وہ پڑھ کر سنائیں جو ہم آپ پر وحی کر رہے ہیں کہ یہ رحمان کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ ان سے کہیئے کہ وہ میرا رب ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور مجھے اسی کی طرف واپس جانا ہے۔

سُوْرَةُ الرَّعْد آیت نمبر ۳۰

اس آیت پاک میں سرکار ﷺ سے ارشاد ہوا ہے کہ ہم آپ کو اس امت میں بھیج رہے ہیں جس سے پہلے بہت سی امتیں گذر چکی ہیں اور یہ بھی ان کی ہی طرح رحمان کے ساتھ کفر کر رہے ہیں آپ ان کو وہ باتیں بتایئے جو ہم آپ پر وحی کر رہے ہیں یعنی یہ کہ قرآن حکیم پڑھ کر سنائیں اور انہیں بتائیں کہ میرا رب وہ ہے جس کے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت نہیں ہے اور مجھے (اور سب کو) بالآخر اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور میں اسی پر توکل کرتا ہوں یعنی یہ کہ تم بھی اس کے پاس لوٹ کر واپس جانے پر یقین رکھو اور تم بھی اسی پر بھروسہ کرو (جسے میں کرتا ہوں) ارشاد ہے کہ "كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝۳۰"

اے رسول ﷺ ہم آپ کو اس امت میں بھیج رہے ہیں جس سے پہلے بہت سے امتیں گذر چکی

ہیں کہ ان کو وہ پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ پر وحی کیا ہے کہ یہ رحمٰن کے ساتھ / کے لیئے کفر کرتے ہیں آپ ان کو بتائے کہ میرا رب وہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور اسی کے پاس مجھ کو واپس ہونا ہے۔

حکم نمبر ۵۱۰

کیا وہ (اللہ) جو ہر نفس کے اعمال کا نگراں ہے اس کے شریک بنا رکھے ہیں ان لوگوں نے بتاؤ؟۔ ان کے نام۔۔۔ کیا تم ہم کو وہ بتاتے ہو جو (موجود ہی نہیں) زمین پر کسی کو پتہ ہی نہیں یہ صرف نام لینے کے لیئے ہیں (حقیقت میں کچھ نہیں ہیں) اللہ نے منکروں کے لیئے ان کے فریب خوشنما بنا کر انہیں راہ راست سے روک دیا ہے اور اللہ جسے ہدایت نہ دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

سُوْرَةُ الرَّعْد آیت نمبر ۳۳

اس آیت پاک میں یہ بات بالکل صاف کر دی گئی ہے کہ مشرک اپنے ٹھہرائے ہوئے جن معبودوں کی عبادت کرتے ہیں وہ دراصل وجود ہی نہیں رکھتے بلکہ یہ تو محض ان کے گھڑے ہوئے نام ہیں جن کی روئے زمین پر کوئی اصل نہیں اور یہ صرف ان کے اپنے دھوکے اور فریب ہیں جن کو اللہ نے ان کے لیئے خوشنما بنا کر راہ راست پر آنے سے روک دیا ہے اور اب ان کے سدھرنے کی کوئی صورت نہیں اس لیئے کہ جس پر اللہ کی طرف سے ہدایت کی راہ بند ہو جائے

اسے کوئی بھی ہدایت نہیں دے سکتا درپردہ حکم یہ ہے کہ شرک سے دور رہو اور اللہ سے ہدایت طلب کرو اسی کی عبادت کرو اور اسی سے مدد چاہو۔ اپنے فریبوں سے نکل کر تعمیل احکام کرو۔ ارشاد ہے کہ "اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِیْلِ ؕ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾" پھر کیا جو ہر نفس کے اعمال کا نگراں ہے (اس کے) اللہ کے شریک ٹھہرائے ہیں۔ کہیئے ان کے نام تو بتاؤ۔ اچھا کیا تم اللہ کو ایسی بات بتاتے ہو جو جس کا روئے زمین پر کسی کو علم ہی نہیں (یعنی جو موجود ہی نہیں) کیا یہ صرف دکھاوے کی بات نہیں ہے؟ اللہ نے کافروں کے فریب خوشنما بنا کر ان کو راہِ راست سے روک دیا ہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

حکم نمبر ۵۱۱

اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس سے خوش ہوئے ہیں جو آپ پر نازل کیا گیا ہے اور ان کے ہی گروہوں میں سے ایسے بھی ہیں جو بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں ان سے کہدیجیئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ میں اس کی ہی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف مجھ کو واپس ہونا ہے۔

آیت نمبر ۳۶ سُوْرَةُ الرَّعْد

اس آیت پاک میں "وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی" سے مراد نہ تو صرف اہل کتاب ہیں اور نہ صرف عہد سرکار ﷺ کے مسلمان بلکہ نزول قرآن حکیم کے وقت سے تا قیامت آنے والے تمام ہی لوگوں کے لیئے قرآن پاک ہدایت ہے فرمایا گیا کہ جن کو قرآن حکیم کے ذریعہ سرکار ﷺ کی معرفت راہ راست کی نشاندہی کی گی وہ سب نزول قرآن حکیم سے فرحت حاصل کرتے ہیں البتہ ان میں بعض گروہوں کے کچھ بعض باتوں سے انکار بھی کرتے ہیں (اشارہ منکرین ومشرکین کی جانب ہے) تو اے رسول ﷺ آپ ان سے فرمادیں کہ مجھے صرف اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں اس واحد ولاشریک کی طرف ہی سب کو دعوت دیتا ہوں اور مجھے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۝۳۶" اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کیا گیا اور انہیں کے گروہ کے چند لوگ بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں تو ان سے فرمادیجیئے کہ مجھ کو حکم ہے کہ اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور مجھے اسی کی طرف واپس ہونا ہے۔

حکم نمبر ۵۱۲

اور کافر کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے مرسَل نہیں ہیں ان سے کہدیجیئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے اور وہ بھی جس کے پاس علمِ کتاب ہے۔

سُوْرَةُ الرَّعْد آیت نمبر ۴۳

اس آیت پاک میں ارشاد ہوا ہے کہ اے رسول ﷺ جو کافر آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں ان سے فرمادیں کہ میرے اور تمہارے درمیان میری صداقت کا گواہ اللہ کافی ہے اور وہ شخص بھی گواہ ہے جس کے پاس قرآن پاک / یا آسمانی کتب کا علم ہے یہ اس لیئے کہ قرآن حکیم بھی سرکار ﷺ کی رسالت کی خبر دیتا ہے اور تصدیق کرتا ہے اور اس پہلے نازل کی جانے والی کتب بھی سرکار ﷺ کی نبوت کی پیشگی گواہی دیتی ہیں چنانچہ وہ لوگ جو اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کا علم رکھتے ہیں وہ بھی سرکار ﷺ کی رسالت کے گواہ ہیں۔ ارشاد ہے کہ "وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ۙ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾" اور یہ کفر کرنے والے کہتے ہیں کہ آپ مرسل نہیں ہیں۔ آپ فرمادیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

حکم نمبر ۵۱۳

اللہ کا شریک بنانے والے جو لوگوں کو گمراہ کرتے رہے اے رسول ﷺ آپ ان سے کہدیں کہ آسائش دنیا کے چند روزہ مزے اٹھالو۔ پھر تو تم کو آگ کی ہی طرف لوٹنا ہے۔

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْم آیت نمبر ۳۰

اس آیت پاک میں دنیاوی زندگی کی چند روزہ راحتیں حاصل کرنے والے ان لوگوں کو جو شرک کرکے اللہ کے راستہ سے لوگوں کو بھٹکاتے ہیں متنبہ کیا گیا ہے کہ اس شرک و گمرہی اور حیات دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ کر حیات آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کا دائمی بھٹکانا جہنم اور اس کی آگ ہے سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ بتادینے کا حکم ہوا کہ متاع دنیا کے لیئے آخرت سے انکار کا انجام آگ میں جلنا ہے ارشاد ہے کہ "وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا لِّيُضِلُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِهٖ ؕ" اور جو اللہ کے شریک بنا کر لوگوں کو اس کے راستہ سے بھٹکائیں "قُلۡ تَمَتَّعُوۡا فَاِنَّ مَصِيۡرَكُمۡ اِلَى النَّارِ ۝۳۰" ان سے کہدیجیئے کہ چند دن مزے کرلو پھر تم کو نارِ جہنم کی ہی طرف جانا ہے۔یعنی تمہارا انجام جہنم میں ہمیشہ رہنا ہے۔

حکم نمبر ۵۱۴

اے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرمادیجیئے میرے ان بندوں سے جو ایمان والے ہیں کہ نماز قائم کریں۔۔۔اور ہم نے ان کو جو رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کریں کھل کر یا چھپ کر۔۔۔ قبل اس کے کہ وہ دن آجائے کہ جب نہ کچھ سودا بازی ہو گی۔اور نہ کسی کی دوستی (اللہ کے سوا) کام آئے گی۔

سُوۡرَةُ اِبۡرٰهِيۡم	آیت نمبر ۳۱

اس آیت پاک میں چار بنیادی باتیں واضح فرمادی گئی ہیں اول یہ کہ روز قیامت (حشر) قریب ہے دوم یہ کہ اس دن کے آنے سے پہلے دو باتیں خاص کر ملحوظ رکھیں اول یہ کہ نماز پابندی

سے پڑھیں دوم یہ کہ جو رزق ان کو دیا گیا ہے یعنی مال و دولت جمع کرنے کے چکر میں نہ پڑیں بلکہ ا س کو اللہ کی راہ میں یعنی ان مدّات میں خرچ کریں جن کی ہدایت دی گئی ہے۔ ساتھ ہی یوم حشر کے ضمن میں بھی دو وضاحتیں کر دی گئی ہیں اول کہ اس دن وہی نیکیاں کام آئیں گی جو دنیا میں کی گئی ہیں اور بداعمالیوں کی سزا سے بچنے کے لیئے کوئی لین دین یا سودا بازی نہیں ہو گی اور آخری بات یہ کہ مشرکوں نے جو معبود اس خیال سے گھڑ رکھے ہیں کہ وہ اللہ کے سامنے ان کے سفارش گزار ہوں یہ بالکل غلط خیال ہے۔ اس دن اللہ کے علاوہ کسی کی دوستی کام نہیں آئے گی (بخشش اللہ کی مرضی رسول پاک ﷺ کی سفارش اور اپنے اعمال صالح کی بنیاد پر ہو گی جو اللہ کے نزدیک قابل قبول ہوں گے یعنی جن کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذریعہ دیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے "قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾" اے رسول کہہ دیجئے میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہ نماز پابندی سے قائم کریں اور جو رزق ان کو دیا گیا ہے (اللہ کی راہ میں) خرچ کریں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جب نہ کوئی سودا ہو گا اور نہ کسی کی دوستی کام آئے گی۔

حکم نمبر ۵۱۵

اے رسول ﷺ ڈرایئے لوگوں کو ان پر آنے والے عذاب کے دن سے۔ جب یہ مہلت طلب کریں گے اپنے رب سے قبول دعوت توحید اور اتباع رسول ﷺ کی۔ جواباً پوچھا جائے گا کیا تم قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ ہم پر کبھی زوال نہیں آئے گا؟

سُوْرَۃُ اِبْرٰهِیْم — آیت نمبر ۴۴

اس آیت پاک میں سرکار ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ اے رسول ﷺ آپ لوگوں کو خبر دار کریں اور ڈرائیں عذاب والے دن کے آنے سے یعنی قیامت حشر، حساب کتاب اور بداعمالیوں کے برے بدلے یعنی سخت عذاب جہنم اور اس کی آگ سے اور ان کو بتائیں کہ جب وہ دن آئے گا تو مشرک اور کافر اللہ سے اس دن کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم کو تھوڑا سا وقت دے یا مہلت دے کہ ہم تیری دی ہوئی دعوت (توحید) کو قبول کر کے تیرے رسولوں کے احکام کی پیروی اور ان کی اتباع کر کے اس عذاب سے بچ سکیں۔ جواباً ان سے کہا جائے گا کہ جب تم کو اس دن کی خبر دی گئی تھی اس وقت تم نے ہماری بات نہ مانی اور تم قسمیں کھا کھا کر کہتے رہے کہ ہم پر زوال نہیں آئے گا یعنی تم نے ہمارے کلام اور ہمارے رسولوں کی صداقت سے انکار کیا تو اب اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتو ارشاد یوں ہے کہ "وَ اَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَؕ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍۙ﴿۴۴﴾" اور خبر دار کیجئے (ڈرایئے) لوگوں کو آنے والے دن کے عذاب سے جب وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو ہمیں تھوڑا سا وقت (مہلت) دیدے کہ ہم تیری دعوت قبول کر کے تیرے رسولوں ﷺ کی پیروی کریں۔ جواب ہو گا کیا تم اب سے پہلے قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ تم پر زوال نہیں آئے گا (یعنی تم ہماری دی ہوئی خبر اور ہدایت کو نہیں مانتے تھے۔)

حکم نمبر ۵۱۶

اے سننے والے! تو ہرگز گمان نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں ﷺ سے کیئے ہوئے وعدے کے خلاف کرے گا بے شک اللہ زبردست اور بدلہ لینے والا ہے۔

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْم
آیت نمبر ۴۷

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کی اتباع کرنے والوں کے یقین کو محکم کرنے کے لیئے اپنے اس طریقے کی خود ہی تصدیق کی کہ اس نے اچھے اور برے ہر دواقسام کے اعمال کابدلہ پوراپورادینے کے لیئے اپنے رسولوں ﷺ سے جو وعدے کیئے ہیں اور ان کے ذریعہ جزاءوسزاکی خبردی ہے اس میں کو تبدیلی نہیں ہوگی یعنی اللہ اپنے رسولوں سے کیئے ہوے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اور وہ زبردست ہے بدلہ لینے / یاسزادینے میں۔ ارشاد ہے کہ "فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾" اور یہ گمان بھی نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے کیئے ہوئے وعدہ کے خلاف کرے (یا رسولوں کے ذریعہ کیئے ہوئے وعدے کے خلاف کرے) بے شک اللہ زبردست بدلہ لینے یاسزادینے والاہے۔

حکم نمبر ۵۱۷

چھوڑدیں (اے رسول ﷺ) ان کو (یعنی منکرین کو) کہ وہ کھائیں اور متاع حیاتِ دنیاوی سے مستفید ہوں اور (عقیدے اور آرزوئیں) ان کی خوش فہمیاں ان کو غفلت میں مبتلارکھیں ان کو جلد ہی انجام کاعلم ہوجائے گا۔

سُوْرَةُ الْحِجْر
آیت نمبر ۳

یہ سورۃ حجر کی تیسری آیت ہے۔ ''**حِجْر**'' میں ح کے نیچے زیر ہے ''جیم'' ساکن اور ''رے'' موقوف ہے اس لفظ ''**حِجْر**'' کے لغوی معنیٰ ممنوع اور عقل کے بھی ہیں وسیع تر مفہوم میں روکنے والی چیز کو کہتے ہیں اور یہ لفظ اصطلاحاً قوم ثمود کی بستیوں کے لیئے استعمال ہوا ہے اس لیئے کہ ان کے مکانوں کے احاطہ پتھر سے تراش کر بنائے جاتے تھے اور پتھر سے بنی ہوئی (باونڈری) چہار دیواری کو ''حجر'' کہتے ہیں کہ وہ بھی مداخلت سے روکتی ہے۔۔۔۔زیر نظر آیت پاک میں کفّار کی ہٹ دھرمی سے دل برداشتہ نہونے کے لیئے اللہ نے سرکار ﷺ سے فرمایا کہ آپ منکرین کو ان کے حال پر چھوڑدیں کہ وہ اپنی خوش فہمیوں اور غلط آرزوؤں سے غفلت میں پڑے دنیاوی زندگی کی متاع سے چند دین استفادہ کرلیں اور ان کو جلد ہی اس غفلت اور گمراہی کے انجام کا علم ہوجائے گا۔ ارشاد ہے کہ ''**ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَ يَتَمَتَّعُوا وَ يُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ** ۝۳'' چھوڑدیجیئے ان کو کہ وہ کھاتے رہیں۔ متاعِ حیاتِ دنیاوی سے لطف اندوز ہولیں۔ پڑا رہنے دوان کواپنی آرزوؤں اور خوش فہمیوں میں کہ جلد ہی ان کو (انجام) معلوم ہوجائے گا۔

حکم نمبر ۵۱۸

(اے رسول ﷺ) بتادیں۔ خبر دیں میرے بندوں کو کہ میں بڑا بخشنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہوں۔

سُوْرَةُ الْحِجْر	آیت نمبر ۴۹

آیت ھٰذا سے پہلے دو اور حکم دیئے جاچکے ہیں بلکہ ایک طور پر دوہرائے گئے۔ آیت نمبر (۲۹) میں فرشتوں کو حکم دیا گیا ہے آدمؑ کو سجدہ کرنے کا اور آیت نمبر (۳۴) اور (۳۵) ابلیس کو مردود کرکے نکل جانے اور قیامت تک لعنت مسلط رہنے کا حکم ہے جبکہ آیت ھٰذا میں رسول

پاک ﷺ کو جو ارشاد فرمانے کا حکم ہے وہ اس کے بندوں کے لیئے ایک غیر مشروط خوشخبری ہے۔ ارشاد ہے "نَبِّئْ عِبَادِيٓ اَنِّيٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٤٩" "میرے بندوں کو خبر کردو (اے رسول ﷺ) کہ میں بہت بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہوں۔

اس آیت پاک میں دو باتیں خاص کر قابل غور ہیں ایک تو یہ کہ مالک نے اپنی غفّاری اور رحیمی کو کسی شرط سے وابستہ نہیں کیا ہے بلکہ اسے اپنی صفات کے طور بیان فرمایا ہے کہ اس کے بخشنے اور رحم فرمانے کی صفت بندے کی کسی حالت یا صفت سے مشروط نہیں ہے یعنی وہ جس پر چاہے اور جتنا چاہے رحم کرے اور بخشے البتہ ایک پہلو یہ قابل غور ہے کہ جن کو خبر دینے کا حکم ہے ان کے لیئے لفظ "عِبَادِيٓ" استعمال ہوا ہے ویسے تو سب ہی انسان اس کے بندے ہیں اور اس کی غفّاری اور رحیمی ہر ایک کے لیئے عام اور غیر مشروط ہے مگر یہاں لفظ عبادی کا محل استعمال یہ ہے کہ اشارہ خاص کر ان لوگوں کی طرف ہے جو اللہ کو واحد ولاشریک جان کر اس کی عبادت کرتے ہیں۔ سرکار ﷺ نے اپنے لیئے لفظ "عبد عاجز" استعمال کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو معراج شریف کے حوالے سے عبد ہی کہا ہے چنانچہ راقم کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ کی غفّاری اور رحیمی کے عام ہونے کی خبر اہل اسلام کے لیئے ہے اور مسلمانوں کے لیئے اس کی یہ صفات مخصوص ہیں ویسے وہ مالک ہے جس کو چاہے بخشے اور جس پر چاہے رحم فرمائے وہ قادر وقدیر ومقتدر ہے۔

حکم نمبر ۵۱۹

اور (یہ بھی بتادیں) کہ بے شک میرا عذاب بڑا دردناک عذاب ہے۔

سُوْرَةُ الْحِجْر آیت نمبر ۵۰

آیت ھٰذا میں ارشاد ہے کہ "وَ اَنَّ عَذَابِیۡ ہُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِیۡمُ ﴿۵۰﴾" اور یہ کہ میرا عذاب بھی وہ ہے جو بہت المناک ہے۔ اس خبر سے پہلے والی آیت میں غفّاری و رحیمی سے مطلع کیا ہے اور آیت ھٰذا میں اپنے عذاب کو المناک بتایا ہے بیان کے اس تسلسل سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی خبر تسلیم کرنے والوں کے لیئے اور دوسری خبر انکار کرنے والوں کے لیئے ہے یعنی یہ کہ منکرین کے لیئے عذاب سخت اور مومنین کے لیئے بخشش اور بڑا رحم ہے۔

حکم نمبر ۵۲۰

اور ہم نے پیدا نہیں کیا آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو بغیر حکمت و مقصد و مصلحت۔ اور فیصلہ کی گھڑی آنے ہی والی ہے۔ (منکرین کو) آپ خوبصورتی سے در گذر فرمادیا کریں۔

سُوۡرَۃُ الۡحِجۡر آیت نمبر ۸۵

اس آیت پاک میں پہلی بات تو یہ واضح کردی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین اور ان کے علاوہ سب کچھ جو آسمانوں اور زمین میں ہے بے مقصد پیدا نہیں کیا ہے یعنی ہر تخلیق با معنی و مقصد ہے چاند، سورج، ستارے، سیّرے، فضائ، توانائیاں، پہاڑ، دریا، جن وانساں، حور و غلاماں باد و آتش خاک و آب۔ فرشتہ، دوزخ، جنت غرض ہر تخلیق ایک مقصد اور مصلحت کے ساتھ ہے مگر عقل انسانی مصلحت ربّی اور مقصدِ تخلیق کا احاطہ نہیں کرتی۔ دوسری بات یہ کہ زمین پر جو کچھ

ہے وہ فنا ہونے والا ہے اور فیصلہ کی گھڑی یعنی حشر و قیامت دور نہیں ہے اس دن اللہ تعالیٰ سب حقیقتیں کھول دے گا اور جو لوگ اس کی توحید، تنزیل اور آیات سے انکار کرکے راہ عبدیت پر نہیں آئے ہیں وہ اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے اور چونکہ وہ ہدایت سے محروم ہو چکے ہیں اس لیئے وہ دعوت رسول کے باوجود حق کی طرف نہیں آئیں گے چنانچہ رسول ﷺ سے ارشاد کیا کہ آپ منکرین اور گمراہوں کے راہ راست پر نہ آنے سے دل برداشتہ نہ ہوں آپ کا کام انہیں پیغام پہنچا دیتا ہے اس کے بعد اگر وہ بحث مباحثہ کریں یا ناشائستگی کا مظاہرہ کریں تو آپ ان کو خوبصورتی سے ٹال دیجیے یا درگذر کر دیجیئے کہ فیصلہ کی گھڑی تو جلد ہی آنے والی ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾" اور ہم نے تخلیق نہیں کیا آسمانوں اور زمین کو اور اس کو جو ان کے درمیان ہے مگر ایک مقصد (اور مصلحت) کے ساتھ۔ پس آپ ان کو (منکرین کو) خوبصورتی سے درگذر فرمادیا کریں۔

حکم نمبر ۵۲۱

ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو دنیاوی راحت کا جو سامان (متاع) دیاہے آپ اس کو نظر بھر کر بھی نہ دیکھیں (اے رسول) اور نہ ان پر غم کریں۔ اور مومنوں کی طرف نرمی سے ہاتھ بڑھائیں (شفقت کے ساتھ پیش آئیں)

سُوْرَةُ الْحِجْر — آیت نمبر ۸۸

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو ایک نہایت ہی محبانہ مدبّرانہ اور حکمت آمیز یہ مشورہ دیا ہے کہ اللہ نے جن مختلف قسم کے لوگوں (طالبانِ دنیا) کو دنیاوی چندروزہ راحت کے سامان دیئے ہیں ان کی طرف آپ آنکھ بھی نہ اٹھائیں یعنی چاہنا تو کجا ادھر دیکھیں بھی نہیں کہ یہ سب گمراہوں کو بہلاوے میں رکھنے کا انتظام ہے اور یہ کہ ان کا غم بھی نہ کریں جو ایمان والے ہیں ان کے لیئے آپ کی شفقت اور نرمی ایسے سازوسامان سے بدرجہ بہتر افضل اور موجب راحت ہے سو آپ ان کی طرف نرمی کا ہاتھ بڑھائیں اور شفقت فرمائیں۔ ارشاد ہے کہ "لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَٱخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾"

حکم نمبر ۵۲۲

آپ کہدیجیئے اے رسول ﷺ کہ میں تو صاف صاف (کھلم کھلا اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والا ہوں۔

سُوْرَةُ الْحِجْر	آیت نمبر ۸۹

اس آیت پاک میں نہایت اختصار ووضاحت کے ساتھ کار رسالت کو یوں بیان کیا ہے کہ سرکار ﷺ سے ارشاد ہوا کہ آپ لوگوں کو بتادیں کہ میرا کام تو لوگوں کو ان کی گمراہی سے بچانے کے لیئے اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہے اس سے پہلی آیت میں طالبان دنیا کے لیئے غم نہ کرنے کی

اور اس سے پہلے درگذر کرنے کی ہدایت کے بعد یہ بات واضح کرنے کا حکم ہے کہ رسول ﷺ پر دوسروں کے عمل کی ذمہ داری نہیں بلکہ ان کا کام احکام الٰہی بیان کرکے لوگوں کو اس کے عذاب سے ڈرانا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ قُلْ اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ﴿۸۹﴾" کہدیجیئے کہ بے شک میں اعلانیہ (صاف صاف) ڈرانے والا ہوں (عذاب الٰہی سے)۔

حکم نمبر ۵۲۳

اے رسول ﷺ مشرکوں کی پروا کیئے بغیر آپ احکام کو ڈنکے کی چوٹ بیان فرمادیں جو آپ کو دیئے جارہے ہیں۔

سُوْرَۃُ الْحِجْر	آیت نمبر ۹۴

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا ہے کہ جو احکام آپ پر نازل کیئے جارہے ہیں آپ بے دھڑک ان کا اعلان مشرکوں کی پروا کیئے بغیر کر دیجیئے یا کیا کیجیے اور آگے فرمایا ہے کہ ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لیئے ہم کافی ہیں۔ اس آیت پاک سے جو سبق حاصل ہوتا ہے وہ یہ کہ منکرین کے لحاظ پاس یا خوف کے سبب حق گوئی سے ہرگز گریز نہ کیا جائے۔ ارشاد ہے کہ "فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۴﴾" اعلانیہ بیان فرمائیں وہ تمام احکام جو آپ کو دیئے جارہے ہیں اور مشرکین کی طرف سے منہ پھیر لیں (یعنی ان کی اور ان کے مذاق اڑانے کی پروا نہ کریں)

حکم نمبر ۵۲۴

اپنے رب کی حمد میں تسبیح کریں اور سجدہ گزاروں میں رہیں۔

سُوْرَةُ الْحِجْر آیت نمبر ۹۸

اس سے پہلے والی آیت میں تخاطب رسول ﷺ پاک سے ہے مگر اس آیت میں مخاطب واضح نہیں ہے مگر ہے وہ واحد حاضر چنانچہ یہ سمجھنادرست ہے کہ یہاں بھی مخاطبت خواہ رسول ﷺ پاک سے ہی ہو مگر حکم تمام اہل ایمان پر منطبق ہے اور درپردہ ہر سنے والا مخاطب ہے۔ ارشاد ہے کہ "فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾" اپنے رب کی حمد میں تسبیح کرو اور سجدہ گذاروں میں رہو۔ مختصراً یہ حکم اللہ کی حمد و تسبیح و سجدہ گزاری کا ہے۔

حکم نمبر ۵۲۵

بندگی، عبادت کرتے رہو اپنے رب کی تا آنکہ یقینی بات واقع ہو جائے (یعنی موت آجائے)

سُوْرَةُ الْحِجْر آیت نمبر ۹۹

اس آیت پاک میں تادم مرگ اللہ کی عبادت کرنے یعنی اظہار بندگی کا حکم نہایت اختصار سے دیا گیا ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صرف ایمان لانے کے بعد بات مکمل نہیں ہوتی بلکہ اس کی تکمیل خاتمہ بالخیر پر ہوتی ہے یعنی اصل مومن وہ ہے جو ایمان کے ساتھ زندہ بھی رہے اور مرے بھی تو مومن کی ہی موت سے۔ ارشاد ہے کہ "وَ اعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ ﴿۹۹﴾" اپنے رب کی بندگی کرو اس وقت تک جب یقینی بات ہو جائے (یعنی موت آجائے جس کا آنا یقینی ہے)

حکم نمبر ۵۲۶

اللہ کا فیصلہ آنے ہی والا ہے (جیسے کہ آ ہی پہنچا تو اے مشرکو) اس کے لیئے عجلت مت کرو۔ یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں اللہ اس سے پاک اور بلند تر ہے۔

سُوۡرَۃُ النَّحۡل آیت نمبر ۱

یہ سورۃ نحل کی پہلی آیت ہے اس میں دو بنیادی باتیں واضح کی گی ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ قیامت دور نہیں یہ دنیا کی زندگی جلد ہی ختم ہونے والی ہے اور فیصلہ کا دن قریب ہے اس لیئے منکرین سے کہا گیا ہے کہ تم اس وعدے کو جھوٹ جان کر قیامت کے آنے کی جلدی مت مچاؤ وہ فیصلہ تو آنے ہی والا ہے۔ دوسری بات ذات باریٔ تعالیٰ کے لیئے یہ بتائی گئی ہے کہ مشرک لوگ اللہ کے لیئے جو شرک کرتے ہیں اور دوسروں کو اس کا شریک سمجھتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے کہ اللہ تعالیٰ

ان کے شرک سے بہت بلند و برتر اور پاک ہے۔" اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ سُبۡحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ۝۱ "اللہ کا حکم آنے ہی والا ہے اس کے لیئے جلدی نہ کرو۔ اللہ پاک اور بلند و برتر ہے اس شرک سے جو مشرک کرتے ہیں۔ اس آیت میں کوئی واضح انداز کا حکم تو بظاہر نظر نہیں آتا مگر شرک نہ کرنے کی اور اللہ کی ذات کو شرک سے پاک اور بلند و برتر سمجھنے یا ماننے کی زبردست ترغیب اور سخت تنبیہ موجود ہے جو معنوی لحاظ سے حکم کا ہی درجہ رکھتی ہے۔

لفظ "**نَحۡل**" ویسے تو معروف معنٰی میں شہد کی مکھی کے لیئے استعمال ہوتا ہے مگر لفظ میں برا کہنے یا جھوٹ گھڑنے اور افترا کرنے کا مفہوم بھی موجود ہے۔ سورۃ ھٰذا کا نا "**اَلنَّحۡل**" اس وجہ سے بھی ہے کہ اس میں آگے چل کر شہد کی مکھی کا تذکرہ موجود ہے نیز یہ کہ اس کی پہلی ہی آیت مشرکین کے اِفتراء کا رد بھی ہے۔

حکم نمبر ۵۲۷

اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے فرشتوں کو وحی دیکر نازل فرماتا ہے کہ لوگوں کو تنبیہ کرو (ڈراو) کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے سو ڈرو اور پرہیز کرو (گناہ سے) یعنی تقویٰ کرو۔

سُوۡرَۃُ النَّحۡل آیت نمبر ۲

اس آیت پاک میں پہلی بات تو یہ بتائی گئی ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے رسول بناتا ہے دوسری بات یہ کہ وہ اپنے حکم سے فرشتوں کو وحی دیکر اپنے رسول پر نازل فرماتا ہے

تیسری وضاحت یہ ہے کہ رسول لوگوں کو اس امر حقیقت سے مطلع کریں کہ اللہ واحد ہے اور وہ ہی لائق عبادت ہے۔ اور یہ کہ لوگوں کو بداعمال کی سزا یعنی اللہ اور اس کے عذاب سے ڈرا کر گناہوں سے بچنے کی تنبیہ کریں۔ ارشاد ہے کہ "یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾" نازل فرماتا ہے۔ فرشتوں کے ذریعہ وحی اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے کہ لوگوں کو خبردار کریں یا تنبیہ کریں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی "اِلٰهَ" معبود نہیں سو تم ڈرو/ پرہیز کرو ہر اس بات سے جو منع کی جائے/ یا کی گئی یعنی اللہ کے عذاب اور سزا سے ڈر کر گناہوں سے بچتے رہو۔ تقویٰ کرو۔

حکم نمبر ۵۲۸

تمہارا معبود ایک ہی (واحد) معبود ہے۔ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے قلب اس کا انکار کرتے ہیں اور وہ متکبروں میں سے ہیں۔

سُوْرَةُ النَّحْل — آیت نمبر ۲۲ ـ ۲۳

آیت نمبر ۲۲ کے آغاز میں ہی واضح کر دیا گیا کہ واحد معبود (اللہ) کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے یہ حقیقت ان لوگوں پر نہیں کھلتی جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایسے لوگ تکبر کرنے والوں میں ہیں۔ اگلی آیت نمبر ۲۳ میں فرمایا کہ بے شک اللہ سب جانتا ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں چھپ کر یا اعلانیہ اور اللہ غرور تکبر کرنے والوں کو (جو خود کو عاجز کے بجائے بڑا سمجھیں) اللہ پسند نہیں فرماتا۔ متذکرہ دونوں آیات سے جو حکم اخذ ہوتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

- اللہ کی عبادت کرو جو واحد و لاشریک ہے۔

- آخرت پر ایمان لاؤ کہ تمہارے قلوب توحید کا انکار نہ کریں۔
- انکار توحید کر کے تکبر نہ کرو یعنی خود کو عاجز کے بجائے بڑا نہ جانو۔
- یہ یقین رکھو کہ تم چھپ کر یا کھل کر جو کچھ بھی کرتے ہو بے شک وہ اللہ جانتا ہے۔

اور یاد رکھو کہ تکبر کرنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا (تکبر کی ہی وجہ سے ابلیس مردود ہوا) ارشاد ہے کہ "اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾" معبود تمہارا معبود واحد ہے وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر ان کے قلوب منکر ہیں اور وہ تکبر کرنے والوں میں سے ہیں''لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ؕ" بے شک اللہ کو علم ہے اس سب کا جو یہ چھپ کر کریں یا اعلانیہ "اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾" وہ پسند نہیں فرماتا تکبر کرنے والوں کو۔

حکم نمبر ۵۲۹

دیکھو تو کتنا برا یہ بوجھ ہے جو یہ (منکرین) اپنے اوپر لا د رہے ہیں۔

سُوْرَةُ النَّحْل	آیت نمبر ۲۵

اس آیت سے پہلے والی آیت نمبر ۲۴ میں فرمایا گیا ہے کہ جب منکرین سے پوچھا جاتا ہے کہ اللہ نے تمہارے لیئے کیا نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تو پچھلے لوگوں کے قصے ہیں۔۔۔ اور آیت ھٰذا کے شروع میں فرمایا گیا کہ ایسا کہنے والے قیامت کے دن اپنے کہے اور کیئے کا پورا پورا بوجھ خود ہی اٹھائیں گے اور کچھ حصہ ان کے بوجھ کا بھی جن کو یہ لوگ بغیر علم (اپنے تو اہمات کی بنیاد پر) گمراہ کرتے ہیں۔ آیت ھٰذا کا آخری حصہ یہ ہے کہ "اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ " دیکھو تو

کتنا بڑا بوجھ ہے جو یہ اٹھا رہے ہیں" ایک تو بوجھ اس کفر کا ہے جو ان پر قرآن پاک کو گذرے ہوئے لوگوں کے قصہ اور کہانیاں کہنے سے عاید ہوتا اور دوسرا بوجھ بغیر علم دوسرے لوگوں کو گمراہ کرنے کا یا راہ راست پر آنے سے روکنے کا ہے۔

حکم نمبر ۵۳۰

داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں (اے متکبروں) جس میں ہمیشہ رہنا ہے اور تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا (جہنم) بہت ہی برا ہے۔

سُوْرَةُ النَّحْل آیت نمبر ۲۹

اس آیت پاک میں بیان کردہ حکم وہ نہیں جو اس وقت دیا جارہا ہے بلکہ یہ وہ حکم ہے جو یوم حشر دیا جائے گا تکبر کرنے والے کافروں کو قرآن حکیم میں لفظ متکبرین اکثر ان لوگوں کے لیئے استعمال ہوا ہے جو اپنے بڑے ہونے کے زعم میں حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے تھے ایک سابقہ آیت (۲۲) میں تو واضح کر دیا گیا ہے کہ جو متکبرین میں سے ہیں وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے قلوب معبود حقیقی کی وحدانیت تسلیم نہیں کرتے۔ اس آیت میں ان جیسے متکبرین کا انجام یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کو جہنم میں داخل کرکے ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے وہیں رکھا جائے گا جو تکبر کرنے والوں کا بہت برا ٹھکانا ہے۔ ارشاد ہے کہ " فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۲۹ " داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں وہاں ہمیشہ رہنے کے لیئے کیا برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کے لیئے!۔

حکم نمبر ۵۳۱

اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا اس لیئے کہ تم عبادت کرو اللہ کی اور طاغوت (شیطان) سے بچتے رہو۔ پس ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دیدی اور بعض پر گمراہی مسلط ہو گئی۔ اور تم زمین کی سیر کر کے دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

سُوْرَةُ النَّحل آیت نمبر ۳۶

اس آیت پاک میں یہ اعلان فرمایا ہے کہ اس (اللہ) نے ہر قوم میں اپنے رسول بھیجے ہیں اور ان کے ذریعہ طاغوت سے بچتے رہنے کا حکم دیا ہے طاغوت کا لفظ کفر کی مختلف علامتوں کے لیئے استعمال ہوا ہے جس کے مفہوم میں شیاطین، بت، جھوٹے معبود اور وہ تمام شر کی قوتیں شامل ہیں جو اللہ واحد و لاشریک کی عبادت میں مانع ہوں بت، جادو، جادوگر، کاہن، دیو اور دیگر بنائے ہوئے جھوٹے معبود شامل ہیں معنوی اعتبار سے اس کا قریب ترین ہم معنٰی لفظ "شیطان ہے" اور شیطان کے معنٰی بھی صرف ابلیس کے نہیں ہیں بلکہ ہر سرکش باغی انسان / جنات یا / حیوان چوپایا (خاص کر شریر گھوڑا) بھی اس کے مفہوم میں شامل ہیں۔ آیت ھٰذا میں اس اعلان کے بعد کہ رسولوں کے ذریعہ طاغوتی قوتوں سے بچتے رہنے کی ہدایت کے علاوہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ ہر قوم میں کچھ لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی اور کچھ پر گمراہی مسلط ہو گئی مزید فرمایا کہ اے لوگو تم زمین پر چل پھر کے ان آبادیوں کی بربادی کا حال دیکھو جن پر جھٹلانے والوں کی وجہ سے عذاب نازل ہوا اور وہ

سب تباہ وبرباد ہوگئے۔ ارشاد ہے کہ "وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ" اور ہم نے ہر امّت میں ایک رسول بھیجا کہ عبادت کرو اللہ کی اور بچتے رہو طاغوت سے۔ "فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ" اور ان میں سے کچھ کو اللہ نے ہدایت دی اور کچھ پر گمرہی مسلط ہوگئی "فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾" اور سیر کرو زمین میں اور نظر ڈالو جھٹلانے والوں کے انجام پر۔

احکام نمبر ۵۳۲

آپ جاننے والوں سے پوچھ لیجئے کہ ہم نے آپ سے پہلے بھی صرف مردوں کو ہی (رسول بناکر) وحی نازل کر کے بھیجا ہے روشن آیات اور کتب کے ساتھ اور آپ پر بھی ذکر (قرآن) نازل کیا ہے کہ آپ وہ ظاہر کر دیں لوگوں کے لیئے جو ہم نے بھیجا ہے تاکہ وہ غور وفکر کریں۔

سُوْرَةُ النَّحْل آیت نمبر ۴۳۔۴۴

محوّلہ بالا دونوں آیات کو تسلسل مضمون کے سبب ایک ہی حکم کے زیر عنوان تحریر کیا جارہا ہے پہلی آیت نمبر ۴۳ میں ارشاد کیا گیا ہے کہ اے رسول ﷺ آپ سے پہلے بھی ہم نے اپنی وحی کے ساتھ جو رسول بھیجے وہ سب مرد ہی تھے۔ اور بشمول آپ کے تمام رسول روشن دلیلیں اور ہدایت والی کتابیں لیکر بھیجے گئے ہیں آپ پر بھی اے رسول ہم نے لوگوں کے لیئے جو کچھ نازل

کیا ہے وہ تمام احکام و ہدایات آپ لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان فرمادیں کہ شاید یہ لوگ غور و فکر کر کے راہ راست پر آجائیں۔ ارشاد ہے "وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾" اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے قبل مردوں کے علاوہ کسی کو اپنی وحی کے ساتھ۔ آپ اہل ذکر سے چاہیں تو تصدیق کروا سکتے ہیں۔ یہاں اہل ذکر سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو ہدایت دی گئی ہے یعنی سابقہ اُمم کے اہل ایمان جو انبیاء سے ماسبق کی تصدیق کر سکتے ہیں آیت نمبر ۴۴ میں ارشاد ہے "بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ ؕ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾" روشن نشانیوں اور کتب کے ساتھ اور ہم نے آپ ﷺ پر جو نازل کیا لوگوں کے لیئے کھول کھول کر اسے بیان فرمادیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ "سوچیں"۔

حکم نمبر ۵۳۳

اور فرمایا اللہ نے کہ دو معبود مت بناؤ۔ بے شک وہ معبود واحد ہے۔ سو تم صرف مجھ سے ہی ڈرو۔

سُوْرَۃُ النَّحل آیت نمبر ۵۱

اس آیت پاک میں دو واضح حکم ہیں اول تو یہ کہ وحدانیت پر ایمان رکھو یعنی دو/یا زاید معبود نہ بناؤ کہ معبود حقیقی صرف اللہ ہے جو واحد ہے یعنی معبودیت کے لیئے اس کا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ تمام کون و مکاں ارض و سماں، زمان و مکاں میں جو کچھ یعنی پوری مخلوق کا خالق و مالک اور لائق عبادت صرف اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں نہ کوئی اس کا

شریک ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ اللہ سے ہی ڈرو اور اللہ سے ڈرنے والے یعنی اس کے اولیا جیسا کہ ارشاد ہو چکا ہے کہ وہ ہر خوف اور غم سے آزاد ہوتے ہیں یعنی اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ آیت ھذا یوں ہے کہ "وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْۤا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ ۚ" اللہ نے فرمایا کہ دو اِلٰہ نہ بناؤ "اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ" بے شک وہ ہی تمہارا اِلٰہ ہے "فَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾" اور تم مجھ ہی سے ڈرو۔

حکم نمبر ۵۳۴

تم فائدہ اٹھالو متاعِ دنیاوی کا چند دن پھر جلدی ہی تم کو انجام معلوم ہو جائے گا۔

سُوْرَةُ النَّحْل آیت نمبر ۵۵

اس مختصر آیت پاک میں بڑی نصیحت موجود ہے۔ ارشاد ہے کہ "لِیَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۙ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾" جو ہم نے ان کو عطا کیا وہ اس سے انکار کرنے لگتے ہیں (یہ بات مشرکین کی ناشکری کے حوالے سے کہی گئی ہے) اسی کے ساتھ ایک حکم صرف ایک لفظ "فَتَمَتَّعُوْا" میں اس طرح دیا گیا ہے کہ جیسے کوئی چیز واجب کی جاتی ہے مگر مفہوم نہ کرنے یا تنبیہ کا ہے کہ اچھا متاع دنیا کے چند روزہ فائد حاصل کر کے عیش کر لو اس کا انجام تم کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا یعنی یہ کہ قیامت قریب ہے اور روز حشر تم کو حُبِ دنیا میں مبتلا ہو کر کفر کرنے کی پوری سزا ملے گی کہ یہ ہی تمہارے شرک و کفر کا انجام ہے۔

حکم نمبر ۵۳۵

واللہ تم سے ضرور پوچھا جائے گا تم جو جھوٹ گھڑتے ہو (اللہ پر) اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے تم نے جو ان کا حصہ مقرر کر رکھا ہے جن کا تم کو کوئی علم بھی نہیں۔

سُوْرَۃُ النَّحْل — آیت نمبر ۵۶

اس آیت پاک میں بت پرستوں کو متنبہ کیا ہے اس افتراء پردازی کے لیئے جس کی بنیاد پر وہ اپنے مال میں سے بتوں کو چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور اسے نیکی کا کام جانتے ہیں جیسے کہ ان کو اس کا حکم دیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات پاک کی قسم کھا کر کہا ہے کہ اس افترا پردازی کی پرسش تم سے ضرور کی جائے گی کہ تم نے اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے ان بتوں اور جھوٹے معبودوں کا بھی حصہ مقرر کر لیا ہے جن کے بارے میں تم کو علم بھی نہیں ہے اس افترا جھوٹ یا من گھڑت یا بہتان کی تم سے پرسش واللہ کی جائے گی۔ ارشاد ہے کہ "وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝۵۶" اور مقرر کرتے ہیں حصّہ ان کے لیئے ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے جن کو یہ جانتے بھی نہیں۔ واللہ اس افترا پر ان سے ضرور پوچھ کچھ ہو گی کہ یہ انفاق نہیں ہے۔ جبکہ ایصال ثواب کے لیئے یا حقداروں کو دیئے ہوئے رزق سے حصّہ دینا موجب ثواب ہے اور جھوٹے معبودوں کے لیئے چڑھاوے گناہ اور شرک کی تعریف میں آتے ہیں۔

حکم نمبر ۵۳۶

دیکھو تو یہ (مشرکین) کیسے برے فیصلے (تجویز) کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ النَّحل آیت نمبر ۵۹

ذرا دیکھو تو یہ کیسے برے فیصلے کرتے ہیں یہ آیت ھٰذا کا آخری جزو ہے اس سے قبل آیات میں مشرکین خاصکر "بنو خزاعہ" کے اس عقیدے یا تصور کا بیان ہے کہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے جبکہ اللہ والدین اور اولاد کے رشتہ سے بالاتر اور پاک واحد ولاشریک ہے۔ یہ کمبخت اللہ کے لیئے تو بیٹیاں تجویز کرتے تھے جبکہ اپنے لیئے بیٹی کی ولادت کو برا سمجھتے تھے آیت نمبر ۵۸ میں ارشاد ہے کہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو غم کے مارے اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔ آیت نمبر ۵۹ کے آغاز میں فرمایا وہ اس خبر پر جو اسے دی گئ لوگوں سے چُھپتا پھرتا ہے اور سوچتا ہے کہ بیٹی کو رہنے دے یا اس کو زندہ دفن کر دے اس کے بعد فرمایا کہ دیکھو تو "اَلَا" یہ کیسے بُرے فیصلے تجویز کرتے ہیں اس بیان سے واضح حکم یہ ہی ملتا ہے کہ لڑکی اگر پیدا ہو تو اس کو بدبختی یا برائی نہ سمجھو کہ قرآن حکیم بیٹی کی ولادت کی خبر کو "بشارت" یعنی خوشخبری کہتا ہے اور اہل ایمان اسے باعث رحمت جانتے ہیں۔ مگر مشرک اپنے لیئے بیٹوں کو پسند کرتے ہیں اور اللہ کے لیئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔ جبکہ وہ عمل تولید سے بالاتر اور پاک ہے "لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳"

حکم نمبر ۵۳۷

اور ہم نے آپ ﷺ پر جو کتاب (قرآن) نازل کی ہے وہ اس لیئے کہ لوگوں میں جن باتوں پر اختلاف ہے آپ ان کو واضح فرمادیں اور یہ ہدایت اور رحمت ہے ایمان لانے والے لوگوں کے لیئے۔

سُوْرَۃُ النَّحْل آیت نمبر ۶۴

محوّلہ بالا آیت پاک سے قرآن حکیم کے ضمن میں دو باتیں واضح فرمائی گئی ہیں اول یہ کہ لوگوں کے اختلافی مسائل پر قرآن حکیم فیصل ہے دوم یہ کہ اہل ایمان کے لیئے ہدایت اور رحمت ہے سرکار سے فرمایا گیا کہ ہم نے آپ پر اس کو اسی لیئے نازل کیا ہے کہ لوگوں کے اختلاف کا فیصلہ قرآن کے مطابق فرمادیں اور اہل ایمان کو ان کے لیئے قرآن حکیم کے ہدایت و رحمت ہونے کا مژدہ سنادیں۔ ارشاد ہے کہ "وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾" اور نہیں نازل کی ہم نے آپ پر کتاب سوا اس کے کہ لوگ جس پر اختلاف کرتے ہیں آپ اس کو صاف بیان کردیں (یعنی سچ بتادیں) کہ یہ ماننے والوں کے لیئے ہدایت و رحمت ہے۔

حکم نمبر ۵۳۸

اور مثال مت بناؤ اللہ کی۔ بے شک جاننے والا وہی ہے اور تم نہیں جانتے۔

سُوْرَۃُ النَّحْل آیت نمبر ۷۴

اس آیت پاک میں ایک حکم اور ایک بیانِ حقیقت ہے حکم یہ ہے کہ تم اللہ کے لیئے مثالیں مت گھڑو یعنی کسی اور کو اللہ کی طرح نہ جانو نہ مانو یعنی یہ کہ اس کی ذات پاک واحد ہے اور جو صفاتِ عالیہ اس کی ہیں ویسی اور کسی کی نہیں اور ایک حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ علم صرف اللہ کے پاس ہے تمہارے یا کسی دوسرے کے پاس نہیں ہے سوائے اس کے جس کو اس نے جتنا عطا کر دیا ہو۔ مراد یہ ہے کہ حقائق کا ادراک اور ایمان اپنی محدود معلومات کے تابع کرنے کے بجائے احکام الٰہی کے تابع کیا جائے یعنی جو حکم اللہ کا ہو اس کو تسلیم کرو اور اپنے اوہام والتباسات کا شکار نہ ہو ارشاد ہے کہ "فَلَا تَضۡرِبُوۡا لِلّٰهِ الۡاَمۡثَالَ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۴﴾" "اللہ کے لیئے مثالیں مت بناؤ بے شک جاننے والا وہ ہی ہے تم نہیں جانتے۔

حکم نمبر ۵۳۹

اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا جب تم ذرا سا بھی علم نہ رکھتے تھے (کچھ بھی نہ جانتے تھے) پھر اللہ نے تم کو سماعت کو بصارت اور دل (و دماغ) دیا تاکہ تم شکر ادا کرو۔

سُوۡرَةُ النَّحۡل	آیت نمبر ۷۸

اس آیت پاک سے ظاہر ہے کہ اللہ نے انسان کو جو آنکھ، کان اور دل و دماغ یعنی جو حواس اور شعور بخشا ہے اس کی ایک غایت یہ ہے کہ انسان سوجھ بوجھ سے کام لیکر اللہ کا شکر ادا کرے اس بیانِ حقیقت سے ترغیب شکر گزاری بدرجہ حکم اخذ ہوتی ہے یعنی یہ کہ اے لوگو سوجھ بوجھ سے کام لیکر اپنے معبود لاشریک کا شکر بجالاؤ کہ اس نے تم کو علم دیا آنکھیں دیں کان دیئے اور

دل و دماغ دیا یعنی وہ خصوصیات اور صلاحیتیں عطا فرمائیں جو تم کو دیگر مخلوق سے برتر بناتی ہیں کہ حقیقی سماعت و بصارت و آگہی (علم) سوائے انسان کسی دوسری مخلوق کے پاس نہیں ہے یہاں علم سے مراد معرفت بھی لی جاسکتی ہے کہ عالم ظاہر کا علم حواس کے تابع ہے اور معرفت دل کو عطا ہوتی ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾" اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا جب تم کو کسی بھی چیز کا علم نہیں تھا پھر اللہ نے دیکھنے اور سننے کی طاقت یعنی کان اور آنکھیں اور دل عطا کیا تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔

حکم نمبر ۵۴۰

اور اگر یہ منہ موڑتے ہیں تو آپ کی ذمہ داری تو پس (احکام الٰہی کو) وضاحت کے ساتھ پہنچا دینا ہے۔

سُوْرَةُ النَّحْل	آیت نمبر ۸۲

اس آیت پاک سے پہلے اللہ نے اپنی عطاؤں کا ذکر فرما کر ارشاد کیا ہے کہ یہ نعمتیں اے لوگو تم کو اس لیئے دی گئی ہیں کہ تم اللہ کے فرمانبردار ہو جاؤ۔۔۔۔ اور اس کے بعد آیت ھٰذا میں سرکار ﷺ سے ارشاد کیا کہ اے رسول ﷺ اگر یہ لوگ پھر بھی بات نہ مانیں یعنی منہ پھیر لیں تو آپ (بالکل رنجیدہ نہوں) کہ آپ کی ذمہ داری تو بس یہ ہے کہ ہمارا پیغام ان کو واضح کر کے پہنچا دیں۔ اگر یہ نہ مانیں تو اس کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے۔ ارشاد ہے کہ "فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾" اور اگر یہ منہ پھیر لیں تو آپ پر (پیغام) کھول کر پہنچانا ہے۔

حکم نمبر ۵۴۱

اللہ تم کو یقیناً حکم دیتا ہے عدل واحسان اور قرابت داروں کو کچھ دیتے رہنے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی برائی اور ظلم و زیادتی سے۔ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ تم اسے یاد رکھو۔

سُوْرَۃُ النَّحل	آیت نمبر ۹۰

اس آیت پاک میں تین مثبت اور تین منفی احکام ہیں۔ درج ذیل تین کام کرتے رہنے ضروری ہیں۔

- انصاف کرنا
- احسان کرنا
- قرابت داروں کو کچھ دیتے رہنا

درج ذیل تین کام نہ کرنا لازم ہے۔

- بے حیائی کے کام نہ کرنا
- برائی نہ کرنا
- ظلم اور زیادتی نہ کرنا

درج بالا احکام یا نصیحتیں اس لیئے ہیں کہ بندہ ہر وقت اللہ کو یاد کرتا رہے۔

انسان جو بھی کرے یہ سوچ کر کرے کہ اس کا عمل تقاضۂ انصاف کے خلاف تو نہیں ہے۔ جب کوئی کام کرے تو کوشش کرے کہ وہ کام اپنے اور دوسروں کے لیئے نیکی ہو اور روزمرہ کے معاملات میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ قربت رکھنے والوں کا حق ادا ہوتا رہے۔ قربت خون کے

رشوں کی ہو کہ سماج اور مکان کی یعنی رشتہ دار، ساتھی اور پڑوسی انسان کے حسنِ سلوک سے محروم نہ ہوں۔ مندرجہ بالا کی تعمیل کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ انسان ہر کام کرتے وقت اس بات کا خیال رکھے کہ اس کا عمل احکام الٰہی کے خلاف تو نہیں کہ برائی کا تصور ہی یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی ہو اور مطابق حکم کوئی برائی نہیں ہے اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ انسان کو خلوت و جلوت ہر دو حالت میں بے حیائی کے کاموں سے بچتے رہنا ضروری ہے کہ حیا نصف ایمان تصور کی جاتی ہے اور اس کی خلاف ورزی تو کھلی بے ایمانی ہے نیز یہ کہ انسان کو یہ لحاظ بھی بروقت رکھنا ہے چاہیئے کہ اس کے عمل سے کسی کے ساتھ زیادتی اور ظلم تو نہیں ہو رہا ہے ظلم اوروں کے ساتھ ہی نہیں اپنے نفس پر بھی ظلم کرنا گناہ کے معنٰی رکھتا ہے ظاہر ہے کہ انسان اگر مندرجہ بالا کا لحاظ رکھے گا تو ہر وقت یہ بات اسے ملحوظ رہے گی کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے احکام الٰہی کے مطابق اور یہ احساس رکھنا" لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ" ہی کی شرح ہے ارشاد ہے کہ "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ ٩٠" بے شک اللہ حکم دیتا ہے انصاف اور احسان اور قرابت داروں سے حسن سلوک کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی کے کاموں سے برائی سے اور ظلم و زیادتی سے اور نصیحت کرتا ہے تم کو کہ تم اس کو یاد رکھو نصیحت پر عمل کرکے۔

حکم نمبر ۵۴۲

وہ عہد جو تم اللہ سے کر چکے ہو اس کو وفا کرو اور اپنی قسموں کو پکّا کرنے کے بعد مت توڑو جب تم اللہ کو اپنا کفیل بنا چکے ہو۔ بے شک اللہ وہ سب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اس آیت پاک میں ہدایت خاص ان لوگوں کے لیئے ہے جو آغازِ اسلام کے وقت آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے اور کفار کے غلبہ سے متاثر ہو کر تذبذب کی طرف مائل ہونے والے تھے کہ شیطان ان پر ارتداد کے جرم کا ارتکاب چاہتا تھا اس آیت پاک کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرما کر ان کو حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا کی ارشاد ہے کہ "وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ "اور وفا کرو اللہ سے عہد جو تم باندھ چکے ہو اور اپنی قسموں کو مستحکم کرنے کے بعد توڑو نہیں جب تم اللہ کو اپنا کفیل بنا چکے ہو اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ خوب جانتا ہے۔

اس آیت پاک سے ایک سبق یہ بھی ملتا ہے بلکہ اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ سرکار ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنا یا ایمان لانا۔ دراصل اللہ سے عہد وفا کرنا اور اسے اپنا کفیل بنانا ہے اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ایمان لانے والے اپنے عہد پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ عہد ایفانہ کرنے یا اس سے انحراف کرنے کا انجام دنیاو آخرت ہر دو جگہ برا ہے جس کی تشریح آیات ۹۴ اور ۹۵ میں کی گئی ہے۔

حکم نمبر ۵۴۳

اپنی قسموں کو باہم دھوکے اور فساد کا موجب نہ بنانا کہ تمہارے قدم جمنے کے بعد متزلزل ہو جائیں اور تم کو برے انجام کا مزہ چکھنا پڑے کہ تمہاری بد عہدی اللہ کی راہ پر آنے والوں کو روکنے کا سبب بنے اور تم کو اس کا بڑا عذاب ملے۔

سُوْرَةُ النَّحْل

آیت نمبر ۹۴

سابقہ حکم میں اللہ سے کیئے ہوئے وعدے وفا کرنے اور اپنی قسموں کو پکّا کر کے نہ توڑنے کی تاکید تھی جبکہ آیت ھٰذا میں اپنی قسموں کو باہم فساد و فریب کا ذریعہ بنانے سے منع کیا گیا ہے کہ اگر ایمان لانے کے بعد باہم دھوکہ دہی فریب اور فساد کے لیئے قسموں کو ذریعہ بنایا گیا تو مسلمانوں کی یہ حالت یا بد اخلاقی دیکھ کر ایمان لانے والوں کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہو گی اور اپنی قسموں کو ذریعۂ فریب بنانے والوں کو داخل اسلام ہونے والے لوگوں کو روکنے کا بڑا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ ارشاد ہے کہ "وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾" اور نہ بناؤ اپنی قسموں کو باہم ذریعہ فریب کہ تمہارے قدم جمنے کے بعد لڑکھڑا جائیں اور تم کو برا مزہ چکھنا پڑنے اس کا کہ تم نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور تم کو اس کا بڑا عذاب بھگتنا پڑے۔

مراد یہ کہ لوگ اللہ کی راہ پر آنے سے یہ دیکھ کر باز آجائیں کہ مسلمان تو باہم قسمیں کھا کر ایک دوسرے کو دھوکہ دیتے ہیں اور یہ کہ اس طرح قسموں کو ذریعہ فریب بنانے والے مسلمان لوگوں کو راہ دین کی طرف آنے سے روکنے کے ذمہ دار قرار پائیں اور ان کو اس جرم کا سخت عذاب بھگتنا پڑے۔ دنیاوی خسارہ یہ ہو کہ باہم اتحاد کم ہو کر کمزوری آئے اور آخر یہ کہ عذاب بھی بھگتنا پڑے۔

حکم نمبر ۵۴۴

اللہ سے کیئے ہوئے عہد کا سودا حقیر معاوضہ کے بدلے مت کرو۔ بے شک اللہ کے پاس جو (عہد پر قائم رہنے کا) صلہ ہے وہ تمہارے لیئے زیادہ اچھا ہے اگر تم سمجھ سکو۔

سُوْرَةُ النَّحْل　　آیت نمبر ۹۵

یہ آیت پاک بھی عہد کر کے اور قسمیں کھا کر تھوڑے اور عارضی فائدے کے عوض ان کو توڑنے کی غلطی سے روکنے کی ہدایت ہے۔ کھلا حکم ہے کہ ادنیٰ قیمت پر اللہ سے کیئے ہوئے وعدے کا سودا نہ کرو۔ اللہ سے عہد کرنے کے معنیٰ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے ہیں اور مخاطبت چونکہ سارے اہل ایمان سے ہے اس لیئے اللہ سے عہد کے معنیٰ ایمان لانے کے بھی ہیں اور حکم ہے کہ دنیاوی عارضی فانی ادنیٰ معاوضہ کے لالچ میں بے ایمانی نہ کرو اس لیئے کہ ایمان یا اللہ سے عہد پر قائم رہنے والوں کے لیئے اللہ کے پاس آخرت میں جو بدلہ ہے وہ اس حقیر دنیاوی معاوضہ سے بدرجہ بہتر ہے اول یوں کہ وہ کسی بندے سے نہیں ملے گا بلکہ اللہ پاک کی عطا ہو گی۔ دوم یہ کہ وہ دائمی اور ہمیشہ قائم رہنے والا معاوضہ یا بدلہ (جزا) ہو گا۔

ارشاد ہے کہ "وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ "اللہ سے کیئے ہوئے عہد تھوڑی قیمت پر مت بیچو۔ بے شک اللہ کے پاس جو ہے وہ تمہارے لیئے بہترین ہے۔ اگر تم سمجھ سکو۔۔۔۔ دراصل بڑی اور دائمی حقیقتوں کی بصیرت ایمان سے ہی حاصل ہوتی ہے اور جن کے ایمان مضبوط ہیں وہ ہی صاحبان بصیرت یعنی سوجھ بوجھ والے ہیں چنانچہ "اگر تم جانتے ہو۔۔۔۔ سمجھتے ہو۔۔۔۔ یا علم رکھتے ہو کے معنی یہ ہیں کہ اگر تم پکے ایمان والے ہو کہ بغیر ایمان عرفان حقیقت ممکن ہی نہیں ہے۔"

اس آیت پاک کے بعد آیت نمبر "۹۶" اور "۹۷" میں آخرت کے اچھے بدلے کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے کہ ہم صبر کرنے والوں (یعنی جو آخرت کے منتظر ہیں) اور اعمال صالح کرنے والوں کو اجر (اچھا بدلہ) ضرور دیں گے۔

حکم نمبر ۵۴۵

اور جب قرآن حکیم پڑھو تو اللہ کی پناہ میں آجایا کرو شیطان مردود سے بچ کر۔

سُوْرَةُ النَّحل آیت نمبر ۹۸

اس آیت پاک میں نہایت مختصر انداز میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب بھی تلاوت قرآن حکیم کرو تو اس وقت اللہ سے پناہ مانگ کر شیطان مردود سے بچکر اللہ کی حفاظت میں آجایا کرو۔ تلاوت شروع کرنے سے پہلے آعوذ پڑھنا سنتِ رسول ﷺ بھی ہے اور قرآن حکیم کا واضح حکم بھی۔ ویسے تو ہر حال میں ہی انسان کو اللہ سے پناہ طلب کرنی چاہیئے کہ شیطان مردود کسی وقت بھی انسان دشمنی بلکہ صاحب ایمان کی دشمنی سے غافل نہیں ہوتا لیکن قرآن حکیم کی تلاوت اس پر بہت بار گزرتی ہے اس لیئے وہ ہمیشہ قاری پر وار کرنے اس کے دل میں وسوسے ڈالنے اور قرآن حکیم کے الفاظ غلط ادا کروا کے ثواب تلاوت ضائع کروانے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ شیطانی تدبیر کے رد میں حضور ﷺ کا طریقہ اور اللہ کا حکم ہے کہ ""فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ جب قراءت قرآن کرو تو اللہ کی پناہ میں آجایا کرو شیطان مردود سے بچکر۔ (یعنی دل میں پناہ مانگنے کے ساتھ زبان سے بھی کہا کرو" اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ) ﴿۹۸﴾"

احکام نمبر ۵۴۶

فرمادیجیئے اے رسول ﷺ کہ قرآنِ حکیم کو روح القدس (جبرئیلؑ) بالکل ٹھیک تمہارے رب کی طرف سے لائے ہیں تاکہ یہ ثابت قدم رکھے ایمان والوں کو کہ یہ تسلیم کرنے والوں کے لیئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔

سُوۡرَةُ النَّحۡل	آیت نمبر ۱۰۲

اس آیت پاک میں رسول پاک ﷺ سے یہ ارشاد فرمانے کے لیئے کہا گیا ہے کہ قرآنِ حکیم کو اللہ کی طرف سے جبرئیل امین بالکل ٹھیک لے کر آئے ہیں اور اس کا مقصد ایمان لانے والوں کو ثابت قدم رکھنا ہے کہ یہ تسلیم کرنے والوں کے لیئے ہدایت اور خوشخبری ہے پہلی بات یہ کہ جبرئیل امین اسے بالکل ٹھیک لاے ہیں یعنی جس طرح اللہ نے ان کو دیا ویسا ہی انہوں نے سرکار ﷺ کو پہنچادیا اس میں کوئی غلطی یا تبدیلی نہیں ہوئی جبرئیل کو "امین" اسی لیئے کہتے ہیں کہ انہوں نے جیسا وصول کیا ویسا ہی پہنچادیا ساتھ ہی قرآن پاک کی غایت اور مقصدیت یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ہدایات انسان کو اللہ کی راہ میں ثابت قدم رکھنے کے لیئے ہیں اسی لیئے یہ مسلمین یعنی تسلیم کرنے اور فرمانبرداری کرنے والوں کے لیئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔ خوشخبری یا بشارت اس لیئے کہا گیا ہے اس میں تعمیل حکم کرنے والوں کو نیک انجام اور آخرت میں نیک بدلے کی خبر دی گئی ہے۔ ارشاد ہے کہ "قُلۡ نَزَّلَهٗ رُوۡحُ الۡقُدُسِ مِنۡ رَّبِّكَ بِالۡحَـقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَهُدًى وَّبُشۡرٰى لِلۡمُسۡلِمِيۡنَ ﴿۱۰۲﴾" اور اگلی آیت میں کفار کے اس واہمے اور غلط بیانی کو رد کیا گیا ہے کہ یہ کسی (عجمی) کی مشاورت سے سرکار ﷺ کا بنایا ہوا ہے۔

حکم نمبر ۵۴۷

اللہ نے تم کو جو جائز اور پاکیزہ رزق دیا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم واقعی اس کی عبادت کرنے والوں میں ہو۔

سُوْرَةُ النَّحْل آیت نمبر ۱۱۴

اس آیت پاک میں خود کو عبد اور اللہ کو معبود واحد ماننے والوں یعنی اس کی عبادت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے دیئے ہوئے حلال اور طیب رزق میں سے کھاؤ اور اللہ کا شکر بجالاؤ۔ اس آیت پاک کی مقصدیت عابد کو شاکر بنانا ہے کہ انسان کو پیدا ہی کیا گیا ہے عبادت کرنے کے لیئے اور شکر گزاری کو لازمہ عبادت بنانے کا حکم ہے تا کہ عبادت کرنے والے شکر گزار بھی رہیں کہ اللہ نے ان کو رزقِ حلال وطیب عطا کیا ہے دراصل پاکیزہ اور جائز رزق استعمال کر کے اپنے رازق کی شکر گزاری بھی عبادت ہے۔ ارشاد ہے کہ "فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۱۱۴" کھاؤ تم اس میں سے جو رزق دیا ہے تم کو اللہ نے حلال اور پاکیزہ اور شکر ادا کرو اللہ کی نعمت کا اگر تم واقعی اس کی عبادت کرتے ہو۔

حکم نمبر ۵۴۸

بے شک تم پر حرام کیا گیا مردار۔ خون۔ سور کا گوشت اور وہ جو اللہ کے سوا کسی غیر کے نام کیا گیا ہو۔ سوا اس کے جو بے تاب ہو اور باغی یا عادی نہ ہو۔

سُوْرَةُ النَّحْل
آیت نمبر ۱۱۵

آیت ھٰذا سے قبل حلال اور پاکیزہ رزق کھا کر شکر ادا کرنے کا حکم ہے اور آیت ھٰذا میں حرام نہ کھانے کا۔ حرام کی ہوئی چار چیزیں ہیں ایک تو مرا ہوا جانور (مردار یا میت) دوسرے بہتا ہوا خون۔ تیسرے سور کا گوشت اور چوتھے ہر وہ چیز جو غیر اللہ کے نام مختص کر دی گئی ہو مثلاً بتوں کے چڑھاوے وغیرہ۔ ان حرام کی ہوئی چیزوں میں بھی وہ شخص مستثنیٰ ہے جو بھوک سے بے تاب ہو مگر باغی اور عادی نہو۔ یعنی حکم الٰہی سے بغاوت اور نافرمانی کر کے حکم کو رد کرنے والا نہ ہو اور حد سے بڑھنے والا یعنی (غیر ضروری عادی) شوقین نہ ہو یا لذت کی بنیاد پر کھانے والا نہ ہو تو ایسے شخص کے لیئے اللہ بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔ ارشاد ہے "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾" بے شک حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جو اللہ کے سوا کسی غیر کے نام مختص کیا جائے سوائے اس کے کہ جو بے تاب (مضطر) ہو مگر نافرمان اور عادی (لذت پسند) نہو تو اللہ بڑا بخشنے اور معاف کرنے والا ہے۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ بتوں کے یا کسی دوسرے فرد کے نام پر مختص کیا ہوا کھانا حرام ہے مگر اس تعریف میں نیاز و نذر کے وہ کھانے نہیں آتے جو اللہ کی نذر کیئے جاتے ہیں اور ان کا ایصال ثواب اللہ کے کسی مرحوم بندے بزرگ یا خود رسول کریم ﷺ کو کیا جائے یہ تبرک یا لنگر کی تعریف میں ہے۔

حکم نمبر ۵۴۹

اور جو بھی تمہاری زبان پر آجائے وہ جھوٹ موٹ مت کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے ایسا کہنا اللہ پر افترا کرنا ہے

جھوٹ کا۔ اور جھوٹ کا اللہ پر بہتان باندھنے والے ہر گز فلاح نہیں پائیں گے۔

سُوْرَةُ النَّحْل آیت نمبر ١١٦

یہ آیت پاک موجب عبرت ہے ان لوگوں کے لیئے جو غیر ذمہ دارانہ طور پر از خود حلال اور حرام کے غلط فتوے دیتے ہیں حرام صرف وہ ہی چیزیں ہیں جن کو اللہ کے منع کیا ہے اور جس کو حلال اور پاکیزہ رزق کہا ہے اس کو حرام قرار دینا غلط ہے نہ کوئی حلال کو حرام اور نہ حرام کو حلال قرار دے سکتا ہے ایسے لوگوں کے لیئے کہا گیا ہے کہ وہ کبھی فلاح نہیں پاسکتے اس لیئے کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتانا اللہ پر جھوٹ گھڑنے کے مترادف ہے چنانچہ غیر ذمہ دارانہ دعویٰ کرنے والوں کو اپنی زبان پر قابو رکھنا چاہیئے۔ نذر نیاز فاتحہ گیارہویں اور میلاد شریف کے وہ کھانے اور مٹھائی وغیرہ جو اللہ کی نذر کی گئی ہو اور اس پر اللہ کے سوا کسی غیر کا نام نہ لیا گیا ہو اس کو حرام کہنا افتراء (اللہ پر جھوٹ تھوپنے) کی تعریف میں آتا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿١١٦﴾ "تم وہ جھوٹ مت کہو جو تمہاری زبانوں پر آجائے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے یہ اللہ پر جھوٹ گھڑنا ہے اور وہ لوگ جو اللہ پر (افتراء کرتے ہیں) جھوٹ گھڑتے ہیں "بہتان باندھتے ہیں" کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

حکم نمبر ۵۵۰

پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لیئے جنہوں نے ناواقفیت کے سبب برا کام کیا پھر اس کے بعد اس کام سے توبہ کرکے اپنی

اصلاح کرلی۔ بے شک آپ کا رب اس کے بعد بڑا بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

سُوْرَةُ النَّحْل آیت نمبر ۱۱۹

اس آیت شریف میں ان لوگوں کے اعمال بد کی معافی اور اللہ کی بخش اور رحم کا اعلان ہے جنہوں نے معلومات نہونے یا ہدایت نہ پہنچنے کے سب اعمال بد کا ارتکاب کیا مگر معلوم ہونے کے بعد اس عمل سے توبہ کرکے پھر کبھی انجام نہیں دیا یعنی اپنی اصلاح کرلی تو ایسا کرنے والوں کے لیئے اے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم آپ کا رب بڑا بخشنے معاف کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔ اس آیت پاک کی روشنی میں ہی ایمان لانے والے لوگوں کی سابقہ زندگی کی بد اعمالیاں معاف قرار پاتی ہیں اوران کے لیئے بھی معافی ہے جو ناواقفیت کے سبب کوئی گناہ کا کام کر بیٹھیں اور پھر تائب ہو کہ اپنی اصلاح کریں یعنی آئندہ ارتکاب نہ کریں۔

مختصر یہ کہ بداعمالیوں کی پکڑ اور سزا نافرمانوں اور بغاوت کرنے والوں اور تسلیم نہ کرنے والوں اور توبہ نہ کرنے والوں کے لیئے ہے ناواقفیت یا دھوکے سے گناہ کرکے اس کا علم ہونے پر اس سے توبہ کرلینے والوں کو معافی ہے بخشنے اور رحم فرمانے والے رب کی طرف سے ارشاد ہے کہ "ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱۹" پھر بے شک آپ کا رب ان لوگوں کے لیئے جنہوں برے عمل کیئے ناواقفیت کی بنیاد پر پھر توبہ کرلی اور اس کے بعد اپنی اصلاح کرلی بے شک آپ کا رب ان کی توبہ کے بعد بڑا ہی بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

حکم نمبر ۵۵۱

پھر ہم نے آپ ﷺ پر وحی بھیجی کہ آپ طریقہٴ ابراہیمی کی پیروی کیجئے کہ وہ (اللہ کی طرف ہی) یکسو ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں نہیں تھے۔

سُوْرَةُ النَّحْل	آیت نمبر ۱۲۳

آیت ھٰذا سے پہلے والی تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی تعریف فرمائی ہے اور ان پر اپنے احسانات اور ان کی خوبیاں بیان کی ہیں اس کے بعد آیت ھٰذا میں سرکار ﷺ سے فرمایا ہے کہ آپ بھی ان کے ہی طریقہ / ملت کی پیروی فرمائیں کہ وہ صرف اللہ کے ہی ہو رہے تھے یعنی حنیف تھے اور شرک کرنے والے نہ تھے۔ ارشاد ہے کہ "ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۲۳" "پھر ہم نے آپ پر وحی بھیجی کہ آپ مِلّتِ ابراہیم کی پیروی فرمائیں کہ وہ اللہ کی طرف یکسو ہو گئے تھے اور وہ ہر گز شرک کرنے والوں میں نہیں تھے۔ اس حکم کی تعمیل سرکار دوعالم ﷺ نے اس کمال کے ساتھ فرمائی کہ آپ کی زندگی کا ہر پہلو اور واقعہ اسی آیت پاک کی روشنی میں محسوس ہوتا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ آپ نے اپنے لائے ہوئے دین یعنی اسلام کو کوئی نیا مذہب قرار نہیں دیا اور نہ ہی اسلام کو اپنے نام سے وابستہ کیا بلکہ تعمیل حکم کی روشنی میں اسلام کو دین ابراہیم کہا۔

دوم یہ کہ اپنے اپنے سلسلۂ نسب یعنی شجرۂ مبارک کو حضرت ابراہیمؑ سے ملاکر آگے بڑھانے کو منع فرمادیا اور اپنی نسبی وابستگی حضرت اسماعیلؑ کی معرفت فخریہ طور پر حضرت ابراہیمؑ تک محدود فرمادی۔

تیسری بات یہ کہ جب آپ پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم نازل ہوا تو آپ نے اہل ایمان کو صلوٰۃ بھیجنے کا جو طریقہ تجویز فرمایا وہ بھی حضرت ابراہیمؑ سے ہی وابستہ یعنی درود ابراہیمی تھا۔

چوتھی بات یہ کہ آپ نے بوقت عبادت یعنی نماز کے دوران اپنا قبلہ بھی اسی گھر کو بنانا پسند کیا جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کا تعمیر کردہ تھا یعنی طریقۂ ابراہیمی کی پیروی بدرجۂ کمال فرمائی کہ ایسی وابستگی آل ابراہیم کے دیگر انبیاء میں کسی نے بھی نہیں کی اور آج ہر مسلمان ہر نماز کی تکمیل اسی دعا کے ساتھ کرتا ہے کہ اے اللہ صلوٰۃ بھیج محمد ﷺ و آل محمد ﷺ پر اسی طرح جیسے تو نے صلوٰۃ بھیجی ابراہیمؑ آل ابراہیمؑ پر۔

حکم نمبر ۵۵۲

آپ ﷺ دعوت دیں اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت و نصیحتِ حسنہ سے اور مناظرہ کریں ان سے ایسے طریقہ سے جو بہترین ہو۔

سُوْرَۃُ النَّحل	آیت نمبر ۱۲۵

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت فرمائی ہے اور لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف دعوت دینے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ آپ لوگوں کو بہترین نصیحت

اور حکمت کے ساتھ دعوت دیجیئے اور اگر وہ بعض باتوں میں اختلاف کریں یعنی زبانی مجادلہ ضروری ہو تو بہترین طریقہ سے مناظرہ بھی کیجیئے۔ اس آیت پاک سے واضح ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کا یہ تصور کہ اسلام طاقت اور تلوار کے ذریعہ پھیلا بالکل غلط ہے قرآن حکیم کی رو سے جیسا کہ زیر نظر آیت میں کہا گیا ہے کہ لوگوں کو جبر و تشدد نہیں بلکہ افہام و تفہیم کے ذریعہ شاملِ اسلام فرمایئے اور ان کے دلوں میں کچھ وسوسے یا الجھاوے ہوں تو ان کو سوجھ بوجھ کے ساتھ دلائل وحکمت کی روشنی میں بہترین طریقے سے دور فرمائیں اور اسی طریقہ سے دعوت دینے کا نتیجہ یہ ہے کہ از روسے تاریخ اسلام میں ارتداد کی شرح دیگر مذاہب کے مقابلے میں بہت کم اور برائے نام ہے۔ ارشاد ہے کہ "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۱۲۵﴾" دعوت دیجیئے اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ اور ان کی مخالفت / اختلاف کا جواب بہترین طریقے سے دیجیئے۔ بے شک آپ کا رب اس کو خوب جانتا ہے جو راستے سے بھٹکا ہوا ہے اور اس کو بھی جو ہدایت پانے والوں میں ہے۔

احکام نمبر ۵۵۳

اور اگر تم بدلہ لو تو صرف اسی قدر جتنی تکلیف تم کو پہنچائی گئی ہے۔ اور اگر صبر کرو تو وہ صابرین کے لیئے اچھا ہے۔ صبر کیجیئے کہ صبر اللہ (کی توفیق) سے ہی ہے اور غم نہ کیجیئے ان کی باتوں پر اور دل برداشتہ نہ ہوں ان کی چال بازیوں پر۔ بے شک ساتھ ہے اللہ تقویٰ کرنے والوں کے اور ان کے جو نیکوکار اور احسان کرنے والے ہیں۔

محوّلہ بالا تین آیات میں چونکہ ایک ہی مضمون یا ہدایت و حکم کا تسلسل ہے اسی لیئے ان تینوں آیات کو ایک ہی حکم کے تحت بیان کیا جارہاہے آیت نمبر ۱۲۶ میں ارشاد ہے کہ" وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۲۶﴾" اور اگر تم بدلہ لو تو اسی قدر جتنی تکلیف تم کو دی گئی ہے اور اگر صبر کرو تو صابرین کے لیئے صبر ہی اچھا ہے۔۔۔اس آیت پاک کی شان نزول یہ ہے کہ غزوہ احد کے بعد کافروں نے شہدائے اسلام کی لاشوں کے ساتھ جس بربریت کا مظاہرہ کیا تھا اس کو دیکھ کر سرکار ﷺ کو صدمہ ہوا اور خاص کر حضرت حمزہ کی لاش کی بے حرمتی دیکھ کر آپ بہت غمگین ہوئے اور قسم کھائی کہ حمزہ کی لاش کا بدلہ ستر کافروں کی لاشوں کا یہی حال کرکے لیا جائے گا اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں جس پر سرکار ﷺ نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور فرمایا کہ ہم کو صبر منظور ہے۔

آیت نمبر (۱۲۷) میں ارشاد ہے کہ" وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَ لَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾" آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر اللہ کے سوا کسی کے لیئے نہیں ہے آپ ان کی باتوں پر غم بھی نہ کریں اور نہ ان کے مکر سے دل برداشتہ ہوں۔۔۔اگلی آیت نمبر (۱۲۸) میں جو سورۂ ھٰذا کی آخری آیت ہے فرمایا گیا" اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾" بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے ہیں اور نکوکار ہیں۔ غرض یہ کہ حکم یہ ہے کہ دوسروں کی زیادتی پر صبر کرو۔ غم نہ کرو اور تنگ دل نہ ہو کہ اللہ تقویٰ اور نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے اور اگر تم اپنی تکلیف کا بدلہ لینا چاہوں تو صرف اسی قدر جتنی تم کو تکلیف دی گئی ہے یعنی زیادتی مت کرو۔

حکم نمبر ۵۵۴

ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اسے ہدایت بنا کر بھیجا بنی اسرائیل کے لیئے کہ اللہ کو چھوڑ کر کسی کو اپنا وکیل نہ بناؤ۔

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل	آیت نمبر ۲

اس آیت پاک میں تورات کے ذریعہ بنی اسرائیل کو دیئے گئے ایک حکم کا بیان ہے اور حکم یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر کسی غیر کو اپنا کارساز اور وکیل نہ بناؤ۔ ارشاد ہے کہ "وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝۲ ؕ" اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اسے ہدایت بنایا بنی اسرائیل کے لیئے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر کسی کو اپنا وکیل نہ بناؤ۔۔۔۔ ہر چند کہ یہ حکم بنی اسرائیل کے لیئے مذکور ہے مگر اقتضائے توحید کے سبب تمام ہی اہل ایمان پر منطبق ہے اور دیگر قرآنی احکام سے ہم آہنگی اور مطابقت رکھتا ہے اس لیئے آج بھی اہل ایمان پر لازم آتا ہے بایں سبب احکامِ قرآنِ حکیم میں اس حکم کو شامل کیا گیا ہے۔

حکم نمبر ۵۵۵

نظر ڈالیئے / غور کیجئے کہ ہم بعض کو بعض پر کس طرح فضیلت دیتے ہیں اور آخرت بڑی ہے درجات میں اور بڑی ہے فضیلت میں بھی۔

سُوۡرَةُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡل آیت نمبر ۲۱

قرآنِ حکیم نے تکرار کے ساتھ دنیاوی زندگی کو ادنیٰ حقیر اور عارضی بتایا ہے اور اس آیت پاک میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے کا تذکرہ کر کے آخرت کو درجات کے لحاظ سے بھی اور ازاروے فضیلت بھی بڑا کہا ہے مطلب یہ ہی ہے کہ دنیاوی زندگی کے مقابلے میں اخروی زندگی کا آرام و راحت بہت بہتر ہے اس عالم آب وگل کو دنیا اسی لیئے کہتے ہیں کہ یہ ادنیٰ ہے آخرت کی فضیلت کے ضمن میں ارشاد ہے کہ "اُنۡظُرۡ كَيۡفَ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ‌ؕ وَلَلۡاٰخِرَةُ اَكۡبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكۡبَرُ تَفۡضِيۡلًا ۝۲۱" نظر ڈالیئے غور کیجئے کہ ہم نے بعض کو بعض پر کس طرح فضیلت دی ہے اور آخرت درجات میں بھی بڑی ہے اور فضیلت میں بھی۔۔۔ یہ بیانِ حقیقت ایک ترغیب یا ترغیبی حکم ہے آخرت کو دنیا سے افضل وبرتر سمجھنے کا۔

حکم نمبر ۵۵۶

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ بناؤ ورنہ ملامت زدہ (مذموم) اور بے سہارا / بے یارومددگار بیٹھے رہوگے۔

سُوۡرَةُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡل آیت نمبر ۲۲

اس آیت پاک میں شرک نہ کرنے کا واضح حکم ہے اور یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ اگر کسی کو اللہ کا شریک بناؤ گے تو اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاؤ گے اللہ کی رحمت و مدد سے محروم ہونا بڑی بد بختی ہے۔ کہ دنیا کی بات تو اپنی جگہ روز حشر ملامت زدہ ہونا اور اللہ کی مدد و مہربانی اور شفقت سے محروم ہونا دائمی بتاہی ہے دنیا ہو کہ آخرت کامیابی اللہ کی مدد سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ آیت ھٰذا

میں کھلا حکم ہے۔"لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا ﴿۲۲﴾" نہ بناؤ اللہ کے ساتھ معبود دوسرا کہ بیٹھے رہ جاؤ مذمّت زدہ اور غیر مد دیافتہ۔

حکم نمبر ۵۵۷

صرف اللہ کی عبادت اور والدین سے اچھے برتاؤ کا حکم

سُوۡرَةُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡل آیت نمبر ۲۳۔۲۴

آیت ھٰذا میں جو دو احکام دیئے گئے ہیں وہ اب سے پہلے بھی علیحدہ علیحدہ بیان کیئے جا چکے ہیں اور یہاں دونوں ایک ساتھ بیان کیئے گئے ہیں پہلا حکم اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنے کا ہے شاید تمام دینی احکام میں یہ ہی حکم سب سے زیادہ اہم ہے کہ اس میں درس توحید اور شرک نہ کرنے کی ہدایت اور غالباً دنیاوی احکام میں سب سے بڑا حکم والدین کے ساتھ حسنِ سلوک ہے یہ دونوں اہم ترین احکام آیت ھٰذا میں ایک ساتھ دیئے گئے ہیں۔ ارشاد ہے کہ "وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ" تمہارے رب نے حکم فیصل دیدیا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین سے حسنِ سلوک کرنا۔۔۔ آگے حسن سلوک کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ "اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡهَرۡهُمَا وَ قُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِیۡمًا ﴿۲۳﴾" اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے کبھی "اُف" بھی نہ کرنا۔۔۔ بے رخی نہ کرنا اور دونوں سے احترام کے ساتھ نرم گفتگو کرنا۔ حسن سلوک کی وضاحت میں بیان فرمادیا کہ کردار و عمل تو کجا گفتار

میں بھی سختی اور عدم احترام کا پہلو یا بے رخی نہ آنے پائے۔ شرک کے علاوہ والدین کی فرمانبرداری اور حسن سلوک کا حکم اس کی اہمیت کا آئینہ دار ہے۔

اور اسی تسلسل میں آیت نمبر ۲۴ میں ارشاد فرمایا "اور ان کے آگے عاجزی اور مہربانی سے اپنے دست و بازو جھکے رکھنا (سرنگوں رہنا) اور دعا کرنا کہ اے میرے رب ان پر رحم فرما اسی طرح جیسے انہوں نے مہربانی کے ساتھ میری پرورش کی ہے"۔ "وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ صَغِيۡرًا ۝۲۴"

حکم نمبر ۵۵۸

رشتہ داروں، محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرنے اور فضول خرچی سے بچنے کا حکم یہ کہہ کر دیا گیا ہے کہ فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

سُوۡرَةُ بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡل آیت نمبر ۲۵-۲۶

آیت نمبر ۲۵ میں ارشاد ہے کہ "وَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ وَلَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِيۡرًا ۝۲۶" "اقربا کا حق ادا کرو اور محتاجوں اور مسافروں کا اور فضول خرچی (یعنی بے محل اور مقدار سے زائد خرچ) مت کرو۔ یہ انفرادی اور معاشرتی زندگی کے دونوں حوالوں سے معاشی اور مالی معاملات میں اعتدال کا حکم ہے جس میں نہ تو ایسا پیسہ بچانے کی اجازت ہے جو رشتہ داروں عزیز و قریب لوگوں محتاجوں اور مسکینوں پر بطور حق خرچ کرنا ضروری ہے اور نہ ہی ایسا خرچ کرنے

کی اجازت ہے جس میں موقع اور محل کے خلاف یا بالحاظ مقدار ضرورت سے زیادہ خرچ ہو۔ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو اسراف اور تبذیر کہا گیا ہے برخلاف اس کے جائز خرچہ نہ کرنے کو "بخل اور تقطیر" کہا ہے۔ یعنی مالی اعتبار سے اسلام میں افراط و تفریط کی اجازت نہیں اللہ کی راہ میں انفاق یا جائز خرچ روکنے والوں کو جو چاندی سونا جمع کر کے رکھتے ہیں ان کو عذاب علیم کی بشارت ہے اور فضول خرچی کرنے والوں کو "اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ" یعنی شیطانوں کے بھائی یا ساتھی یا خود شیطان جیسے کہا ہے اور شیطان کے لیئے ارشاد ہے کہ وہ اپنے رب کا ناشکرا ہے۔" اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۝۲۷ "اور فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

حکم نمبر ۵۵۹

اگر تم بوجہ تنگ دستی مستحقین کا حق ادا کرنے سے قاصر اور اللہ کی رحمت کے منتظر و متلاشی ہو تو نرمی کے ساتھ ان سے کہدو۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ — آیت نمبر ۲۸

آیاتِ سابقہ میں حقداروں کا حق ادا کرنے اور خرچہ میں افراط و تفریط نہ کرنے کے احکام بیان کرنے کے بعد آیت ھٰذا میں فرمایا ہے اگر تمہارے پاس حقداروں کے حقوق ادا کرنے کے لیئے کچھ نہیں اور تم خود اپنے خرچہ کے لیئے اللہ کی رحمت سے امید لگائے اس کے منظر ہو تو مستحقین اگر تم سے توقع رکھیں یا سوال کریں تو تم ان کو نرمی کے ساتھ سمجھا دو یعنی نہ تو جھڑ کو اور نہ بے رخی کرو۔

باریٰ تعالیٰ نے (۲۶ تا ۲۸) تین آیات میں مالدار اور نادار دونوں قسم کے اہل ایمان کے لیئے معاشی و مالی ضابطہ اخلاق انتہائی اختصار و جامعیت کے ساتھ بیان فرمادیا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾" اور اگر تم کو اعراض (دینے سے) کرنا پڑے اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں تو ان سے نرمی سے بات (معذرت) کرو۔

حکم نمبر ۵۶۰

نہ تو اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھ کر رکھو اور نہ ہی اتنا کھلا چھوڑ دو کہ بعد میں ملامت اور حسرت زدہ ہو کر رہ جاؤ۔

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل آیت نمبر ۲۹

آیاتِ سابقہ میں جائز مدّات میں خرچ کرنے کا حکم اور ناجائز و غیر ضروری مدّات میں خرچ نہ کرنے کا حکم دیکر دونوں حوالوں سے انتہا پسندی کے انجام کو بالاختصار بیان فرمایا ہے اور کہا ہے کہ نہ تو ہاتھ سمیٹ کر اپنی گردن سے باندھ لو یعنی ضروری مدّات میں بھی خرچ نہ کرو اور نہ ہی اتنا ڈھیلا چھوڑو کہ سب کچھ لٹا کے حسرت زدہ ہو کر بیٹھے رہ جاؤ۔ بالعموم بخیل شخص پیسہ ہونے کے بعد بھی ملامت زدہ رہتا ہے اور فضول خرچی کرنے والا محروم و حسرت زدہ ہو جاتا ہے۔ زیر نظر آیت میں دونوں صورتوں سے بچانے کے لیئے میانہ روی اور اعتدال پسندی کا درس ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾" نہ رکھو باندھ کر اپنا ہاتھ اپنی گردن سے اور نہ چھوڑ دو اسے بالکل کھلا کہ پھر بیٹھ رہو تم ملامت زدہ اور حسرت میں مبتلا ہو کر۔

حکم نمبر ۵۶۱

اور قتل نہ کرو اپنے بچوں کو افلاس کے ڈر سے۔ ہم رزق دیتے ہیں ان کو بھی اور تم کو بھی۔ بے شک ان کو مار ڈالنا بڑی غلطی ہے۔

سُوۡرَةُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡل	آیت نمبر ۳۱

بعض کفار کا طریقہ یہ تھا کہ وہ افلاس کے ڈر سے اپنے بچوں کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ اس آیت پاک میں اس طریقے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ''ازروے احکام'' اسلام کسی کے قتل کی عام حالات میں اجازت نہیں دیتا۔ سوائے جہاد کے۔ ایک فرد کا قتل پوری انسانیت کا قتل تصور کیا جاتا ہے یہ بات تو دشمنی اور اشتعال کے حوالے سے ہے لیکن افلاس کے ڈر سے بچوں کو قتل کرنا بڑی خطا اس لیئے ہے کہ یہ دوھرا گناہ ہے اول تو قتل اور دوم اللہ کی رّزاقی پر عدم اعتماد۔ اسی لیئے بعض حلقے برتھ کنٹرول سے بھی اختلاف کرتے ہیں کہ وہ کسی نفس (پیدا شدہ انسان) کے قتل کا عمل تو نہیں ہے لیکن اللہ کی رزّاقی کے عقیدے سے گریز یقیناً ہے اگر اس کا محرّک مالی ہے۔ ارشاد ہے کہ ''وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ خَشۡيَةَ اِمۡلَاقٍ‌ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُهُمۡ وَاِيَّاكُمۡ‌ؕ اِنَّ قَتۡلَهُمۡ كَانَ خِطۡاً كَبِيۡرًا ۝۳۱'' اپنی اولاد کو مت مار ڈالو افلاس کے ڈر سے کہ ہم ہی رزق دیتے ہیں ان کو بھی اور تم کو بھی۔ بے شک ان کا قتل کرنا بڑی غلطی ہے۔

حکم نمبر ۵۶۲

اور زنا کے قریب مت جاؤ کہ وہ حد سے بڑی بدکاری اور برا راستہ ہے۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل آیت نمبر ۳۲

اس آیت پاک میں زنا(غیر شرعی مجامعت) کو حد سے بڑی بدکاری(فحاشی) اور برا طریقہ قرار دیکر واضح حکم کے ذریعہ منع کر دیا گیاہے کہ یہ بڑا گناہ ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ؀ "اور زنا کے قریب مت جاؤ کہ یہ حد سے بڑی بدکاری اور برا طریقہ ہے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس گناہ کے ذریعہ معاشرہ میں فرد کی شناخت اور رشتوں کا تعین ختم ہو کر انسانی معاشرہ بھی ازروے شجرۂ نسب جانوروں کی سطح پر آجاتاہے اور تمام قرابتیں مشکوک ہو جاتی ہیں خاندانی اکائیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور معاشرہ نا قابلِ تحقیق اکائیوں کا جھمگٹ بن جاتا ہے جیسا کہ آجکل مغرب میں ہو رہا ہے کہ بہت سے بچے اپنے حقیقی والد سے بھی نا آشنا ہیں۔

احکام نمبر ۵۶۳

قتلِ ناحق کے امتناع اور قصاص کا حکم۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل آیت نمبر ۳۳

اس آیت پاک میں بے گناہ انسان کے قتل کو ممنوع قرار دیا گیاہے کہ جس نفس کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیاہے اسے ہرگز قتل نہ کیا جائے۔ ایسا قتل ہی قتل ناحق کہلاتا ہے سوائے قتل کی اس صورت کے یا تو قاتل کو قتل کیا جائے اور یا حالتِ جہاد میں کافر و مشرک کا قتل باقی ہر

قتل کہ وہ ذاتی بنیاد پر بوجہ دشمنی ہو یا بوجہ اشتعال یا خوفِ افلاس کے سبب اولاد کا قتل جس کا حوالہ آیت سابقہ میں آچکا ہے۔ زیر نظر آیت میں ارشاد ہے کہ "وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ "اور قتل نہ کرو اس نفس کو جسے اللہ نے حرام قرار دیا مگر حق کی بنیاد پر اور جو شخص مظلومانہ قتل کیا گیا اس کے ولی کو ہم نے اختیار دیا اور اسے قتل کے معاملے میں حد سے نہیں بڑھنا چاہیئے کہ اس کی مدد کی گئی ہے۔

اس آیت پاک میں اک حکم تو قتل ناحق نہ کرنے کا ہے اور ایک اجازت "مظلوم مقتول" کے ولی کو ہے یا تو قاتل کو اس طرح قتل کرنے کی کہ اس میں کوئی زیادتی نہ ہو یا پھر قاتل سے خون بہا لیکر اسے چھوڑ دینے کی۔ مقتول کے ولی کو دراصل یہ اجازت اللہ کی طرف سے ایک مدد کے طور ہے۔

غرض یہ کہ اسلام کے اخلاقی نظام میں کسی بھی انسان کا قتل ممنوع ہے اس کے چار استثنیٰ ہیں۔

- اول حالت جہاد میں دشمن کا قتل
- دوم قتل کے بدلے قتل
- سوم مرتد کا قتل
- چہارم (شادی شدہ) زانی کا قتل یا

درج بالا کے علاوہ کسی کے قتل کی اجازت نہیں ہے بلکہ تفریحی شکار کے ذریعہ جانور کا قتل بھی جائز نہیں سوائے موذی کے کہ ایذا سے قبل اجازت ہے۔

حکم نمبر ۵۶۴

اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جانا مگر احسن طریقے سے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے۔ اور عہد پورے کیا کرو۔۔۔۔بے شک عہد کے بارے میں پرسش ہو گی۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل آیت نمبر ۳۴

اس آیت پاک میں دو احکام دیئے گئے ہیں پہلا حکم یتیم کے مال سے متعلق یہ ہے کہ اگر کسی یتیم کا مال تمہاری نگرانی میں یا تمہارے ہاتھ میں ہے تو اسے غلط طریقے سے اپنے لیئے ہر گز استعمال نہ کرنا۔ زیر کفالت یتیموں کا مال ان پر ہی خرچ کرنے کو احسن طریقہ کہا گیا ہے اور یتیم کے کفیل یا ولی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس وقت جب تک یتیم سوجھ بوجھ کا مالک ہو کر بلوغ کو نہ پہنچ جائے اس وقت تک اس کا کفیل سرپرست یا جو بھی نگراں ہو یتیم کے مال کی دیکھ بھال پوری "دیانت" سے کرے جو یتیم بچے کا ضروری خرچہ ہو اسے اس میں سے پورا کرے مگر غیر مستحق کو نہ جانے دے اور اس کے بالغ ہونے پر اس کا مال اس کے حوالے کر دے۔

ساتھ ہی دوسرا حکم ایفائے عہد کا ہے خواہ وہ یتیم سے متعلق نہ ہو یا نہ ہو کہا گیا ہے کہ حساب کتاب کے وقت عہد پورا نہ کرنے والوں سے پرسش ہو گی یعنی عہد کی خلاف ورزی گناہ قرار دی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ یعنی عہد پورا نہ کرنے سے ایک تو دروغ گوئی کو فروغ ہوتا ہے دوسرے یہ کہ معاشرہ بے اعتبار ہو کر رہ جاتا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــُٔوْلًا ﴿۳۴﴾"

حکم نمبر ۵۶۵

جب ناپو تو پورا بھرو پیمانے کو اور جب تولو تو صحیح ترازو سے۔ یہی خیر کی بہترین تاویل ہے۔(یعنی اسی میں اچھائی ہے)

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل	آیت نمبر ۳۵

سابقہ آیات میں مالی معاملات و اخراجات کے احکام میں توازن و اعتدال اور ناجائز مال سے دور رہنے کی ہدایات کے بعد آیت ھٰذا میں لین دین کی دیانت کا حکم ناپ تول کی درستگی کے حوالے سے دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ " جب ناپو تو پیمانہ پورا بھرا کرو "وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ"وزن کرو تو درست ترازو سے" ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾"یہی خیر اور سب سے عمدہ تاویل ہے یعنی عاقبت کے لحاظ سے بہترین ہے۔ انجام کار یہی بات عمدہ ہے قرآن حکیم کے احکامات پر نظر ڈالیئے تو ایک قدر مشترک نظر آئے گی اور وہ یہ کہ "فانی دنیا کے ادنیٰ اور عارضی مفادات کی خاطر عاقبت کا سودا نہ کرو۔" یہی بات کم ناپنے اور ڈنڈی مارنے کے حوالے سے درست ہے کہ ناپ تول میں کمی کرنے سے جو حاصل ہے وہ بہت معمولی ہے اور آخرت کا جو خسارہ ہے وہ بہت بڑا ہے اس لیئے تقاضہ ٔ بصیرت آخرت کے فوائد کا تحفظ ہے۔

احکام نمبر ۵۶۶

اس کی پیروی نہ کرو جس کا تم کو علم نہ ہو۔ بے شک کان، آنکھ اور دل و دماغ سے سوال کیئے جائیں گے۔

سُوْرَةُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡل

آیت نمبر ۳۶

ارشاد ہے کہ "وَ لَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ اِنَّ السَّمۡعَ وَ الۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡہُ مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۶﴾" اس آیت پاک میں بعض مترجمین نے "لَا تَقۡفُ" کے معنٰی "پیچھے مت پڑو" لکھے ہیں جبکہ لغت کے لحاظ سے اس کے معنٰی پیچھے نہ چلو اور پیروی نہ کرو کے ہیں۔ قرآن حکیم کے دیگر احکام کی مطابقت سے آخر الذکر معنٰی قابل ترجیح معلوم ہوتے ہیں جس کی رو سے مفہوم یہ نکلتا ہے کہ جس بات کا تم کو علم نہ ہو یا جس کی سند تمہارے پاس نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو (جیسا کہ مشرکین کے حوالے سے ارشاد ہو چکا ہے کہ یہ بے سند باتوں کی اور اپنے ادہام کی اور باپ دادا کی روش کی پیروی کرتے ہیں) ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہے کہ تمہاری سماعت وبصارت ودل ودماغ سے یوم حشر پرسش بھی کی جائے گی۔ یہاں سماعت وبصارت اور دل ودماغ کا حوالہ اس لیئے ہے کہ یہ ہی ذرائع علم ومعلومات ہیں اور جو بات ان کی تصدیق کے بغیر ہے وہ وہم وفریب ہے اسی لیئے فرمایا گیا ہے کہ تم علم کے بغیر جس کی پیروی کرتے ہو اس کے متعلق تمہارے کان، آنکھ اور دل ودماغ (جو مرکز حس ہیں) سے سوال کیا جائے گا یعنی گواہی لی جائے گی۔ کان اور آنکھ اور قلب ودماغ سے ہی بصیرت کا تعلق ہے اور بصیرت بغیر ایمان (قرآنِ حکیم کے بغیر) حاصل نہیں ہو سکتی اسی لیئے بار بار دیکھنے سمجھنے اور غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

حکم نمبر ۵۶۷

زمین پر اکڑ کر نہ چل (اے چلنے والے) تو نہ زمین کو بھاڑ سکے گا اور نہ پہاڑوں کی اونچائی تک پہنچ سکے گا۔

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل

آیت نمبر ۳۷

اس آیت پاک میں انسان کو درسِ عجز دیا گیا ہے اور تکبر اور غرور کرنے سے روکا ہے۔ ارشاد ہے کہ ''وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾'' زمین پر اکڑ کر نہ چل (اے چلنے والے) تو نہ تو زمین کو پھاڑ سکے گا اور نہ پہاڑوں کی بلندی تک اونچا ہو سکے گا۔۔۔ حقیقی بات یہی ہے کہ اکڑ کر چلنا خود کو مصنوعی طور پر ویسا جتانا ہے جیسا کہ آدمی دراصل نہیں ہے اور ایسا طاقتور ظاہر کرنا ہے جو وہ نہیں رکھتا اور ایسا سربلند ظاہر کرنا ہے جو سربلندی اس کا حصہ نہیں ہے یعنی یہ کہ انسان اگر خود کو اپنی اصل سے بڑھ کر خود بھی محسوس کرے اور دوسروں کو بھی جتائے تو یہ ''بڑا بننا تکبر کہلاتا ہے'' اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لیئے تکبر کو پسند نہیں فرماتا اس لیئے کہ کبریائی صرف ذاتِ باریٔ تعالیٰ کا ہی حق ہے ''اللہ اکبر'' چنانچہ انسان کا تکبر کرنا ایک ایسی صفتِ الٰہی کے ساتھ شرک ہے جو انسان کا حصہ نہیں اسی لیئے سرکار ﷺ نے خود کو ''عَبْدٌ عَاجِزٌ'' کہنا پسند فرمایا اور اللہ نے جب آپ کو معراج عطا کی تو آپ ﷺ کو عبد کے ہی لقب سے یاد فرمایا چنانچہ ''عجز'' تقاضۂ عبدیت اور تکبر شیطنت ہے کہ شیطان کو تکبر کرنے کے سبب ہی مردود کیا گیا ارشاد ہے کہ ''اس نے تکبر کیا اور وہ کافر ہو گیا۔'' چنانچہ آیت ھٰذا کا درس دراصل انسان کے لیئے ردِّ شیطنت ہے اور عجز طریقۂ محمدی ﷺ ہے (ایک سلسلۂ طریقت کے بزرگ حضرت غلام محمدؒ کا ورد ہی یہ تھا کہ ''میرا ماہی صل علیٰ، میں کچھ بھی نہیں'' اور حضرت غوث اعظم نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ''میں اس کا عبد ہوں اور عبد کے لیئے اپنے آقا کے سامنے نہ کوئی اختیار ہے اور نہ ارادہ''۔ ویسے تو ہر مسلمان ہی عجز کی کوشش کرتا ہے مگر یہ شعار اہل طریقت کے لیئے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔''

حکم نمبر ۵۶۸

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ ٹھہراؤ ورنہ تم ملامت زدہ ہر بھلائی سے محروم کر کے جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل	آیت نمبر ۳۸۔۳۹

آیات ھٰذا سے قبل (آیت نمبر ۲۹ تا ۳۸) اللہ تعالیٰ نے کم و بیش گیارہ، بارہ باتوں سے منع فرمایا ہے اورآیت نمبر ۳۸ میں ارشاد کیا ہے کہ "كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۳۸" "یہ تمام برائیاں تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں یعنی ان کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اسی لیئے انسان کو ان سے بچنے اور قریب بھی نہ جانے کا حکم دیا گیا ہے آگے آیت نمبر ۳۹ میں سرکار ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ "ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ" "یہ وہ باتیں ہیں جو وحی کی ہیں۔ آپ ﷺ کے رب نے آپ پر حکمت کے ساتھ یعنی ان کی تعمیل سے دنیا میں بھی انفرادی اور سماجی ہر لحاظ سے بہتری ہے اور یہ کہ انجام کار آخرت کو بہتر بنانے کے لیئے بھی مفید اور ضروری ہیں۔۔۔ اس ارشاد کے ساتھ ہی تسلیم توحید و تنسیخ شرک کا بھی حکم بیان کر دیا ہے "وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۳۹" اور کہا گیا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود بنانے والوں کو ملامت زدہ اور بھلائی سے محروم کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔۔۔ ممنوعات کے بیان کے ساتھ ہی اس حکم کی غایت یہ ہے کہ بندہ اللہ کا حکم سمجھ کر ممنوعات سے بچے کہ یہ ہی تقویٰ کی تعریف ہے۔ انسان بعض بری باتوں سے افتادِ طبع کے سبب بھی بچتا مگر وہ بچنا تقویٰ کی تعریف میں نہیں آتا۔ تقویٰ ایسے گریز کو کہتے ہیں جو اللہ کے حکم

کے مطابق اللہ کے لیئے کیا جائے یہی وجہ ہے کہ منکرین کی نیکیاں بھی اوران کے اچھے عمل بھی ضائع ہو جائیں گے کہ کوئی نیکی ایمان کے بغیر نیکی نہیں ہے۔ کام از خود نہ کوئی اچھا ہے اور نہ برا۔ بات یہ ہے کہ اللہ نے جسے برا کہاوہ برا ہے اور جسے اچھا کہاوہ اچھا جیسے قتل جب حق کے ساتھ ہے تو نیکی اور ثواب ہے اور جب ناحق ہے تو موجب عذاب ہے خود کشی کفر ہے مگر شہادت اعزاز ہے۔ جان دونوں جگہ دی جا رہی مگر مطابق حکم ثواب اور خلاف حکم عذاب ہے۔

حکم نمبر ۵٦۹

کہدو کہ اگر اللہ کے ساتھ کچھ اور معبود ہوتے جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو وہ صاحب عرش تک کوئی راستہ ضرور تلاش کر لیتے وہ پاک ہے اور بلند ہے ان باتوں سے جو یہ بنا رہے ہیں وہ بہت ہی بڑی شان والا ہے۔

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل آیت نمبر ۴۲۔۴۳

سابقہ حکم کے تسلسل میں ہی ارشاد ہے کہ اگر اللہ کے سوا کچھ شریک معبود ہوتے۔ جیسا کہ یہ مشرک کہتے ہیں تو وہ ضرور صاحب عرش تک پہنچنے کی کوشش کرتے مگر ایسا ہے ہی نہیں اور سرکار ﷺ سے کہا گیا آپ ارشاد فرمادیں۔۔۔۔ اللہ تو اس سب سے پاک ہے اور بلند ہے اور یہ (مشرک) جو کہتے ہیں اللہ کی شان اس سے بہت اعلیٰ اور بڑی ہے۔ ارشاد ہے "قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾" کہدیجئے کہ اگر اس کے ساتھ دوسرے معبود ہوتے جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو وہ راستہ تلاش کر لیتے صاحب عرش تک۔ پاک ہے اللہ اور بلند ہے اس سے جو یہ کہتے ہیں۔ وہ اعلیٰ وکبیر ہے۔

احکام نمبر ۵۷۰

دیکھے (اے رسول) کہ انہوں نے آپ کے لیئے کیسی مثالیں گھڑلی ہیں چنانچہ یہ بھٹک گئے ہیں اور اب راہ راست پر نہیں آئیں گے۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل	آیت نمبر ۴۸

یہ آیت منکرین کے اس الزام کی تردید میں نازل ہوئی ہے جو سرکار ﷺ کو سحر زدہ کہتے تھے "اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾" ذرا دیکھئے تو یہ آپ سے کیسی مثالیں وابستہ کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ گمراہ ہوگئے اور راستہ نہیں پاسکتے۔ آیت ھٰذا سے تاثر یہ ملتا ہے کہ سرکار ﷺ کو بُری تشبیہ دینا ایسی گمرہی ہے کہ جس کے بعد اللہ ہدایت کے دروازے بند کردیتا ہے۔ بعض وضاحتوں کے مطابق مشرکین آپ کو سحر زدہ کے بجائے جادوگر کہتے تھے کبھی کاہن۔ کبھی شاعر یعنی ہر بری تشبیہ یا مثال میں انکار رسالت تھا جو بوجہ گمرہی تھا۔ اور جن کا راہِ راست پر آنا ممکن نہ تھا۔

حکم نمبر ۵۷۱

آپ کہدیجئے کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا یا اس سے بھی سخت کوئی چیز جو تمہارے ذہن میں آئے۔ تم کو دوبارہ وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار پیدا کیا۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل
آیت نمبر ۵۰۔۵۱

محوّلہ بالا دونوں آیات سے اخذ شدہ حکم بعض بیانات کی تقدیم و تاخیر و انتخاب کے بعد بطور عنوان مرتب کیا گیا ہے۔ آیات بالا میں بیان شدہ مضامین کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

آیت نمبر ۵۰ میں صرف یہ ارشاد ہے کہ " کہہ دیجئے کہ تم چاہے پتھر ہو جاؤ یا لوہا "قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝" آیت نمبر ۵۱ میں تسلسل مضمون کے ساتھ بیان فرمایا "اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ" یا کوئی اور خلق کی ہوئی چیز تمہارے نزدیک "فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا" پھر وہ کہیں گے ہمیں کون دوبارہ زندہ کرے گا؟" قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ" کہہ دیجئے کہ وہی جس نے پہلی دفعہ تم کو بنایا۔۔۔ "فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ" پھر تمہارے آگے وہ اپنے سر ہلائیں گے اور کہیں گے یہ کب ہو گا "قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝" تو کہہ دیجئے ان سے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ قریب ہی ہو جائے۔

مندرجہ بالا دونوں آیات کے بیان شدہ مضامین قیامت آنے اور دوبارہ زندہ ہونے کی خبر کے ساتھ منکرین و مشرکین کے روّیہ اور اس سے متعلق ان کے طرز فکر کی پوری تصویر کشی کرتے ہیں۔ جس سے واضح ہے کہ چون چرا کے بعد عقیدہ آخرت پر لاجواب ہو جانا ہدایت پانا نہیں ہے بلکہ ہدایت پانے والے، تو اس حقیقت کو پوری صداقت کے ساتھ اپنے دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہیں اور یہ ہی تقاضۂ ایمان ہے۔

احکام نمبر ۵۷۲

اے رسول ﷺ۔۔۔ فرمادیجئے میرے بندوں (اہل ایمان) سے کہ وہ زبان سے وہ بات نکالیں جو بہت عمدہ ہو۔ بے شک

شیطان ان کے درمیان وسوسہ ڈالنا چاہتا ہے۔ یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل آیت نمبر ۵۳

اس آیاتِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ میرے بندوں (مسلمانوں) کو ہدایت فرمائیں کہ وہ زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکالیں جو آپس میں فساد اور اختلاف کا سبب بنے۔ شیطان جو انسان کا کھلا دشمن ہے وہ باہم نفاق و فساد پیدا کرنے کے لیئے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے خلاف باتیں کر کے باہم مخالف ہو جائیں خاص کر وہ اہل ایمان کے اتحاد و یگانگت کو ختم کروانے کے لیئے لوگوں کی زبان سے برے کلمات نکلوانا چاہتا ہے چنانچہ آپ کہیئے مسلمانوں سے کہ وہ کلمۂ خیر ہی زبان پر لایا کریں۔ ارشاد ہے کہ "وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۵۳" اور کہہ دیجیئے میرے بندوں سے کہ کہا کریں وہ بات جو بہترین ہو کہ شیطان ان کے درمیان بری باتیں ڈالنا چاہتا ہے کہ وہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔

احکام نمبر ۵۷۳

آپ فرما دیجیئے کہ جن کو تم اللہ کے سوا (معبود) خیال کرتے ہو ان کو بلاؤ۔ وہ نہ تمہارا نقصان ختم کرنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ اس کو بدل سکتے ہیں۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل
آیت نمبر ۵٦

اس آیت پاک میں سرکار ﷺ سے فرمایا گیا کہ ان سے کہیئے تم جن کو اللہ کے سوا معبود خیال کرتے ہو ان کو بلاؤ وہ نہ تو تمہارے لیئے ضرر تکلیف کو دور کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی اسے تبدیل کر سکتے ہیں۔ یعنی تمہاری بدبختی ہے کہ تم صاحب اختیار و قدرت معبود حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہو جو خود مجبور و بے اختیار ہیں۔ ارشاد ہے کہ "قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِیْلًا ﴿۵٦﴾" کہیئے بلاؤ ان کو جنہیں تم اللہ کے سوا خیال کرتے ہو وہ نہ دور کر سکتے ہیں تم سے ضرر اور نہ بدل سکتے ہیں۔

حکم نمبر ۵۷۴

اللہ نے (شیطان سے) کہا دور ہو! چلا جا! ان میں سے جو تیری پیروی کریں گے تم سب کا بدلہ جہنم ہے جو بھرپور سزا ہے۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل
آیت نمبر ٦۳

اللہ نے شیطان کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا یہاں سے اور تیری پیروی جو کریں گے ان کا اور تیرا انجام جہنم ہے جو بھرپور سزا ہے یہ بات شیطان سے جواباً کہی گئی جب اس نے کہا تو نے مٹی سے بنے ہوئے آدم کو مجھ پر فوقیت دی خیر! اگر تو نے مجھ کو قیامت تک مہلت دیدی تو میں اس کی اولاد میں سے چند کو چھوڑ کر زیادہ تر کو اپنے قابو کر لوں گا۔ پھر ارشاد باری ہوا کہ جو بندے میرے ہیں ان پر تیرا قابو نہیں چلے گا۔ شیطان نے اولاد آدم میں جن کو "چند چھوڑ کر کہا" اور اللہ نے جن کو "میرے بندے کہا" وہ اشارہ دراصل اہل ایمان کے لیئے ہے کہ کلمہ پڑھنے والوں سے وہ کتنے ہی

گناہ کروالے یا انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرے مگر ان کا انجام جہنم نہیں ہے کہ حدیث شریف کے مطابق لا الہ الا اللہ کہنے والا جنت میں جائے گا یعنی اس پر شیطان کا بس نہیں چلے گا کہ وہ اس کو توحید و رسالت و آخرت کا منکر کردے۔ ارشاد ہے کہ "قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾" فرمایا چل دور ہو جا ان میں سے جو تیری پیروی کریں گے تم سب کا بدلہ جہنم ہے جو بھرپور سزا ہے۔

یہاں یہ بات ملحوظ رکھنی چاہیئے کہ جہنم کا عذاب دو قسم کے لوگوں کے لیئے ہے ایک تو وہ جو ہمیشہ اس میں رہیں گے اور دوسرے وہ جن کو سزا ختم ہونے پر جہنم سے نکال لیا جائے گا یہ کفار و منکرین نہیں بلکہ گنہگار لوگ ہیں اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ سرکار دو عالم ﷺ گنہگاروں کے شفیع ہیں منکرین و کافرین کے نہیں اور جہنم میں مستقل رہنے والے وہ ہی لوگ ہیں جن کا کوئی شفیع نہیں ہو گا۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے احکام رسول ﷺ تسلیم کرنے سے انکار کیا۔

حکم نمبر ۵۷۵

قائم کرو نمازیں زوالِ آفتاب سے رات کے اندھیرے تک اور بوقت فجر بھی پڑھو۔ نماز فجر پر بے شک فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں۔۔۔۔ اور رات کو تہجد زائد (عبادت) ہے تمہارے لیئے۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تم کو مقامِ محمود پر فائز کر دے۔

سُورَةُ بَنِي إِسْرَآءِيل — آیت نمبر ۷۸۔۷۹

محوّلہ بالا دونوں آیات میں پانچ فرض نمازوں کا اور ایک نفلی نماز کا حکم ہے۔ زوالِ آفتاب سے رات کے اندھیرے تک نمازیں قائم کرنے کو کہا گیا ہے۔ حدیث رسول ﷺ کے مطابق یہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں۔ ساتھ ہی بوقت فجر نماز کا حکم "وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ" کہکر دیا گیا ہے یہاں لفظ قرآن قرأت کرنے کے معنٰی میں ہے جس کے لیئے فرمایا کہ اس وقت فرشتہ بھی حاضر ہوتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ "اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾" قائم کرو نماز زوالِ آفتاب سے رات کے اندھیرے تک اور پڑھو فجر کی نماز۔ بے شک اس وقت فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں۔ اس سے اگلی آیت میں تہجد کا حکم "نمازِ زائد" یعنی نفل کے طور دیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ تمہارا رب جلد ہی تم کو مقام محمود پر فائز فرمادے "وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾" اور رات میں تہجد پڑھو یہ زائد (نفل) ہے تمہارے لیئے۔ قریب ہے کہ تمہیں فائز کرے تمہارا رب مقام محمود پر۔۔۔۔

حکم نمبر ۵۷۶

آپ یوں دعا کریں کہ اے رب داخل فرما مجھ کو صداقت کے ساتھ اور نکال مجھ کو صداقت کے ساتھ اور مجھ کو اپنے پاس مدد سے کرنے والا غلبہ اور طاقت عطا فرما۔

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل — آیت نمبر ۸۰

جب کفّار مکّہ نے حضور اکرم ﷺ کو مکّہ میں رہنا دشوار کر دیا اور سرکار ﷺ نے سمجھ لیا کہ اب آپ کو مکہ سے ہجرت ہی کرتی ہے اس وقت یہ آیت پاک نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ﷺ یہ دعا کریں کہ اے رب مجھ کو صداقت کے ساتھ مدینہ میں داخل کرنا اور مکہ سے صداقت کے ساتھ نکالنا اور اپنے پاس سے وہ طاقت عطا کرنا جو میرے لیئے مدد گار ہو۔ یہاں صداقت سے نکالنے اور صداقت سے داخل کرنے کی دعا کے دو پہلو ہیں اول یہ کہ شرف و فضیلت کے ساتھ یہاں سے نکال کر وہاں پہنچانا اور دوم یہ کہ یہ دونوں کام میری جانب سے پوری صداقت اور سچائی کے ساتھ تیرے ہی لیئے ہوں۔ یعنی میرا مکہ چھوڑنا اور مدینہ جانا کسی ذاتی غرض و مفاد کے لیئے نہو بلکہ تیری رضا اور تیرے دین کی تبلیغ کا ذمہ ادا کرنے کے لیئے ہو۔ ارشاد ہے کہ "وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾" اور کہئے / دعا کیجیئے کہ اے رب داخل فرما مجھ کو صداقت کے ساتھ اور نکال مجھ کو پوری صداقت سے اور بھیج اپنی طرف سے طاقت جو میرے لیئے مدد ہو۔

حکم نمبر ۵۷۷

فرمادیجیئے / اعلان کر دیجیئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل تو یقیناً ہے ہی مٹنے والا۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	آیت نمبر ۸۱

اس آیت پاک میں حضور اکرم ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ اعلان کر دیں اور بتا دیں لوگوں کو کہ حق آ پہنچا ہے اور باطل مٹ گیا ہے اور باطل تو ہے ہی مٹنے کے لیئے یہ آیت پاک مکہ

معظمہ میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب وہاں غلبۂ حق کی کوئی ظاہرہ صورت نظر نہیں آرہی تھی مگر اس آیت کے ذریعہ کامیابی کی بشارت اللہ نے فرمادی تھی۔ یہاں حق سے مراد اسلام اور قرآن ہے اور باطل کفرو شرک کو کہا گیا ہے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت بیان کر دی ہے کہ باطل یعنی کفرو شرک تو حیات دنیاوی کی طرح عارضی، وقتی اور ختم ہو جانے والا ہے اور حق ہمیشہ قائم رہنے والی چیز ہے یعنی زمین پر سب ختم ہو جائے گا مگر اللہ باقی رہے گا اور یہ بھی کہ دنیا کو فنا اور آخرت کو بقا ہے کفرو شرک کا کوئی تصور حیات دنیاوی کے بعد نہیں اسی لیئے باطل کو مٹنے والا کہا ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾"

حکم نمبر ۵۷۸

آپ ﷺ کہدیجیئے کہ ہر شخص اپنے طور پر (خلقِ و شکل) کام کر رہا ہے اور ان میں کون ہدایت والے راستے پر ہے یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل	آیت نمبر ۸۴

اس آیت پاک میں ایک بڑی نفسیاتی حقیقت کمال بلاغت و اختصار کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے وہ یہ کہ ہر شخص جو کچھ بھی کرتا ہے وہ اپنی تشکیل و تخلیق کے اقتضا کے مطابق کرتا ہے اور خود کو درست جانتا ہے جو ازلی کافر و مشرک و منکر ہیں وہ راہِ راست پر آہی نہیں سکتے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے بعض انسانوں اور جناتوں کو پیدا ہی اس لیئے کیا ہے کہ ان سے جہنم کو بھر دوں گا اور یہ بھی ارشاد ہے کہ جس کو اللہ چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ ہدایت وہ ہی قبول

کرتا ہے جسے توفیق ہدایت ہو اور رمز توفیق فرد کی خلق میں پوشیدہ ہے اسی لیئے بعض منکرین کے لیئے ارشاد ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے کہ ان کے قلوب و سماعت و بصارت پر مہر کر دی گئی ہے چنانچہ ہر شخص کا عمل اس کے اقتضائے خلق کے مطابق ہے اب ان میں سے کون راہ راست یعنی ہدایت والے راستہ کے لیئے ہے۔ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ارشاد ہے کہ "قُلۡ كُلٌّ يَّعۡمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَنۡ هُوَ اَهۡدٰى سَبِيۡلًا ۝۸۴" آپ کہدیجیئے کہ سب اپنی تشکیل کے موافق عمل کرتے ہیں اور تمہارا رب ہی جانتا ہے کہ ان میں سے کون ہدایت کی راہ والا ہے۔

حکم نمبر ۵۷۹

اور آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں (یہ لوگ) روح کے بارے میں تو ان سے کہدیجیئے کہ "روح میرے رب کے حکم سے ہے" اور تم کو علم نہیں دیا گیا سوائے تھوڑے سے علم کے۔

سُوۡرَةُ بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡل — آیت نمبر ۸۵

ارشاد ہے کہ "وَ يَسۡـئَلُوۡنَكَ عَنِ الرُّوۡحِ ؕ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّىۡ وَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝۸۵" اور "پوچھتے ہیں آپ سے روح کے بارے میں کہدیجیئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور نہیں دیا گیا ہے تم کو علم میں سے کچھ سوائے تھوڑے سے علم کے"۔ مفہوم یہ ہے کہ روح کے متعلق سوال کرنے والوں سے اے رسول ﷺ آپ کہدیں کہ تم کو اتنا علم دیا ہی نہیں گیا ہے کہ تم روح کو سمجھ سکو چنانچہ تم صرف یہ سمجھ لو کہ روح رب کے حکم سے ہے اور رب کے حکم کی رمزیّت کو پوری طرح سمجھنا عام انسان کے بس کی بات ہی نہیں۔ اس لیئے روح کو جاننے

کے بجائے صرف مان لینا کافی ہے۔ ویسے روح کے لفظ کا استعمال تین حوالوں سے خاص ہے اول حضرت آدمؑ کی نسبت سے دوم حضرت جبریلؑ کے لیئے اور سوم حضرت عیسیٰؑ کے لیئے (ان تینوں کی تخلیق باپ کے بغیر ہے) ویسے موت کے حوالے سے بھی قبض روح کا تصور وابستہ ہے۔

حکم نمبر ۵۸۰

آپ کہہ دیجیئے کہ اگر جمع ہو جائیں تمام انسان اور جن اس بات پہ کہ اس قرآن جیسا (کلام) لے آئیں تو ایسا ہر گز نہیں لا سکیں گے خواہ وہ سب ایک دوسرے کے مدد گار بن جائیں۔

سُوْرَةُ بَنِيٓ اِسْرَآءِيْل — آیت نمبر ۸۸

جیسے اللہ کی کوئی مثال ممکن نہیں ہے اسی طرح اس کا کلام بھی بے مثال ہے اگر تمام مخلوق یعنی جنات اور انسان خاکی و (ناری) سب ملکر ایک دوسرے کے مدد گار ہو کر بھی سر توڑ کوششیں کر لیں کہ قرآن حکیم کی کوئی مثل لا سکیں تو وہ ہر گز کامیاب نہیں ہوں گے کہ کسی کا کلام یا ہدایت اللہ کے کلام اور ہدایات جیسی ہو ہی نہیں سکتیں۔ ارشاد ہے کہ اے رسول آپ یہ بات لوگوں کو سمجھا دیجیئے "قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾" کہہ دیجیئے کہ اگر مجتمع ہو جائیں تمام انسان اور "جن" (ناری مخلوق) اس بات پر کہ اس قرآن کی "مثل" لے آئیں تو وہ اس کی مثال نہیں لا سکیں گے اگر وہ سب ایک دوسرے کے مدد گار بھی ہو جائیں۔

حکم نمبر ۵۸۱

آپ کہہ دیجیئے کہ پاک ہے میرا رب۔۔۔۔اور میں تو اللہ کا پیغام پہنچانے والا ایک انسان ہوں۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل	آیت نمبر ۹۳

آیت ھٰذا سے قبل تین آیات میں کفار و مشرکین کے ایسے مطالبات کا ذکر کیا گیا ہے جو انسانی قوت سے باہر ہیں جیسے زمین سے چشمہ جاری کر دینا۔۔۔۔یا کھجور اور انگور کا ایک باغ بنا کر اس میں نہریں جاری کرنا۔۔۔۔یا لوگوں پر آسمان کے ٹکڑے گرا دینا۔۔۔۔یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے آنا۔۔۔۔سونے کا گھر بنانا۔۔۔۔آسمان پر چڑھ جانا۔۔۔۔یا قابل قراءت تحریر (کفار پر) نازل کر دینا۔ ایسے مطالبات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سرکار ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان سے کہہ دیں ”میرا رب پاک ہے اور میں نہیں ہوں کچھ مگر اللہ کا پیغام پہنچانے والا ایک بشر“۔ ”قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾“ مراد یہ کہ اللہ کفار و مشرکین کے مطالبات پورا کرنے کا ہرگز پابند نہیں یعنی وہ پاک ہے اور میں (یعنی سرکار ﷺ) اللہ کا پیغام پہنچانے والا ایک بشر (رسول) ہوں جس کو اللہ کے حکم کے بغیر کچھ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

حکم نمبر ۵۸۲

فرما دیجیئے اے رسول ﷺ کہ اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے تو ہم ان کے لیئے آسمان سے فرشتے کو ہی رسول بنا کر بھیجتے۔

اس آیت پاک سے پہلے والی آیت میں کہا گیا ہے کہ جب لوگوں کے پاس اللہ کی ہدایت کسی رسول کے ذریعہ آتی تھی تو اس پر ایمان لانے میں ان کی یہ سوچ حائل ہوتی تھی کہ اللہ نے ہم جیسے ہی بشر کو کیوں رسول بنایا / یا یہ کہ کسی غیر معمولی ذریعہ سے مثلاً کسی فرشتہ کے ذریعہ یہ ہدایت براہ راست ہم کو کیوں نہیں دی اور ہم جیسے ہی ایک آدمی کو رسول کیوں بنایا۔ منکرین کے اس خیال کے جواب میں یہ آیات پاک نازل ہوئی اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے کہا کہ آپ ان سے یہ کہدیں کہ زمین پر اگر انسان کے بجائے فرشتے آباد ہوتے تو ہم ان کے لیئے آسمان سے کسی فرشتے کو ہی رسول بنا کر بھیجتے یعنی یہ کہ زمین پر انسانوں کی ہدایت کے لیئے ان میں سے ہی کسی بشر کو منتخب کر کے شرف رسالت دیا جاتا ہے کہ لوگ اپنے ہی ہم زبان وہم بشرہ فرد کی بات بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں اسی لیئے سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے آیت نمبر ۹۳ میں فرمایا گیا کہ آپ کہدیجیئے "هَلۡ كُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ۞" اور آیت ھذا میں فرمایا "قُلۡ لَّوۡ كَانَ فِى الۡاَرۡضِ مَلٰۤـئِكَةٌ يَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَـئِنِّيۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَـكًا رَّسُوۡلًا ۞" فرمادیجیئے کہ اگر ہوتے زمین پر فرشتے اطمینان سے چلتے ہوئے (یعنی آباد ہوتے) تو ہم ان پر آسمان سے فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے۔

حکم نمبر ۵۸۳

فرمادیجیئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے۔ بے شک اللہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے اور ان کو دیکھنے والا ہے۔

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل آیت نمبر ۹۶

اس آیت پاک میں حضور انور ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان سے (کفار و مشرکین اور دوسروں سے) کہہ دیجیے کہ میں نے تم تک جو پیغام پہنچایا اور تم نے اس کا جو جواب دیا میرے اور تمہارے درمیان اس کا گواہ اللہ پاک کافی ہے کہ وہ اپنے تمام بندوں کو ہر وقت دیکھتا ہے اور ان کی پوری پوری خبر رکھتا ہے۔ حکم ہوا کہ "قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝۹۶" فرما دیجیے کافی ہے اللہ گواہ میرے اور تمہارے بیچ بے شک وہ ہے اپنے بندوں سے باخبر اور ان کو دیکھنے والا۔

حکم نمبر ۵۸۴

آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے قبضے میں میرے رب کی رحمت کے خزانے ہوتے تو ان کو بھی تم خرچ ہونے کے ڈر سے روکے رہتے بے شک انسان بڑا ہی تنگدل ہے۔

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل آیت نمبر ۱۰۰

اس آیت پاک میں ایک طور پر انسان کے بخل کنجوسی اور تنگدلی و خسّت کی مذمت کی گئی ہے اور اس کی انتہا یہ بیان کی ہے کہ اگر اس کے قبضہ یا تصرف میں اللہ کی رحمت کے خزانے

بھی ہوتے یعنی اس کو نہ ختم ہونے والے رحمت کے خزانوں کا مالک بھی بنا دیا جاتا تو بھی وہ بخل و خِسّت کے سبب ان کو ختم ہو جانے کے خوف سے بچا کے رکھتا اور ان کو بھی خرچ نہ کرتا اس لیئے کہ وہ ہے ہی مستحقین پر خرچ کرنے میں تنگی کرنے والا یعنی بخیل اور بچا کے رکھنے کے فریب میں مبتلا۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝۱۰۰" کہدیجیئے کہ اگر تم مالک ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے تو ان کو بھی تم خرچ ہو جانے کے ڈر سے روکے رکھتے بے شک انسان ہے ہی تنگ دل (انفاق میں تنگی کرنے والے)

حکم نمبر ۵۸۵

فرمادیجیئے ان سے "تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بے شک وہ لوگ جن کو اس سے قبل علم دیا گیا تھا ان کے سامنے جب اس قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوریوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل	آیت نمبر ۱۰۷

یہ آیت پاک اہل ایمان پر قرآن حکیم کی تلاوت سے مرتب ہونے والے اثرات اور تاثیر تلاوت کو واضح کرتی ہے۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝۱۰۷" آپ ان سے کہدیں تم ایمان لاؤ اس پر یا نہ لاؤ ایمان بے شک" وہ لوگ "جن کو اس سے پہلے علم دیا گیا تھا جب اس کی تلاوت ان

کے سامنے کی جاتی ہے تو وہ منہ کے بل (ٹھوڑیوں سے) سجدے میں گر پڑتے ہیں۔۔۔اس آیت پاک میں "وہ لوگ جن کو اس سے قبل حکم دیا گیا تھا" کا اشارہ ما قبل کتب تورات وانجیل کا صحیح علم رکھنے والے لوگوں کی طرف ہے جو اللہ کے عطا کیئے ہوئے علم کے سبب قرآنِ حکیم کو سن کر فوراً مشرف بہ ایمان ہوگئے مفسرّ وشارحین نے اس حوالے سے دو صحابائے کرام کے نام خاص کر لیئے ہیں ان میں ایک تو "حضرت ورقہ بن نوفلؓ" اور دوسرے "حضرت عبداللہ بن سلامؓ" شامل ہیں۔ "خدا جس کو ہدایت دے ہدایت اس کو ملتی ہے"۔

حکم نمبر ۵۸۶

اللہ کے سارے ہی نام اچھے ہیں چاہے اس کو اللہ کہکر پکارو یا رحمٰن اور اپنی نماز نہ تو بہت تیز آواز سے اور نہ بالکل آہستہ ہی پڑھو بلکہ ان دونوں میں درمیانی راہ اختیار کرو۔

سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل	آیت نمبر ۱۱۰

اس آیت پاک میں فرمایا گیا ہے کہ سارے اچھے نام اللہ کے ہی لیئے ہیں یا یہ کہ اللہ کے سارے ہی نام (جو بیان کیئے گئے ہیں) اچھے ہیں اسے جس نام سے چاہو پکارو خاص حوالہ دوناموں کے لیئے ہے جن میں "اللہ" اسم ذات ہے اور "رحمٰن" اسم صفت ہے جو اس کی ایسی وسیع رحمت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو تمام مخلوق پر خاص کر دنیا کے حوالے سے سب کو محیط کیئے ہوئے ہے۔ آگے نماز پڑھتے وقت آواز بہت تیز نہ کرنے اور بہت آہستہ بھی نہ کرنے کا حکم ہے یعنی اللہ کو نہ تو زور شور سے پکارنا چاہیئے اور نہ ہی بے صدا۔ درمیانہ لہجہ اختیار کرنے کا حکم ہے خاص کر نماز کی

قرأت میں ارشاد ہے کہ "قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ﴿۱۱۰﴾" اسے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہو جس نام سے چاہو اس کو پکارو کہ اس کے سارے ہی نام اچھے ہیں اور اپنی نماز نہ تو بہت زور سے پڑھو اور نہ ہی بالکل آہستہ بلکہ ان دونوں میں درمیانی راہ اختیار کرو۔ اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ مکہ میں غلبۂ اسلام سے قبل ابتدائی زمانہ میں جب سرکار ﷺ باواز بلند نماز میں تلاوت فرماتے تھے تو کفار مکہ اس کی بے ادبی کر کے برا بھلا کہتے تھے اس پر حکم ہوا کہ اے رسول ﷺ آپ نہ تو اتنے زور کی آواز سے پڑھیئے کہ کفار اس کو سن کر برا کہیں اور نہ ہی اس قدر آہستہ کہ شوق سماعت رکھنے والے آپ کے صحابہ آپ کی آواز میں قرآن حکیم سننے سے محروم ہو جائیں۔ یہ حکم / آیت اسی دور کے حوالے سے ہے۔

حکم نمبر ۵۸۷

فرما دیجئے کہ حمد اللہ کے ہی لیئے ہے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت وملکیت میں اس کا شریک ہے اور نہ کوئی اس کا مددگار ہے ۔نہ وہ طالب مدد ہے۔وہ بڑا ہے اور اسی کی بڑائی بیان کیا کرو۔

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل — آیت نمبر ۱۱۱

یہ سورۃ بنی اسرائیل کی آخری آیت ہے جس میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- اول یہ کہ لائق حمد و ثنا صرف اللہ ہی ہے یعنی حقیقی معنوں میں سب تعریفیں اللہ کے ہی لیئے ہیں۔

- دوم یہ کہ اس نے نہ تو کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔ جیسا کہ گمراہ لوگ حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا سمجھتے تھے۔

- سوم یہ کہ وہ تمام عالموں کا رب واحد و لاشریک ہے اس کی سلطنت و اختیار میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔

- چہارم یہ کہ نہ تو کوئی اس کا مددگار ہے اور نہ اس کو کسی کی مدد درکار ہے اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بڑا ہے "اللہ اکبر" اور اسی کی بڑائی بیان کیا کرو "وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا"۔۔۔ پوری آیت پاک یہ ہے۔ "وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱﴾" اور بتادیجیئے کہ حمد اللہ کے لیئے ہے جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور نہ کوئی شریک ہے اس کا ملک (یعنی حکومت و اختیار میں) اور نہ کوئی اس کا مددگار ہے اور نہ اس کو مدد درکار ہے۔ وہ بڑا ہے اور اسی کی بڑائی بیان کیا کرو (وہ سب سے بڑا ہے)

حکم نمبر ۵۸۸

آپ کہدیجیئے ان کی تعداد (اصحاب کہف کی تعداد) میرا رب ہی جانتا ہے چند لوگوں کے سوا دوسرے نہیں جانتے۔ آپ (اے

رسول) ان کے بارے میں سرسری بات کریں اور ان میں سے کسی سے اس بارے میں کچھ نہ پوچھیں۔

سُوْرَةُ الْكَهْف آیت نمبر ۲۲

"کھف" عربی زبان میں "پہاڑ کی کھو" یا غار کو کہتے ہیں اور سورۃ ھٰذا کا نام سورۃ کہف اس لیئے ہے کہ اس میں غار والے جوانوں اور ان کے کتےّ "قطمیر" کا تذکرہ ہے۔ عرف عام میں وہ اصحاب کہف مشہور ہیں اور قرآن حکیم نے "کھف" کے ساتھ لفظ "رَقِیْمْ" بھی استعمال کیا ہے۔ رقیم اردن کے ایک قدیم شہر کا نام بھی ہے اور اس کے لفظی معنٰی تختی کے ہیں۔ شارحین کے مطابق اصحاب کھف کو ہی اصحاب رقیم کہا گیا ہے ایک روایت کے مطابق وہ سات جوان شہر رقم کے ہی رہنے والے تھے اس لیئے انہیں اہل رقیم کہا ہے بعض روایات کے مطابق ان کے غار پر چونکہ ایک تختی آویزاں کر دی گی تھی اس لیئے ان کو اہل رقیم بھی کہاہے ان کی تعداد کیا تھی اس کا علم بہت کم لوگوں کو تھا فرمایا گیا ہے کہ ان کی صحیح تعداد کا علم اللہ کے ہی پاس ہے۔ سورۃ ھٰذا کی آیت زیر نظر میں سرکار ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے" قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ فَلَا تُمَارِ فِیْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا وَّ لَا تَسْتَفْتِ فِیْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾" کہدیجیئے ان کی تعداد میرا رب ہی صحیح جانتا ہے اور چند کے سوا لوگ نہیں جانتے آپ ان کے بارے میں نتیجہ خیز بحث نہ کریں اور نہ کسی سے ان کے متعلق سوال کریں۔ قرآن حکیم کے مطابق یہ اصحاب غار میں "۳۰۹سال" تک رہے یہ زمانہ کافر بادشاہ دقیانوس سے لیکر نیک بادشاہ "بیداروس" تک بسیط ہے۔۔۔۔ ان کے ۳۰۹ سال بعد بیدار ہونے کو لوگوں کے لیئے حیات بعد از موت کی ایک ظاہرہ نشانی بتایا گیا تھا۔

حکم نمبر ۵۸۹

آپ ﷺ کسی بات کے لیئے یہ نہ کہیئے گا کہ میں کل ضرور کر دونگا۔ سوائے اس کے کہ اگر اللہ چاہے اور اگر یہ کہنا ذہن سے نکل جائے تو یا بھول جائیں تو اللہ کو یاد کر لیا کریں۔۔۔۔ اور فرمادیجئے کہ میرا رب اس سے بھی زیادہ ہدایت کے قریب تر بات مجھ کو بتادے گا۔

سُوْرَۃُ الْکَھْف آیت نمبر ۲۲

مندرجہ بالا دونوں آیات مضمون کے تسلسل کی وجہ سے ایک ہی حکم کے تحت بیان کی جارہی ہیں ان کے پورے مفہوم کو سمجھنے کے لیئے ان کی شانِ نزول ملحوظ رکھنی چاہیئے کہ جب قریش نے حضور ﷺ سے امتحاناً۔۔۔۔روح۔۔۔۔ذوالقرنین۔۔۔۔اوراصحاب کہف۔۔۔۔سے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے کہا کہ میں کل ان کے متعلق تم کو بتاؤں گا۔ حضور کو توقع یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ یہ باتیں آپ کو وحی کے ذریعہ بتادے گا مگر مشیّت کہ کئی روز تک وحی نہیں آئی اور کفار نے آپ ﷺ کو طعنے دینے شروع کر دیئے اس پر آپ بہت مغموم ہوئے پھر یہ آیات نازل ہوئیں۔ چند یوم وحی نہ آنے کا ایک سبب تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کے حوالے سے رسول پاک ﷺ اور آپ کی امّت کو یہ ہدایت دینا چاہتا تھا کہ آئندہ کے لیئے اپنے ارادہ کو اللہ کے تابع کر کے بیان کرنا چاہیئے یعنی آئندہ بات کے لیئے "انشاء اللہ" ضرور کہا جائے دوسرا اس تعطل کا رمز یہ بھی تھا کہ کفار پر یہ صداقت ظاہر کر دی جائے کہ ارشاداتِ رسول ﷺ وحی کے تابع ہیں آپ وہ ہی فرماتے ہیں جو وحی کیا جاتا ہے اور اگر کوئی بات وحی نہ کی جائے تو اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے یہ

دونوں آیات اصحاب کہف کا پورا قصہ تفصیل سے بتادینے کے ساتھ نازل کی گئی ہیں اور ساتھ ہی آپ ﷺ سے یہ فرمانے کے لیئے بھی کہا ہے کہ اصحاب کہف کا قصہ سنادینے کے بعد یہ بھی کہدیجیئے کہ مجھے امید ہے کہ میرا رب آئندہ اس سے بھی زیادہ قریبِ حقیقت ہدایات مجھ کو عطا فرمائے گا جیسا کہ آیت نمبر ۲۵ میں اصحابِ کہف کے غار میں سوتے رہنے کی مدت تین سونو(۳۰۹)سال بیان کی گئی ہے جو شمسی کلینڈر سے تین(۳۰۰) سوسال مشہور ہے جبکہ قمری شمار سے وہ قرآنِ حکیم کے مطابق تین سونو (۳۰۹) سال بتائی ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَ لَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾" یہ نہ کہیئے گا کسی بات کے لیئے کہ میں کل کردونگا۔۔۔ سوااس کے اگر اللہ چاہے۔۔۔ اوراگر بھول جائیں تواپنے رب کو یاد کرلیا کریں اور کہیئے کہ مجھے امید ہے / قریب ہے کہ میرا رب اس (رہنمائی) سے بھی زیادہ مجھ کو ہدایت فرمائے گا۔(جو ہدایت اور معلومات اصحابِ کہف کے لیئے عطا فرمائی گئیں)

حکم نمبر ۵۹۰

کہدیجیئے کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کتنی مدت (غار میں) رہے۔ آسمانوں اور زمین کی تمام پوشیدہ باتیں اسی کے سامنے ہیں، وہ کیا خوب دیکھنے اور سننے والا ہے۔ اس کے سوا ان کا (ساری مخلوق کا) کوئی مددگار نہیں اور وہ کسی کو اپنی حکومت میں شامل نہیں کرتا۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ
آیت نمبر ۲۶

اصحابِ کہف کے غار میں قیام کی مدت تین سو نو سال بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ "قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا" کہدیجیئے کہ اللہ بہتر جانتا ہے وہ کتنی مدت قیام پذیر رہے یعنی یہ کہ کب داخل ہوئے۔ کتنا سوئے۔ کب جاگے اور اس کے بعد کتنی مدت گزری اس کا علم صرف اللہ کے ہی پاس ہے۔ آگے ارشاد ہوا "لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾" آسمانوں اور زمین میں جو چھپا ہے سب اسی کے لیئے ہے۔ کیا بصیرت ہے! کیا سماعت! مخلوق کے لیئے اسے چھوڑ کر کوئی سرپرست و مددگار نہیں اور وہ شریک نہیں کرتا کسی کو بھی اپنی حکمرانی ہیں۔

حکم نمبر ۵۹۱

اے رسول ﷺ۔۔۔ آپ وہ پڑھ کر سنا دیا کیجیئے جو آپ پر وحی کیا جائے آپ کے رب کی کتاب سے۔ اس کے کلمات کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا اور اس کو چھوڑ کر کوئی جائے پناہ نہ پاسکے گا۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ
آیت نمبر ۲۷

اس آیت پاک میں رسول اکرم ﷺ سے ارشاد ہوا ہے کہ جو کچھ بھی آپ کو قرآن حکیم کے ذریعہ وحی کیا جائے وہ آپ لوگوں کو بڑھ کر سنا دیا کریں۔ اس ارشاد کے دو مضمرات ہیں اول یہ کہ اللہ کی طرف سے جو نصیحت اور احکام ہیں وہ لوگوں تک رسول پاک ﷺ کی زبان مبارک سے پہنچ

جائیں اور سننے والے بھی اس کے گواہ ہو جائیں جو وحی کی شکل میں نازل کیا گیا ہے پھر یہ کہ وہ ایک سے زیادہ سینوں میں محفوظ ہو سکے کہ لوگ اس کو یاد کریں یا اپنے پاس لکھ کر رکھ لیں تا کہ وقت ضرورت صحتِ کلام کے ضمن میں ایک دوسرے کی تصدیق کر سکیں کہ اس میں باہم کوئی اختلاف نہ ہو سکے ساتھ ہی یہ بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ اس میں کوئی طاقت بھی تبدیلی نہیں کر سکے گی اور یہ کہ لوگوں کے لیئے اور ان کے دین ایمان کے لیئے اسی کی ہدایات میں پناہ ہے اسے چھوڑ کر کسی کو کوئی پناہ کہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ ارشاد ہے کہ "وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝٢٧" آپ پڑھ دیا کیجیئے جو آپ کو وحی کیا جائے آپ کے رب کی کتاب سے اس کے کلمات کوئی بدل نہیں سکتا اور اس کو چھوڑ کر کوئی جائے پناہ نہیں پا سکتے۔ یعنی یہ کہ جو کچھ قرآن حکیم میں وحی کہا گیا ہے من وعن اس کو تسلیم کر لیتے ہی میں انسان کے لیئے بہترین پناہ ہے اور نہ ماننے والے کو اس کے سوا کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔

حکم نمبر ۵۹۲

اے رسول ﷺ آپ اپنے آپ کو ان لوگوں سے وابستہ اور ان کے ہی ساتھ رکھیں جو صبح و شام اپنے رب کو اس کی رضا جوئی کے لیئے پکارتے ہیں آپ ان کی طرف سے نظر نہ ہٹائیں اس لیئے کہ اسلام کو دنیاوی شکوہ اور سجاوٹ حاصل ہو جائے اور جن لوگوں کے دلوں کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے ان کی بات نہ مانیں کہ وہ اپنی خواہش نفس میں بہت آگے جا چکے ہیں۔

اس آیت پاک کا پس منظر اور شانِ نزول یہ ہے کہ قریش اور مکہ کے دوسرے صاحبانِ ثروت حضور اکرم سے کہتے تھے کہ آپ اگر اپنی محفل اور نشستوں سے مفلس و نادار لوگوں کو ہٹادیں تو ہم ایمان لاکر آپ کے ساتھ ہو جائیں گے اور ہمارے ساتھ لوگوں کی بڑی تعداد ہو گی جس سے آپ کی شان و شوکت میں اضافہ ہو گا مگر ہم ان غریب مفلس اور نادار لوگوں کے ساتھ بیٹھنا ہر گز پسند نہیں کریں گے جن کو آپ نے اپنا ہم نشین بنایا ہوا ہے شارحین کے مطابق یہ شرط اور اشارہ حضرت عمار، حضرت صہیب، حضرت بلال اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ کرام کی طرف تھا اس پس منظر میں یہ آیت پاک نازل ہوئی کہ "وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾" اور اپنے آپ کو قائم رکھیئے ان کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح و شام اس کی رضاجوئی کے لیئے پکارتے ہیں۔ اپنی نظر ان کی طرف سے نہ ہٹایئے دنیاوی زندگی کی سجاوٹ کے لیئے اور ان کی بات نہ مانیئے جن کے دلوں کو اللہ نے اپنے ذکر (یاد) سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش نفس کی پیروی میں حد سے گزر چکے ہیں۔

حکم نمبر ۵۹۳

آپ بتادیجیئے کہ حق (سچائی اور حقیقت تو) تمہارے رب کی طرف سے (آچکا ہے) ہے اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر

کرے۔ بے شک ہم نے ظالموں کے لیئے آگ (دوزخ) تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر لیں گی اور جب وہ پانی مانگیں گے تو ان کو تیل کی تلچھٹ جیسا (پگھلے ہوئے تانبے جیسا) کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جو ان کے منہ (اور چہرے کو) جھلس دے گا کیا ہی برا مشروب ہے اور کیسی بری قیام گاہ ہے۔

سُوْرَةُ الْكَهْف — آیت نمبر ۲۹

اس آیت پاک میں لوگوں کو یہ بات بتانے کے لیئے سرکار ﷺ سے کہا گیا ہے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے یعنی تم تک سچائی پہنچادی گئی ہے اللہ کے رسول اور قرآن حکیم کے ذریعہ اور اب یہ تم لوگوں کی مرضی ہے کہ چاہے حق کی طرف آجاؤ یعنی ایمان لے آؤ یا اس سے انکار کر کے کافر ہی رہو۔ کہا گیا ہے کہ انکار کرنے والے دراصل اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں کہ ان کے لیئے دوزخ تیار کی گئی ہے جس میں بھڑکتی ہوئی آگ ہے جس کی لپٹیں ان ظالم کافروں کو گھیر لیں گی اور جب یہ تپش سے گھبرا کر پانی مانگیں گے تو ان کو پگھلے ہوئے تانبے جیسا یا تیل کی تلچھٹ جیسا کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا جو ان کے منہ اور چہروں کو بھون ڈالے گا وہ بدترین مشروب ہے کافروں کے ٹھہرنے یا رہنے کی جگہ یعنی جہنم بھی بہت ہی بری جگہ ہے "وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾"

اس آیت میں جس طرح حق کا انکار کرنے والے ظالم کافروں کا انجام بیان کیا گیا ہے اسی طرح آیت نمبر ۳۰ اور ۳۱ میں ایمان لانے والے اور حق کو تسلیم کر لینے والے مومنین کے نیک صلے اور جنت کی

آسائشوں اور راحتوں کا بیان ہے جو اہل ایمان اور نیک کام کرنے والوں کے لیئے ہمیشگی کے ساتھ یعنی ختم نہونے والی ہیں اہل ایمان اور جنت کا حال بھی "وَقُلْ" کے ہی ذیل میں ہے۔

حکم نمبر ۵۹۴

آپ ﷺ ان لوگوں کو دو آدمیوں کا حال سنا دیجیئے (جن میں ایک کافر اور ایک صاحب ایمان تھا)

سُوْرَةُ الْكَهْف آیت نمبر ۳۲

سرکار دوعالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایک کافر اور ایک مومن دو آدمیوں کا موازنہ کر کے ان کے انجام کار سے مطلع فرمایا ہے یہ بیان آیت نمبر ۳۲ تا آیت نمبر ۴۴ میں مندرج ہے اور آیت ھٰذا کے شروع میں ارشاد ہوا ہے کہ "وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ" اور پیش کیجئے ان کے سامنے ایک مثال دو آدمیوں کی۔ اس مثال میں جو قصہ بیان ہوا ہے اسے بعض علماء محض ایک مثال سمجھتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ بنی اسرائیل میں دو بھائیوں کا حقیقی واقعہ ہے اس روایت کے مطابق دونوں بھائیوں میں ایک کا نام "یہودا" تھا اور دوسرے کا "قطروس" تھا۔۔۔ "یہودا" صاحب ایمان اور "قطروس" کافر تھا۔ باپ کے ترکہ میں سے دونوں کو چار، چار ہزار دینار ملے تھے جو کافر تھا اس نے اس پیسے سے دنیاوی آسائش کے سامان کیئے اور جو مسلمان تھا اس نے اپنی تمام رقم نیک کاموں میں خرچ کر دی۔ قرآن حکیم کے مطابق ارشاد ہے کہ "ایک کو ان میں سے ہم نے دیئے تھے دو باغ انگور کے اور باڑ لگائی تھی ہم نے ان کے گرد کھجور کے درختوں کی

اور اگار کھی تھی ہم نے ان دونوں کے درمیان کھیتی بھی (۳۲) دونوں باغ دینے لگے اپنا پھل اور نہ چھوڑی انہوں نے پیداوار میں کوئی کمی اور جاری کر دی ہم نے ان کے درمیان ایک نہر (۳۳) اور حاصل ہوا اسے خوب فائدہ سو کہا اس نے اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے کہ میں زیادہ ہوں تم سے مال میں بھی اور زیادہ طاقتور جتھار کھتا ہوں۔(۳۴) پھر داخل ہوا وہ اپنے باغ میں ظلم کرتا ہوا اپنے اوپر کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کہ فنا ہو جائے گا کبھی یہ باغ (۳۵) اور میں نہیں سمجھتا کہ کبھی قیامت آئے گی اور اگر میں اپنے رب کی طرف کبھی لوٹا یا بھی گیا تو میں ضرور پاؤں گا اس سے بہتر جگہ (۳۶) کہا اس سے اس کے ساتھی نے باتیں کرتے ہوئے کیا کفر کرتا ہے تو اس ذات کے ساتھ جس نے پیدا کیا ہے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے بھر بنا کھڑا کر دیا اس نے تجھے ایک مکمل آدمی (۳۷) لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ہی اللہ میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا (۳۸) وار جب تو داخل ہوا تھا اپنے باغ میں تو کیوں نہیں کہا تھا تو نے وہی ہو گا جو اللہ چاہے اور یہ کہ میں کوئی اختیار نہیں رکھتا سوائے اس کے جو اللہ کی طرف سے ہو۔ اگر تو دیکھتا ہے مجھے کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں (۳۹) بعید نہیں کہ مجھے عطا کر دے میرا رب تیرے باغ سے بہتر اور بھیج دے تیرے باغ پر کوئی آفت آسمان سے اور وہ ایک چٹیل میدان بن کر رہ جائے (۴۰) یا اتر جائے اس کا پانی گہرائی میں اور تو اس کو حاصل نہ کر سکے (۴۱) اور مارا گیا اس کا پھل اور وہ

اپنے ہاتھ ملتارہ گیا اس پر جو اس نے خرچ کیا تھا کیوں کہ وہ گر گیا تھا اپنی چھتریوں پر اب وہ کہنے لگا کاش نہ شریک ٹھہرایا ہوتا میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو (۴۲) اور نہ تھا اس کے پاس کوئی جتھا جو اس کی مدد کرتا اللہ کے سوا اور نہ وہ خود ہی اس قابل تھا کہ وہ خود بدل لیتا (۴۳) اس وقت (پتہ چل گیا) کہ کارسازی کا اختیار اللہ کو ہی ہے جو برحق ہے وہ ہی بہتر ثواب دینے والا اور بہتری کرنے والا ہے بالاخر (۴۴) ''اس کے بعد آیت نمبر (۴۵) میں پھر سرکار ﷺ سے ایک مثال بیان کرنے کے لیئے فرمایا گیا ہے۔ دنیاوی زندگی کی جو حکم نمبر ۵۹۵ میں درج ہے۔

حکم نمبر ۵۹۵

آپ ان کے لیئے دنیاوی زندگی کی یہ مثال بیان کر دیں کہ جب ہم نے آسمان سے پانی برسایا تو زمین سر بسر تر ہو گی اور جب وہ بھس بن گئی تو ہوائیں اسے اڑانے لگیں اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ	آیت نمبر ۴۵-۴۶

اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب پاک ﷺ سے فرمایا کہ آپ لوگوں کو دنیاوی زندگی کی یہ مثال سنادیں کہ یہاں پیدا ہونا پلنا بڑھنا اور پروان چڑھنا ایسا ہے جیسے کہ بارش ہو جانے سے خشک زمین پر پودے پھولوں پھلوں سبزیوں اور فصلوں کا اگنا اور لہلہانا اور پھر انجام کہ بھس بن کر ہواؤں کے

ذریعہ منتشر ہو جانا یعنی موت اور فنا۔ اس کے ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی جمادات و نباتات ہو کہ حیوان و جن وانس سب کا پیدا کرنے اور پالنے والا اللہ ہی ہے اور ان سب کی موت اور فنا بھی اللہ کے حکم کے ہی تابع ہے کہ اس کو پیدا کرنے اور مارنے دونوں پر قدرتِ کاملہ حاصل ہے۔ ارشاد ہے کہ "وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ هَشِيۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّيٰحُ‌ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ مُّقۡتَدِرًا ﴿۴۵﴾ "انہیں دنیاوی زندگی کی یہ مثال سنا دیجیئے کہ جب ہم نے آسمان سے پانی برسایا تو زمین پر نباتات خوب گھنی ہو گئی پھر وہ بھس بن گئی جس کو ہوائیں اڑانے لگیں اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے اور آیت نمبر ۴۶ میں مزید وضاحت کے طور پر بیان کیا کہ "مال و اولاد" تو دنیاوی زندگی کے لیئے سجاوٹیں ہیں مگر باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک اچھے بدلے کا موجب اور امید خیر ہیں" اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِيۡنَةُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا‌ ۚ وَالۡبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيۡرٌ عِنۡدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيۡرٌ اَمَلًا‏ ﴿۴۶﴾ "مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں (نیک اعمال) تیرے رب کے نزدیک اچھے اجر کے لیئے اور اچھی آرزوؤں کے لیئے ہیں۔ یعنی ان کا اچھا اور دائمی اجر دنیاوی زندگی کے بعد آخرت میں ہے۔

حکم نمبر ۵۹۶

اپنے اعمال کے سبب خسارے میں رہنے والوں سے متعلق سرکار ﷺ کو بتا دینے کا حکم۔

سُوۡرَةُ الۡكَهۡف — آیت نمبر ۱۰۳ تا ۱۰۶

آیت نمبر ۱۰۳میں ارشاد ہے کہ "قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۞" فرمایئے ان سے کیا میں بتاؤں تم کو عمل کے سبب خسارہ اٹھانے یا گھاٹے میں رہنے والوں کی بابت۔ اس ارشاد کے بعد گھاٹے میں رہنے والے انسانوں کا حال درج ذیل انداز سے تین آیات میں بیان فرمایا ہے۔

- وہ لوگ جن کی تمام کوششیں دنیاوی زندگی کے ہی لیئے ضائع ہو گئیں اور وہ یہ ہی سمجھتے رہے کہ ہم بڑی نیکیاں کر رہے ہیں یا اچھے کام کر رہے ہیں۔(۱۰۴)
- یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جھٹلایا اور کفر کیا اپنے رب کی آیات کے ساتھ اور اس کے سامنے حاضر ہونے کو تو ان کے تمام اعمال ضائع ہو گئے چنانچہ ہم ان کے اعمال کو روز قیامت کوئی اہمیت / وزن نہیں دیں گے۔(۱۰۵)
- ان کے لیئے جہنم ہی ٹھیک بدلا ہے ان کے اس کفر کا کہ انہوں نے میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا تھا۔(۱۰۶)

خسارے میں رہ جانے والے اوپر بیان کردہ اعمال کے لوگوں کا ذکر کرنے کے بعد آئندہ آیات میں اہل ایمان اور اعمالِ صالح کرنے والوں کو دیئے جانے والے نیک بدلے کی تفصیل اور صفاتِ ربّی کا بیان ہے۔

حکم نمبر ۵۹۷

آپ فرمادیجیئے کہ میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیئے اگر سمندر بھی ہو(روشنائی کا) تو وہ ختم ہو جائے اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں اگر ایسا ہی ایک اور سمندر بھی ہم لے آئیں۔

سُوْرَةُ الْكَهْف — آیت نمبر ۱۰۹۔۱۱۰

اس آیت پاک کی شانِ نزول اور اس کا پس منظر یہود و قریش کے روح سے متعلق سوال کے جواب میں سورۃ ھٰذا کی آیت نمبر ۸۵ کا ارشاد ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہدیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے (مگر تم نہیں سمجھ سکتے) کہ تم کو علم بہت تھوڑا سا دیا گیا ہے۔۔۔ اس پر یہود نے کہا کہ ہمارے پاس علم تھوڑا سا نہیں بلکہ ہمارے پاس تورات ہے جس کے ذریعہ ہم کو علم وافر حاصل ہے اس کے جواب میں آیت ھٰذا نازل ہوئی کہ "قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴿۱۰۹﴾" فرمادیجئے کہ اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیئے سمندر بھی (روشنائی بن جائے) ہو تو وہ ختم ہو جائے اور میرے رب کی باتیں (اس کے علم کا بیان) ختم نہ ہوں چاہے ویسا ہی ایک اور سمندر بھی ہم لے آئیں۔ مطلب یہ کہ اللہ نے اپنے رسولوں اور اپنی کتب کے ذریعہ انسان کو بھی علم عطا فرمایا ہے وہ اللہ کے علم کے مقابلے میں ایسا ہی بلکہ اس سے بھی کم جیسے سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ اور اسی بیان کے تسلسل میں رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پاک سے ارشاد کرنے کے لیئے کہا گیا کہ آپ فرمادیں کہ علم کے معاملے میں میں بھی تم جیسا ہی بشر ہوں مگر یہ کہ مجھ کو میرا اللہ وحی کے ذریعہ علم عطا فرماتا ہے اور مجھ کو یہ حقیقت وحی کی گئی کہ تمہارا (اور میرا بھی) معبود صرف ایک ہے سو جو شخص بھی اپنے رب سے ملاقات اور اس کے سامنے حاضری کا یقین اور تمنا رکھنے والا ہے اسے چاہیئے کہ اللہ کے بتائے ہوئے نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ بنائے ارشاد ہے "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴿۱۱۰﴾" آپ فرمادیجئے کہ درحقیقت میں تم جیسا ہی بشر ہوں مجھ پر وحی آتی ہے کہ بے شک تمہارا معبود ایک ہے پس جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ وہ اچھے (بتائے ہوئے) کام کرے اور کسی کو بھی اپنے رب کی عبادت میں شریک نہ کرے۔

حکم نمبر ۵۹۸

صبح وشام اپنے اللہ کی تسبیح کرنے کا حکم حضرت زکریاؑ کی جانب سے اپنی قوم کے نام۔

سُوْرَةُ مَرْيَم آیت نمبر ۱۱

اس آیت پاک کے ذریعہ قرآن حکیم میں حضرت زکریاؑ کی جانب سے اپنی قوم کو دیا جانے والا حکم بیان کیا گیا ہے جب حضرت زکریاؑ نے اپنی انتہائی ضعیفی اور اپنی زوجہ کے بانجھ ہونے کے باوجود اپنے ایک وارث کے پیدا ہونے کی دعا کی اور اللہ نے ان کو بیٹے کی ولادت کی خبر دی تو انہوں قبولیت کے لیئے کسی ظاہرہ علامت کے وقوع پذیر ہونے کی درخواست کی اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ ھٰذا کی آیت نمبر ۱۰ میں فرمایا کہ تمہارے لیئے یہ نشانی مقرر کی گئی ہے کہ تم صحیح وسلامت ہونے کے باوجود تین دن اور تین رات لوگوں سے گفتگو نہ کرسکو گے اس علامت کے ظاہر ہونے کے بعد جب حسب روایات امامت کرنے کے لیئے حجرے سے باہر آئے تو اشاروں سے اپنی قوم کو حکم دیا " اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ۝۱۱ "صبح وشام (اللہ کی) تسبیح کیا کرو۔۔۔ آج بھی مسلمانوں پر صبح وشام کی نماز فرض ہے مگر اس میں تین اور نمازوں کا اضافہ کرکے نماز پنج وقتہ کر دی گئی ہے۔

حکم نمبر ۵۹۹

اے یحییٰ ہماری کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔

سُوْرَةُ مَرْيَم آیت نمبر ۱۲

حکم نمبر ۵۹۸ آیت نمبر ۱۱ میں بیان شدہ علامت ظاہر ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت زکریاؑ کے ہاں بیٹا تولد ہوا جس کو اللہ نے نبوت بھی عطا کی اور اس کا نام یحیٰی رکھا جو اس سے پہلے کسی کا نام نہ تھا حسب روایت حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ کا یوم ولادت ایک ہی ہے اور یہ کہ حضرت یحییٰ بی۔بی۔ مریم کے خالہ زاد بھائی حضرت زکریا کے بیٹے تھے اللہ تعالیٰ نے سورۃ ھٰذا کی آیات نمبر ۱۲ تا ۱۵ ان کی دانائی شفقت، پاکیزگی، پرہیز گاری، والدین کے ساتھ نیکی بیان کرنے کے بعد ان کے یوم ولادت ووفات اور دوبارہ زندہ کیئے جانے کے دنوں کا حوالہ دیکر ان پر سلام کہا ہے اور ان کو یہ حکم دیا تھا کہ "یٰیَحۡیٰی خُذِ الۡکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ ؕ وَ اٰتَیۡنٰہُ الۡحُکۡمَ صَبِیًّا ﴿۱۲﴾" اے یحیٰی ہماری کتاب (تورات) کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔

حکم نمبر ۶۰۰

اے رسول ﷺ اس کتاب میں مریم کا حال بھی بیان کیجئے جب وہ اپنے گھروالوں سے جدا ہوکر مشرق کی جانب ایک گھر میں معتکف ہو گئیں۔

سُوۡرَۃُ مَرۡیَم آیت نمبر ۱۶

اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک میں سرکار ﷺ سے قرآنِ حکیم کے مطابق بی۔بی۔ مریمؑ کا حال بیان کرنے کے لیئے کہا ہے خاص کر اس وقت کے حوالے سے جب وہ اپنے گھر والوں سے جدا ہو کر "بیت المقدس" کے مشرق کے ایک گھر میں چلی گئی تھیں روایات کے مطابق ان کا یہ عمل بوجہ شرم وحیا تھا کہ تیرہ سال کی عمر میں پہلے حیض کا اجراء ہونے پر غسل کی خاطر تنہائی اختیار

کرلی تھی۔ ارشاد ہے کہ "وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ﴿۱۶﴾" اس کے بعد آیت نمبر ۱۷ تا ۳۴ بی بی مریم کا قصہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت اور گھوارے میں ان کی گفتگو بیان کرنے کے بعد آیت نمبر ۳۵ میں فرمایا کہ پاک ہے اللہ کی ذات اور یہ اس کی شان کے خلاف ہے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے / یا کسی کو اس کا بیٹا کہا جائے۔

حکم نمبر ۶۰۱

بے شک اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی تو اسی کی عبادت کیا کرو یہ ہی راہِ مستقیم ہے۔

سُوْرَةُ مَرْيَم	آیت نمبر ۳۶

آیت ھٰذا سے قبل والی آیات میں بی۔ بی۔ مریمؑ کا قصہ اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت اور گھوارے میں آپ کی گفتگو کا حال بیان کیا گیا ہے جیسا کہ سرکار ﷺ کو حکم ہوا تھا "وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ" اس حکم کی تعمیل و تکمیل کے بعد سرکار ﷺ کی جانب سے ارشاد ہے کہ "وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾" "بے شک اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی تو اسی کی عبادت کیا کرو یہ ہی سیدھا راستہ (بہترین طریقہ) ہے مقصود بیان یہ ہے کہ جس طرح "ربوبیت" اللہ کی شان ہے کہ وہ اپنے بندوں کی پرورش اور دیکھ بھال کرتا ہے یعنی ان کو ہدایات بھی دیتا ہے اور رزق بھی۔ اسی طرح بندے کی پہچان یا شناخت یہ ہے کہ وہ کسی کو اس کے ساتھ شریک کیئے بغیر اس کی عبادت یعنی عبودیت کا اظہار کرتا رہے تو سیدھا راستہ یہ ہی ہے کہ

اس کو معبود لاشریک اور خود کو عبدِ عاجز سمجھا جائے یہ ہی ہدایت اس آیت پاک میں سرکار ﷺ کی طرف واضح سے کی گئی ہے۔

حکم نمبر ۶۰۲

اور ڈرایئے ان کو حسرت والے دن سے جب ہر معاملہ کا فیصلہ ہو گا اور وہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (یعنی اس آنے والے دن کو بھولے ہوئے ہیں) اسی لیئے ایمان نہیں لاتے۔

سُوْرَةُ مَرْيَم	آیت نمبر ۳۹

اس آیت پاک میں یوم حشر یعنی اللہ کے حضور جمع ہونے والے دن کو "یوم حسرت" کہا گیا ہے اس لیئے کہ اس دن اپنے اعمال کا انجام سامنے آنے کے بعد ہر شخص یہ آرزو کرے گا کہ ہم نے دنیا کی زندگی میں جو کچھ کیا کاش اس سے بہتر ہی کیا ہوتا اس آرزو یا خواہش کی نسبت سے ہی اس دن کو یوم حسرت کہا ہے اور اس کی شناخت یہ بتائی ہے کہ اس دن ہر فرد ہر عمل اور ہر معاملے کا آخر ی فیصلہ کر دیا جائے گا جس میں آئندہ کوئی تبدیلی نہیں ہو گی ساتھ ہی ارشاد ہوا جو لوگ اس دن سے واقف نہیں ہیں یا اس کو بھولے ہوئے ہیں تو وہ ہی ایمان نہیں لاتے چنانچہ سرکار ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ ان لوگوں کو اس دن کے عذاب سے خوف دلایئے شاید یہ ایمان لے آئیں حکم ہے "وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّ هُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۳۹"

ڈرایئے ان کو حسرت والے دن سے جب ہر امر کا فیصلہ ہو گا اور وہ غفلت میں ہیں اسی لیئے ایمان نہیں لاتے۔

حکم نمبر ۶۰۳

اور آپ ذکر کیجئے اس کتاب میں ابراہیمؑ کا جو صدیق اور نبی تھے۔

سُوْرَةُ مَرْيَم — آیت نمبر ۴۱

سورۃ ھٰذا میں پہلے حضرت زکریاؑ کا اور حضرت یحییٰؑ کا قصہ بیان فرما کے پھر بی بی مریم اور حضرت عیسیٰؑ کا واقعہ بیان ہوا ہے اس کے بعد آیت ھٰذا میں حضرت ابراہیمؑ اور ان کے والد کا قصہ ہے اور حضرت ابراہیمؑ کے لیئے فرمایا ہے کہ وہ صدیق اور نبی تھے صدیق کے لفظی معنیٰ سچ کہنے والے کے ہیں اور اصطلاحاً تصدیق کرنے والے کو کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے چونکہ حضرت آدمؑ، حضرت شیثؑ، حضرت ادریسؑ اور حضرت نوحؑ کے ذریعہ دیئے ہوئے درسِ توحید کی تصدیق اس وقت کی تھی جب لوگ اس سبق کو بھول کر شرک وبت پرستی میں مبتلا ہو کر نمرود کی خدائی کے معترف ہو رہے تھے اس لیئے آپ کو صدیق کے لقب سے یاد کیا گیا یہ آپ کا منفرد اعزاز ہے کہ یہاں صدیقت اور نبوت یکجا ہیں آپ صرف نبی ہی نہیں ابوالانبیاء بھی ہیں کہ آپ کی اولاد میں سلسلۂ نبوت طویل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سرکار ﷺ سے فرمایا" وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ "آپ ذکر فرمایئے اس کتاب میں ابراہیمؑ کا جو صدیق اور نبی تھے اس کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ کا ذکر ہے اور پھر حضرت ادریس اور حضرت نوح اور ابراہیمؑ و یعقوبؑ کی اولاد کے انبیاء کا حوالہ ہے اور پھر آیت نمبر ۶۵ میں حکم عبادت مکرر دیا گیا ہے۔

حکم نمبر ۶۰۴

زمین و آسمان اور جو ان کے درمیان ہے اس سب کا رب اللہ ہی ہے تو اسی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ کیا ہے کوئی اس جیسا نام والا۔

سُوْرَةُ مَرْيَم آیت نمبر ۶۵

اس آیت پاک میں اپنی عبادت کو اللہ کے لیئے ہی خالص کرنے کا حکم ہے اور اس حکم کے ساتھ اس کی ذات پاک کے لیئے دو باتیں واضح کی گئی ہیں اول یہ کہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اس سب کا پروردگار وہ ہی ہے یعنی ان کو پیدا کرنے والا اور ان کی پرورش و نگرانی کرنے والا۔ دوسری بات استفہامیہ انداز میں یہ بتائی گئی ہے کہ اس جیسا بلند نام والا یعنی اس کا ہم پایا کوئی بھی نہیں ہے یعنی وہ واحد ولاشریک ہے۔ ارشاد ہے کہ "رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝۶۵" "آسمانوں اور زمین کا اور جو ان کے درمیان ہے اس سب کا وہ رب ہے سو اس کی ہی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر قائم اور ثابت قدم رہو کیا کوئی اور ہے تمہارے علم میں اس جیسے بلند نام والا۔ بے شک نہیں ہے۔

حکم نمبر ۶۰۵

آپ فرما دیجیئے کہ جو گمراہی میں پڑا ہے اللہ اس کو ڈھیل دیتا ہے یہاں تک کہ وعدے والا دن آجائے پھر قیامت اور عذاب دیکھ

کر اس کو معلوم ہو جائے گا کہ مکان کس کے بڑے تھے اور کس کا لشکر کمزور تھا۔

سُوْرَةُ مَرْيَم آیت نمبر ۷۵

ارشاد ہے کہ دنیا میں جو لوگ گمرہی کا شکار ہیں یعنی راہ راست سے دور اور بھٹکے ہوئے ہیں اور ان کو اپنے عالی شان مکانوں پر اور اپنے مضبوط لشکروں پر بڑا بھروسہ اور گھمنڈ ہے تو اے رسول ﷺ بتادیجیئے کہ ایسے گمرہوں کو اللہ کی طرف سے ڈھیل ہے تا آنکہ وہ دن آجائے کہ جس کا وعدہ کیا گیا ہے پھر قیامت کا حال اور عذاب دیکھنے کے بعد ان گمرہوں کو پتہ چل جائے گا کہ کس کے گھر بڑے تھے اور کس کا لشکر کمزور تھا یعنی یہ کہ انجام کس کا بہتر ہوا۔ اور عالی شان مکان اور طاقتور دنیا کے لشکر آخرت میں کچھ کام نہ آئے اس کے۔ ارشاد ہے کہ "قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى إِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ إِمَّا الْعَذَابَ وَ إِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾" آپ فرمادیجیئے اے رسول بتادیجیئے ان کو کہ جو بھٹکے ہوئے گمرہی میں پڑے ہیں رحمٰن ان کو ڈھیل دیتا ہے وعدہ کیئے ہوئے دن تک جب عذاب یا قیامت دیکھ کر معلوم ہو جائے گا کہ کس کے گھر بڑے تھے اور کس کا لشکر کمزور تھا۔

حکم نمبر ٦٠٦

بس آپ ان کے لیئے عجلت نہ چاہیں ہم ان کے لیئے شمار کر رہے ہیں گنتی

سُوْرَةُ مَرْيَم آیت نمبر ۸۴

سابقہ حوالے یعنی آیت نمبر ۷۵ میں فرمایا تھا کہ رحمٰن کی طرف سے گمرہوں کو ڈھیل ہے اور آیت ھٰذا میں سرکار ﷺ سے ارشاد ہوا کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے ان کو بہت لمبی ڈھیل دی ہے اور ہم نے جو وقت ان کے لیئے مقرر کیا ہے اس کے دن ہماری شمار میں ہیں ہم ان کے دن گن رہے ہیں اس لیئے آپ کو اس معاملے میں انتظار کرنا چاہیئے وقت آرہا ہے جب حساب ہو جائے گا۔ ارشاد ہے کہ "فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾" اور عجلت نہ کریں آپ ان کے لیئے ہم ان کے لیئے گنتی شمار کر رہے ہیں (یعنی ان کے دن ہماری شمار میں ہیں)

حکم نمبر ۷۰٦

اے رسول ﷺ ہم نے اس کو (قرآن حکیم کو) آپ کی زبان میں اس لیئے آسان کر دیا ہے کہ آپ اس کے ذریعہ تقویٰ کرنے والوں کو خوشخبری سنائیں اور جھگڑالو لوگوں کو اس سے ڈرائیں۔

سُوْرَةُ مَرْيَم — آیت نمبر ۹۷

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو عربی زبان میں نازل فرمانے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ عربی چونکہ سرکار ﷺ کی مادری زبان ہے اور آپ دوسری زبانوں یا کتابی علم سے بے نیاز تھے اسی لیئے قرآنِ حکیم کو عربی یعنی سرکار ﷺ کی زبان میں نازل کیا کہ سرکار ﷺ بآسانی اس کے ذریعہ نیکی کرنے اور برائی سے بچنے والوں کو نیک انجام کی خوشخبری سنادیں اور جھگڑالو لوگوں کو جو حق کو تسلیم کرنے میں جھگڑا کرتے ہیں قیامت اور عذاب حشر سے ڈرا کر راہ راست پر لانے کی کوشش فرمائیں۔ ارشاد ہے کہ "فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾" اور ہم نے اس کو (قرآن حکیم کو) آسان کر دیا ہے آپ کی زبان میں تاکہ آپ بشارت دیں اس کے ذریعہ تقویٰ کرنے والوں کو اور ڈرائیں اس کے ذریعہ جھگڑالو لوگوں کو۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

"حاصل مطالعہ"

كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ ۚۖ ﴿۲۶﴾

وَّ يَبۡقٰى وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ ۚ ﴿۲۷﴾

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

یہ دن بھی نہیں ہوں گے نہ یہ رات رہے گی
باقی فقط اللہ کی ایک ذات رہے گی
(فائق بدایونی)